سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2024

سوموار، 13۔ مئی 2024

(یوم الاثنین، 4۔ ذیقعد 1445ھ)

اٹھارہویں اسمبلی: نواں اجلاس

جلد 9: شمارہ 3

195

فہرست کارروائی

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

سوموار، 13۔ مئی 2024

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات خوراک اور خزانہ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

عام بحث

گندم کی خریداری پر عام بحث

197

صوبائی اسمبلی پنجاب

اٹھارہویں اسمبلی کا نواں اجلاس

سوموار، 13۔ مئی 2024

(یوم الاثنین، 4۔ ذیقعد 1445ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں شام 4 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر ملک محمد احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری رمضان قادر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم o

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَ یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا (9) وَّ اَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا (10) وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَیْرِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا (11)

سورۃ بنی اسرائیل (آیات نمبر 9 تا 11)

بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور خوشی سناتا ہے ایمان والوں کو جو اچھے کام کریں کہ ان کے لئے بڑا ثواب ہے (9) اور یہ کہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (10) اور آدمی برائی کی دعا کرتا ہے جیسے بھلائی مانگتا ہے اور آدمی بڑا جلد باز ہے (11)

وما علینا الا البلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

کر اہتمام بھی ایماں کی روشنی کے لئے
درُود شرط ہے ذکرِ محمدی کے لئے
لگی ہیں روضہ پُرنور پر میری آنکھیں
تڑپ رہا ہوں شب و روز حاضری کے لئے
میرے تو آپ ہی سب کچھ ہیں رحمت عالم
میں جی رہا ہوں زمانے میں آپ ہی کے لئے
تمہاری یاد کو کیسے نا زندگی سمجھوں
یہی تو ایک سہارا ہے زندگی کے لئے

سوالات

(محکمہ جات خوراک اور خزانہ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: جی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے آج کے ایجنڈا پر محکمہ خوراک اور فنانس سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ جی جناب امجد علی صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال نمبر 30 ہے اور جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرکاری ملازمین کی دوران سروس وفات کے بعد لواحقین کو حاصل مراعات و پنشن سے متعلقہ تفصیلات

***30: جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اگر کوئی سرکاری ملازم دس سال سروس مکمل ہونے سے قبل دوران سروس وفات پا جائے تو اس کے لواحقین کو اس کی مدت ملازمت کے مطابق صرف کیا ایک سال کی ڈیڑھ ماہانہ تنخواہ یا زیادہ سے زیادہ مبلغ -/12500 روپے کی کل رقم ادا کی جاتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا مہنگائی کے اس دور میں یہ استحصال اور زیادتی نہیں ہے؟

(ج) یہ کہ سرکاری ملازمین کے پنشن رول کی اس شق پر آخری مرتبہ کب نظر ثانی کی گئی تھی؟

(د) کیا حکومت اس ظالمانہ پنشن رول پر نظر ثانی کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جب کوئی سرکاری ملازم دس سال سروس مکمل ہونے سے قبل دورانِ سروس وفات پا جائے تو اس کے لواحقین کو پنجاب سول سروس پنشن رول 4.6(2)(a) کے تحت ہر ایک

مکمل سروس سال کے عوض گریجویٹی مبلغ ڈیڑھ ماہانہ تنخواہ کے برابر ملتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی سرکاری ملازم چھ سال مدت ملازمت کرنے پہ وفات پا جاتا ہے تو اس کے لواحقین کو ہر ایک مکمل سروس سال کے عوض چھ سال کی مدت تک کی ڈیڑھ ماہانہ تنخواہ ملے گی یعنی کہ 6*2/1-1 ماہانہ تنخواہ۔

یہ بات درست نہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ مبلغ -/12500 روپے کی رقم ادا کی جاتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ رقم کی حد مبلغ -/ 12500 روپے کے الفاظ اس رول سے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر FDSR-III/4-89/2010 بتاریخ 27 اپریل 2017 حذف کر دیئے گئے تھے۔ نوٹیفکیشن کی کاپی (الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایضاً

(ج) آخری دفعہ پنشن رول کی اس شق پر مورخہ 27 اپریل 2017 کو نظر ثانی کی گئی تھی اور زیادہ سے زیادہ رقم مبلغ -/12500 روپے کو حذف کر دیا گیا تھا۔ نوٹیفکیشن کی کاپی پرچم (الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) حکومت نے اس پنشن رول کے قابل اعتراض حصہ، جو کہ زیادہ سے زیادہ رقم مبلغ -/12500 روپے پر مشتمل تھا، کو پہلے ہی حذف کر دیا ہے۔ جس کی وضاحت اُوپر جُز (الف) پر کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے جب جواب پڑھا تو میں بہت خوش ہوا کہ میں آج شکریہ ادا کروں گا وزیر خزانہ صاحب کا کہ 2014 میں، میں نے ایک question move کیا تھا تو میرے allegation کی وجہ سے وہ رک گیا تھا تو اب دوبارہ question move کیا تو انفارمیشن آئی کہ سرکاری ملازمین کی سنی گئی ہے۔ جب میں نے annexure منگوا کے پڑھا تو میری ساری خوشی کافور ہو گئی کہ ان لوگوں کے ساتھ یہ کیا ظلم کیا ہے میرا سوال یہ تھا کیا یہ درست ہے کہ اگر کوئی سرکاری ملازم دس سال سروس مکمل ہونے سے قبل دوران سروس وفات پا جائے تو اس کے لواحقین کو اس کی مدت ملازمت کے مطابق صرف ایک سال کی ڈیڑھ ماہانہ تنخواہ یا زیادہ سے

زیادہ مبلغ -/12500 روپے کی کل رقم ادا کی جاتی ہے۔ یعنی اگر کوئی سرکاری ملازم 10 سال کے دوران فوت ہو جائے تو اسے صرف ساڑھے 12 ہزار روپیہ ملتا ہے۔ تو اس کا جواب انہوں نے دے دیا کہ نہیں جی وہ شِق ختم کر دی ہیں اب annexure میں انہوں نے بڑی حاتم طائی کی قبر پر لات ماری ہے۔ ساڑھے 12 ہزار سے 25 ہزار روپیہ کر دیا ہے 60 روپے ڈالر تھا جو چار گنا بڑھ کر بلکہ چار گنا سے بھی زیادہ بڑھ کے 270، 275 روپے ہو گیا ہے یہ تو اس کی devaluation کے بھی پیسے نہیں ہیں یعنی 25 ہزار روپیہ اگر 10 سال دوران سروس کے بعد بندہ فوت ہو جائے تو اس کو صرف 25 ہزار روپیہ ملے گا کیا یہ کسی خاندان کا اس سے ایک مہینہ بھی چل سکتا ہے۔ یہ منسٹر صاحب اس پر روشنی ڈال دیں اور مہربانی کریں یہ سات سات کروڑ کی گاڑیاں سیکرٹریوں کو مل سکتی ہیں تو اس غریب کو 10 سال سروس دینے کے عوض اس کو اس کے مطابق اجارہ نہیں مل سکتا۔

جناب سپیکر: جی، جناب منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس طرح نہیں ہے جیسا کہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ جو ساڑھے 12 ہزار والی اس کی شِق تھی وہ 27۔ اپریل 2017 میں ختم کر دی گئی تھی اب اس وقت جو existing pension کے جو رولز ہیں اس کے رول A4.62 کے تحت ہر ایک مکمل سروس کے عوض gratuity مبلغ ڈیڑھ ماہانہ تنخواہ کے برابر ملتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی سرکاری ملازم چھ سال مدت ملازمت کرنے پر وفات پا جاتا ہے تو اس کے لواحقین کو ہر ایک مکمل سروس سال کے عوض چھ سال کی مدت تک کی ڈیڑھ ماہانہ تنخواہ ملے گی یعنی کہ یہ اس کا فارمولا ہے کہ اس کی جو ماہانہ تنخواہ بنتی ہے اس کا 1½ فیصد کو 6 سال کے ساتھ multiply کریں تو وہ کافی ساری رقم بن جاتی ہے یہ اب depend کرتا ہے کہ جس وقت اس کی death ہوئی ہے اس وقت اس کی تنخواہ کتنی تھی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کی بات مانوں یا یہ جو نوٹیفکیشن ہے اس کو مانوں یہ نوٹیفکیشن میں پڑھ دیتا ہوں In the Punjab civil services pension rule in chapter 4 in section 3 in rule 4(6) in sub rule (2a) in clause(a) the expression subject to a maximum of rupees 12500 wherever occur

and in clause(b) the expression subject یہ ختم کر دیا گیا shall be omitted
to a maximum of rupees 25000 shall be omitted یعنی یہ اب 25 ہزار روپے ہو گیا ہے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان معزز رکن کو جو pension رولز کے مطابق میں نے بتایا ہے اور یہ 25 ہزار والا notification جو دکھا رہے ہیں ذرا مجھے بھی دکھا دیں گے یہ کون سا annexure ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ اس کا notification میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر: امجد صاحب آپ جو notification پڑھ رہے ہیں آپ اس notification کی heading, caption اور اس کا جو......

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے ڈیپارٹمنٹ سے جو لیا اس کے مطابق تو یہی ہے کہ جو pension کا یہ جو رول ہے 4.62(A) اس کے تحت تو جو اس کی last salary اس نے draw کی ہے اس کی ڈیڑھ ماہانہ تنخواہ ہے اس کو multiply جتنے سال اس نے کام کیا اس کے مطابق اس کو gratuity ملتی ہے اور مل بھی رہی ہے۔ اس طرح نہیں ہے کہ یہ 25 ہزار صرف ان کو مل رہی ہے۔

جناب سپیکر: امجد صاحب یہ جو منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں common understanding تو یہی ہے کہ جو gratuity کی amount ہوتی ہے بے شک وہ ملازمین کو مل نہیں رہی وہ ایک علیحدہ بحث ہے وہ بعد کی بات ہے بعد میں دیکھیں گے لیکن جو میری common understanding ہے کہ without going into the laws اور یہ جو آپ notification کی بات کر رہے ہیں وہ تو ایسے ہی ہے جیسے منسٹر صاحب فرما رہے ہیں۔ اگر آپ کے پاس اس کے otherwise کوئی notification ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں ان کو وہ پیش کر دیتا ہوں وہ جو کہہ رہے ہیں اس کو ذرا دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: آپ اس کو پڑھ دیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جی میں نے اس کو پہلے بھی پڑھا ہے اب دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

In clause(a) the expression subject to a maximum of rupees 12500 wherever occur shall be omitted یہ تو omitted ہو گیا ہے اس کی نئی clause آگئی ہے کہ اس میں اس کی amount 25 ہزار کر دی گئی ہے۔ اب منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ ڈیڑھ تنخواہ ہے آپ چھ سال کی ڈیڑھ تنخواہ بھی جمع کر لیں وہ کتنی بنتی ہے یہ maximum amount ہے وہ ڈیڑھ تنخواہ ایک سال میں اگر اس کی 40 ہزار تنخواہ ہے تو ڈیڑھ تنخواہ اس کی 60 ہزار روپیہ اور 10 سال کی کتنی بنی؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے شاید مجھے آپ کی reading میں کوئی confusion لگ رہی ہے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جب اس کی death ہوئی ہے جو last salary جو اس وقت وہ draw کر رہے ہیں اس کی جو basic pay ہے اس کا ڈیڑھ فیصد ڈیڑھ تنخواہ multiply جتنے سال ہیں اس کا 10 سال کا کر کے ان کو دی جائے گی۔

جناب سپیکر: This is what it is

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس میں میری humble submission ہے کہ یہ اس کو دیکھ لیں منسٹر صاحب ہمارے بھائی ہیں اس میں maximum amount دی ہے کہ اس سے exceed نہیں کرے گی اب وہ maximum amount 25 ہزار ہے میں صرف اتنا کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: Is that extended to Rs. 25000? اگر وہ تنخواہ جو میں منسٹر صاحب کی بات سے سمجھ سکا ہوں کہ which makes quite a reasonable sense کہ اگر یہ کہہ رہے ہیں کہ جو اس کی basic salary ہے اگر وہ exceed نہ کرتی ہو اس amount سے جو آپ کے ہاتھ میں ہے وہ ڈیڑھ سال کا چھ سال گننا پڑے گا gratuity کی amount ایسے بنتی ہے جو کے gratuity کی amount تو لاکھوں میں آتی ہزاروں میں تو نہیں آتی ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ دس سال والوں کے لئے ہیں کہ ان کو تو کچھ بھی نہیں ملنا کیونکہ ان کی وہ 25 سال والی limit پوری نہیں ہوئی ان کو ڈیڑھ تنخواہ ملے گی لیکن وہ amount

جمع کر کے ساڑھے 12 ہزار سے زیادہ نہیں ہو گی اور اب وہ limit بڑھا دی گئی ہے منسٹر صاحب اس کو department سے check کروالیں اگر ایسا ہے تو اس anomaly کو دور کیا جائے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! امجد علی جاوید صاحب نے جو بات کی ہے اِسے دیکھ لیتے ہیں اور میں چیک کر لیتا ہوں کیونکہ امجد صاحب جو clause بتا رہے ہیں مجھے محکمہ نے نہیں بتائی تو پھر ظاہر ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کی غلطی ہے۔

جناب سپیکر: میں سمجھ رہا ہوں کہ آپ fairly correct کہہ رہے ہیں لیکن امجد صاحب کے ابہام کو دُور کر دیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! شکریہ۔ منسٹر صاحب کے جواب سے ثابت ہوتا ہے کہ جواب غلط تھا اور معزز ہاؤس میں جواب پیش ہونے سے پہلے پہلے اِس میں amendment آنی چاہئے تھی کیونکہ اِس کا مطلب ہے کہ محکمہ نے غلط جواب دے کر اِس ہاؤس اور معزز ممبر کا privilege breach کیا ہے تو اِس معاملے کا منسٹر صاحب notice لیں۔ اِس طرح تو پھر غلط جواب آتے رہیں گے۔ جواب کے ساتھ ایک separate notification کے تحت ایک clarification دی ہوئی ہے جبکہ actual situation کا تو جواب میں ذکر ہی نہیں ہے جو منسٹر صاحب بتا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ معزز ممبر کی reading میں کوئی ایسا ابہام نظر آ رہا ہے لیکن جواب تو منسٹر صاحب کے مطابق درست معلوم ہو رہا ہے۔ امجد صاحب! منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اِس کی clarification لے لیجئے اور detail میں شاید اِس کا کوئی حل نکل آئے۔

جناب امجد علی جاوید: جی، ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! میرا issue تو یہ ہے کہ لوگوں کا مسئلہ address ہو اور حل ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اب no more supplementary question now۔ جی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جی، نہیں۔

جناب سپیکر: We move to the next question امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 318 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ بھر میں گندم کی مقدار کل ذخیرہ اور درآمد گی سے متعلقہ تفصیلات

***318: جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ بھر کے اندر 30۔مارچ 2024 تک گندم کی کتنی مقدار کا ذخیرہ موجود تھا اور اس کی کل مالیت کیا تھی؟

(ب) صوبہ کی ضروریات کے لئے کتنی مقدار میں گندم کی ضرورت تھی؟

(ج) 30۔مارچ 2024 تک گندم کی کتنی مقدار درآمد کی گئی اور اس کی مالیت ڈالروں میں کتنی تھی؟

(د) محکمہ نے گزشتہ سال گندم کی خریداری کے لئے کتنا قرض اور کس بنک سے حاصل کیا اس کی تفصیل پیش کی جائے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) صوبہ بھر میں محکمہ خوراک پنجاب کے پاس 30 مارچ 2024 کو 2,271,922 میٹرک ٹن گندم موجود تھی جس کی کل مالیت بحساب -/4700 روپے فی من یا -/117,500 فی ٹن کے حساب سے 267۔ارب روپے بنتی ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب کی کل آبادی 130,881,145 افراد کے لئے فی فرد 115 کلو گرام کے حساب سے 15,051,332 میٹرک ٹن گندم کی ضرورت تھی علاوہ ازیں بیج کے لئے صوبہ پنجاب کو تقریباً 1 لاکھ 50 ہزار میٹرک ٹن کی سالانہ ضرورت ہوتی ہے۔

(ج) گندم کی درآمد منسٹری آف نیشنل فوڈ سکیورٹی اور ریسرچ کی نگرانی میں کی گئی لہٰذا حکومت پنجاب کے پاس درآمد کی گئی گندم کی مقدار اور ڈالروں میں اعداد و شمار نہ ہیں تاہم تقریباً 35 لاکھ میٹرک ٹن زائد گندم درآمد کی گئی۔

(د) گذشتہ سال خریداری گندم کے لئے بنک آف پنجاب سے (384,717,789,000) تین کھرب چوراسی ارب اکہتر کروڑ ستتر لاکھ اور نواسی ہزار روپے قرض لیکر 3,921,690 میٹرک ٹن گندم خرید کی گئی۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! کوئی ضمنی سوال کریں گے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں پوچھا تھا کہ "صوبہ کی ضروریات کے لئے کتنی مقدار میں گندم کی ضرورت تھی" جس کے جواب میں محکمہ کا مؤقف ہے کہ صوبہ پنجاب کی کل آبادی 13 کروڑ 8 لاکھ 81 ہزار 145 افراد کے لئے فی فرد 115 کلو گرام کے حساب سے 15,051,332 میٹرک ٹن گندم کی ضرورت تھی۔ علاوہ ازیں بیج کے لئے ایک لاکھ 50 ہزار میٹرک ٹن گندم کی ضرورت تھی جو کہ 17 لاکھ ٹن بنتی ہے جبکہ آپ کے گوداموں میں اُس وقت 22 لاکھ ٹن گندم موجود تھی یعنی پانچ لاکھ ٹن گندم آپ کی سالانہ ضروریات سے زیادہ موجود تھی۔ یہاں 22 لاکھ ٹن گندم کہا گیا لیکن منسٹر صاحب نے ہاؤس میں 28 لاکھ کا statement دیا ہوا ہے۔ اب پتا نہیں وہ ٹھیک ہے یا موجودہ ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر! میں اِس سے ہٹ کر یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ذمہ داری ڈیپارٹمنٹ کی تھی اور اس پر بحث چلتی رہی کہ اسی دوران گندم درآمد ہو گئی اب اِس بات کو چھوڑیں۔ ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری تھی کہ اُنہوں نے بنکوں سے پیسے لئے ہوئے تھے اور سال بعد اُنہوں نے وہ گندم dispose of کرنی تھی اور وہی پیسے بنکوں میں جمع کروانے تھے اور اُس کے بعد اُن پیسوں سے نئی گندم خریدی جانی تھی۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اُس وقت جو سیکرٹری تھا وہ اب ہے یا کوئی اور ہے

کیونکہ اُس سیکرٹری نے اپنا کام کیا، وزارت کو لکھا کہ ہماری گندم کی نئی فصل آنے والی ہے اور میں یہ dispose of کرنا چاہتا ہوں، مجھے گندم dispose کرنے دی جائے، اِس حوالے سے کوئی تحرک کیا، کوئی ذمہ داری پوری کی، اگر نہیں کی تو پھر اُس نے اپنی ذمہ داری سے پہلو تہی کی اور جو بھی اوپر کوئی scam ہوا ہے وہ اِس کا حصہ دار تھا اور اِس حوالے سے جو بھی انکوائری ہو رہی ہے تو TORs میں اِس کو شامل کریں اور اِس کا جواب طلب کریں اور تسلی بخش جواب نہ دینے پر اُس کے خلاف کارروائی کریں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں معزز ممبر کی طرف سے پوچھے گئے سوال کو پڑھتا ہوں کہ صُوبے کی ضروریات کے لئے کتنی مقدار گندم کی ضرورت تھی تو محکمہ نے جواب میں لکھا ہے کہ 13 سے 14 کروڑ عوام ہیں اور ایک average نکالی جاتی ہے کہ سالانہ ایک آدمی کے لئے 115 کلو گرام آٹا کی صورت میں consumption نکلتی ہے۔ آگے جو ٹوٹل لکھا ہوا ہے وہ 15 لاکھ نہیں ہے کیونکہ معزز ممبر اسے 15 لاکھ پڑھ رہے ہیں تو وہ 15 ملین میٹرک ٹن لکھا ہوا ہے۔ اِنہوں نے کہا ہے کہ منسٹر صاحب نے ریکارڈ پر کہا تھا تو معزز ممبر چیزوں کو تھوڑا سا mix کر رہے ہیں۔ فوڈ ڈیپارٹمنٹ گندم کی 40 procurement لاکھ میٹرک ٹن کرتا ہے اور میں اگر اِس کی translation کروں تو وہ 4 Million بنتا ہے جبکہ ڈیپارٹمنٹ لکھ کر دے رہا ہے کہ 1.5 Million یعنی 15 ملین ہیں تو یہ دونوں چیزیں mix ہو گئیں ہیں۔ میں اپنے بھائی کو بڑے ادب کے ساتھ گوش گزار کرتا ہوں کہ جواب کو تھوڑا سا پڑھ لیں کہ دونوں figures match نہیں ہوتیں۔ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے متعلق تو میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ وہ 10/12 percent سے زیادہ procurement نہیں کرتا۔ اِنہوں نے سوال پوچھا تھا کہ صوبے میں کتنی مقدار کی ضرورت ہوتی ہے جس کا محکمہ نے جواب دیا ہے کہ تقریباً 15 ملین میٹرک ٹن گندم کی ضرورت ہے یعنی 15 لاکھ ٹن نہیں تو اِس کے مطابق جواب ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ صوبے کے پاس 27 لاکھ ٹن تھی تو اُس وقت کے سیکرٹری نے کیوں نہیں کہا تو اُس وقت کے سیکرٹری سے بھی میری ملاقات ہوئی ہے جبکہ موجودہ سیکرٹری گیلری میں تشریف فرما ہیں جن سے میری روزانہ کی

بنیاد پر ملاقات ہوتی ہے۔ فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے پنجاب کی حد تک اپنا کام بروقت کر دیا تھا اور ہمارے آنے سے پہلے اُنہوں نے دسمبر میں food security کو ensure کرنے کے لئے لکھ دیا تھا کہ ہمارے پاس جو stocks available ہیں وہ کافی ہیں اور آپ اِس کو روکیں۔ ہمارے تین letters record پر جا چکے ہیں اور آپ کو پتا ہے کہ وزیر اعظم نے جو کمیٹی constitute کی ہے، موجودہ سیکرٹری فوڈ اِس کمیٹی کا حصہ ہیں اور ہم روزانہ کی بنیاد پر اِس پر meet کر رہے ہوتے ہیں۔ ہم نے صحیح وقت پر وفاقی حکومت کو بتا دیا تھا اِس لئے میری گزارش ہے کہ اِن figures کو mix نہ کریں کیونکہ یہاں پر درج جواب over all پنجاب کا ہے کہ کتنی گندم consume ہوتی ہے جبکہ معزز ممبر اسے فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ relate کر رہے ہیں تو اِس طرح دونوں چیزیں match نہیں ہوتیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال تھوڑا مختلف تھا چلیں، ہو سکتا ہے کہ مجھے figures پڑھنے میں تھوڑی سی غلطی لگی ہو لیکن سوال یہ تھا کہ جو گندم procure اِن کے پاس پڑی تھی جسے ہر سال یہ dispose of کرتے ہیں، ہمارا issue نہیں ہے کہ وفاق نے کتنی خریدی ہے، وہ حکومت نے خریدی یا پرائیویٹ لوگوں کو خریدنے کی اجازت دی جسے وہ فروخت کریں یا نہ کریں لیکن حکومت نے لوگوں کو facilitate کرنا ہے اور جس نے support price جاری کی ہوئی ہے تو کسان اُس کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ بقول منسٹر صاحب ہم نے اپنی ذمہ داری ادا کی ہوئی تھی تو پھر آج ہر طرف شور اور واویلا کیوں ہو رہا ہے؟ Procurement ہر سال ہوتی ہے تو اِس سال کیوں نہیں ہوئی؟ اگر اِنہوں نے ذمہ داری پوری کی ہوئی تھی، اِنہوں نے گندم dispose of کی ہوئی تھی تو دوبارہ نئی گندم کی procurement کیوں نہیں ہوئی مجھے اِس بات کا جواب دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال یسین): جناب سپیکر! Chair آسانی کر دے کیونکہ میں سوال نہیں سمجھ سکا۔ میں نے یہی دیکھا ہے کہ سوال سے متعلقہ ضمنی سوال ہوتا ہے لیکن اِس کے against debate نہیں تو پوری speech ہوتی ہے۔ یقین جانیے میں سوال نہیں سمجھ سکا کہ کیا سوال ہے بہرحال جتنا مجھے سمجھ آیا اِس کا جواب address کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ پرائیویٹ سیکٹر نے

جو گندم درآمد کی ہے جس کا پورے پاکستان میں hue and cry ہے، میں اس میں تو فوڈ ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری لے سکتا ہوں ناں۔ پرائیویٹ سیکٹر پر نہ تو کسی بھی جگہ پر، کسی بھی page پر اُن کی طرف سے کوئی recommendation نہیں ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر ضرور گندم درآمد کرے۔ جب wheat کی flooding ہوئی تو اُسی وقت ڈیپارٹمنٹ کو پتا چلا۔ ڈیپارٹمنٹ نے اپنی release کرنی ہوتی ہیں اور ڈیپارٹمنٹ کو تو کسی دوسرے طریقے سے پتا نہیں چلا۔ جب آپ کی release time پر نہیں ہوئیں ہمارے پاس 23 لاکھ میٹرک ٹن گندم کے جو گودام بھرے ہوئے تھے، اِس میں جو traditionally release ہوتی تھی وہ نہیں ہوئی تو ڈیپارٹمنٹ کو فِکر ہوئی اور مجھے بتایا گیا جو factual picture ہے تو اُنہوں نے پھر وفاقی حکومت کو لکھا کہ ہماری release نہیں ہو رہیں، جو ہمارے پاس stocks ہیں جن پر اربوں روپے ہم نے interest دینا ہے تو فوری طور پر اِس پر کچھ کیا جائے۔ اِس کے بعد کمیٹی constitute ہوئی ہے جس کی رپورٹ آنے والی ہے اور جب رپورٹ آئے گی تو اِنہیں پتا چل جائے گا مگر میری گزارش ہو گی کہ جواب کے لئے میں حاضر ہوں لیکن مجھے اِس سوال کے Supplementary Question کی سمجھ نہیں آتی کہ کیا پوچھا جاتا ہے اور میں نے جواب کیا دینا ہے؟

جناب سپیکر: امجد صاحب! منسٹر صاحب جو بات کر رہے ہیں۔ دیکھیں ناں اگر ایک پرائیویٹ سیکٹر نے گندم import کر لی۔۔۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا موٗقف یہ ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر کا اور ہمارا کوئی تعلق ہی نہیں ہے کہ وہ فروخت کریں یا نہ کریں اور گندم آئی یا نہیں۔ میں تو فوڈ ڈیپارٹمنٹ پنجاب کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! آپ ایسا کریں ناں کہ جواب دینے کے لئے منسٹر صاحب کے لئے آسانی ہو جائے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں چھوٹا سا precise کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! آپ precisely supplementary question سوال کے انداز میں کریں جو کہ statement یا تقریر نہ ہو۔ آپ سوال کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ جتنی گندم محکمہ فوڈ پنجاب کے پاس موجود تھی، یہ ہر سال dispose of کرتے ہیں اور اِس سال وہ گندم اِنہوں نے dispose of کیوں نہیں کی اور جس نے نہیں کی جس کی یہ ذمہ داری تھی، اُسے جوابدہ ٹھہرایا جائے۔ اگر منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ ہم نے اپنا پورا کام کیا۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کے لئے آسانی پیدا کر دوں۔ منسٹر صاحب! امجد صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ کے پاس stocks تھے تو آپ release کیوں نہیں کر سکے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! اس میں یہ ہے کہ یہ first time نہیں ہوا۔ آج سے دس سال پہلے بھی surplus wheat گئی تھی اور یہ خادم ہی یہاں پر وزیر تھا۔ اس کا قانون میں کوئی ایسا mechanism نہیں ہے۔ ڈائریکٹر سے لے کر وزیر تک یہاں تک کہ چیف منسٹر کے پاس بھی کوئی ایسا اختیار نہیں ہے کہ اگر releases نہیں بھی ہو رہی ہو گی تو وہ زبردستی releases کروا دے گا۔ یہ releases on demand base ہوتی ہیں۔ جب مارکیٹ میں ڈیمانڈ نہیں رہی تو اس کی وجہ سے یہ release نہیں ہوئی اور ایسا یہ first time نہیں ہے۔ میرے معزز بھائی میرے پاس تشریف لائیں میں ان کو ریکارڈ دکھا دوں گا۔ یہ ابھی Question Hour کے بعد میرے چیمبر میں آ جائیں میرے پاس سارا ریکارڈ موجود ہے کہ دس سال، پندرہ سال، بیس سال کا pattern بتا رہا ہے۔ میں بہت دور کی بات نہیں کرتا یہ دس سال پہلے بھی اسی طرح کے حالات تھے surplus موجود تھی اور پنجاب گورنمنٹ۔۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کی بالکل domain ہے کیونکہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ procurement کرتا ہے اگر transparency پر کوئی question mark آتا ہے تو اس کو address کرتا ہے لیکن اس طرح کا کوئی mechanism موجود نہیں ہے کہ آپ نے storage کی ہو اور اس کی ہر صورت release کی جائے۔ یہ چیز سوچنی ہے کہ ہاں بالکل اس کو export کیا جا سکتا تھا۔ وہ بھی آپ کو پتا ہے کہ اگر

export کرتے تو half سے بھی کم قیمت پر export ہونی تھی۔ اس لئے اس کا ایک ہی حل ہے کہ اس کو storage کیا جائے اور اس پر اربوں روپے کا interest اور carry کرنے کے اخراجات برداشت کئے جائیں جو بہت زیادہ ہیں۔ اس وقت جہاں ہم کھڑے ہیں اگر ہمیں second season میں جانا پڑ گیا تو ہاؤس میں بیٹھے دونوں ممبران کو یہ realize کرنا چاہئے کہ یہ میرے پیسے نہیں ہیں یہ پوری قوم کی امانت ہے کہ ہمیں اگلے season میں بھی اربوں روپے دینے پڑنے ہیں۔ اس کی قیمت شاید 300۔ ارب روپے ہے اور جب ہم اگلے season میں جائیں گے تو اس کی قیمت 900۔ ارب روپے ہو گی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ہمیں آپ کی مشکل کا اندازہ ہے۔ Limitation for supplementary question I can't exceed that اور وہ آپ کی consensus کے ساتھ ضمنی سوال کو at par with the National Assembly کر دیا اور سوالات پر restriction ہے۔ میرے پاس کیونکہ وقت ہے لیکن اب میں اس کو بالکل I am just limiting it. I will just be allowing two questions. اب اس کو for future this is set rule کہ ضمنی سوالات صرف دو ہوں گے۔ اگر محرک خود کر لیتے ہیں تو then other gentlemen will not have that right. کیونکہ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ جو بات منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں وہ کہہ یہ رہے ہیں کہ for better understanding of things جو میں سمجھ سکا ہوں وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس اتنی میٹرک ٹن گندم موجود تھی لیکن when imported wheat came into play تو مارکیٹ فورسز پر ان کا کنٹرول نہیں ہے کہ کتنی ڈیمانڈ ہے۔ So when market forces came into play وہ انہوں نے اپنی ضرورت وہاں سے پوری کرنی ہے کیونکہ انہیں سستی مل رہی ہو گی۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! سوال پوچھا گیا تھا کہ صوبہ بھر کے اندر گندم کی کتنی مقدار کا ذخیرہ موجود تھا اس کی کل مالیت کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہے کہ 22 لاکھ میٹرک ٹن کے قریب گندم موجود ہے اور اس کی قیمت -/4700 روپے کے حساب سے 267۔ ارب روپے

بنتی ہے۔ جب ہم سے گندم خریدی گئی تو اس کا ریٹ -/3800 روپے تھا اس حساب سے یہ 200۔ ارب روپے کے قریب بنتی ہے تو انہوں نے جواب میں 267۔ارب روپے لکھ دیا ہے۔ اگر آج کا حساب لگایا جائے تو آج اس کی قیمت -/2400 روپے من ہے۔ اس حساب سے یہ 135۔ارب روپے بنتا ہے۔ یہ کسی بھی حساب سے انہوں نے calculation ٹھیک نہیں کی۔ انہوں نے -/4700 روپے میں خریدی نہیں تھی، اس میں ان کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہ بڑا غلط جواب ہے، محکمے کا یہ رویہ بہت غلط ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین) جناب سپیکر! مجھے آپ کی توجہ کی بھی ضرورت ہے کہ میرے بھائی نے کہا ہے کہ ڈیپارٹمنٹ نے کہا ہے کہ ہمارے پاس کوئی 22 لاکھ 71۔ ہزار میٹرک ٹن گندم موجود تھی اور اس کی جو calculation نکالی ہے وہ /4700 روپے فی من کے حساب سے نکالی ہے۔ میرے دوست کہہ رہے ہیں کہ یہ calculation غلط ہے۔ اُس وقت جو گندم لی گئی تھی وہ /3900 روپے لی گئی تھی۔ یہی تو کیس ہے جو ہم پچھلے چار sittings میں کر رہے ہیں اور آج پانچویں sitting بھی جناب نے رکھی ہے۔ یہاں بیٹھے دونوں اطراف کے دوستوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جو /3900 روپے فی من کی گندم کو جب سٹور کرتے ہیں تو پھر وہ /3900 پر نہیں رہتی۔ پنجاب گورنمنٹ اپنے پیسوں سے اس کی procurement نہیں کرتی وہ پچھلے 50 سالوں سے loan basis پر کر رہی ہے۔ اس loan پر جو interest ہے جب میں نے یہاں بتایا تھا تو وہاں سے تمسخر کی آواز آئی تھی کہ ہمیں percentage بتائی جاتی ہے حالانکہ یہ حقائق ہیں جو میں یہاں share کر رہا ہوں۔ جب دس سال پہلے procurement ہوتی تھی تو وہ 6,7 percent پر ہوتی تھی آج procurement اس سے پانچ گنا زیادہ قیمت پر ہو رہی ہے۔ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کا یہی تو رونا ہے کہ جب ہم /3900 روپے فی من procurement کی قیمت رکھتے ہیں اگر اس کو ہم ایک سیزن روکتے ہیں تو اس کا interest اور اس کے بعد جو incidentals پڑتے ہیں وہ -/900 روپے کے قریب ہو جاتے ہیں اس کے بعد -/4700 روپے کی calculation آج ہے اور خدانخواستہ یہ بات سمجھنے کی ہے۔ اگر اس کا carry forward جاری رہتا ہے اور اگلے سیزن میں یا اگلے سال جب ہم ان دنوں میں کرتے

ہیں تو price کہیں زیادہ بڑھ گئی ہو گی کیونکہ اس کے پیچھے تقریباً کوئی ساڑھے تین سو ارب روپے کا loan بھی شامل ہے تو اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے یہی تو ہم اپنا کیس بتا رہے ہیں۔ اس میں جو incidentals اور interest چلتا ہے وہ ہو یہ رہا ہے کہ میں آسان زبان میں بتاتا ہوں کہ گورنمنٹ اربوں روپے inject کر کے غریب کا نوالا مہنگا کر رہی ہے یہی تو ہماری پالیسی میں correction کی ضرورت ہے جس پر ہم شور وغُل کر رہے ہیں۔۔۔

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کی بات کافی clear ہے۔ جی، راجہ صاحب! آپ بات کریں۔

This is the last supplementary question.

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! بہت مہربانی۔ ذرا آپ کی، منسٹر صاحب کی اور اس ہاؤس میں بیٹھے دوستوں کی توجہ بھی چاہئے کہ 22 لاکھ میٹرک ٹن گندم ہمارے پاس موجود تھی اور 15 لاکھ میٹرک ٹن گندم ہماری requirement تھی پھر 39 لاکھ میٹرک ٹن اور کس لئے خریدی گئی صوبے کے 65 فیصد کاشتکاروں کا معاشی قتل آپ نے بھگتنا ہے، میں نے بھگتنا ہے یا انہوں نے بھگتنا ہے جب فصل تیار ہونے کو تھی اور اپنے پاس availability تھی پھر یہ باہر سے گندم کس چکر میں آئی؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! again دوسری مرتبہ، پہلے جن کا سوال تھا انہوں نے بھی figure غلط quote کیا۔ میرے بھائی یہ دوبارہ figure کو غلط quote کر رہے ہیں یہ مجھے الزام دیتے ہیں کہ میں by design پتلون پہن کر آیا ہوں کہ اس کو پتا نہیں ہے اور یہ ماشاءاللہ خود growing کرتے ہیں تو یہ 15 لاکھ نہیں ہے یہ 15 ملین میٹرک ٹن ہے۔ اس کا ذرا percentage نکالیں تو یہ 10 فیصد بنتا ہے جن کا یہ hue and cry کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آج کے ایجنڈے پر اپوزیشن کی requisition کا جو session تھا تو وہ انہوں نے صرف wheat پر one point agenda رکھا تھا۔ ہم نے اسے general discussion کا حصہ بنایا اب جب یہ general discussion ہو گی تو obviously منسٹر فوڈ جو اپنی بات چار مرتبہ پہلے کر چکے ہیں اور پانچویں مرتبہ پھر کریں گے تو میرا یہ ماننا ہے کہ جو دوست جیسے چودھری جاوید احمد صاحب بڑے

معزز اور سینئر رکن ہیں اور راؤ کاشف رحیم خان صاحب is part of so many debates اور رائے صاحب جو باتیں کرنا چاہ رہے ہیں جب ہم general discussion پر جائیں گے تب کر لیں گے کیونکہ کافی important business ہے، گورنمنٹ کا business ہے اور important Privilege Motions ہیں وہ روز pending ہو جاتی ہیں جو بڑی high handedness of Police ہی ہے to our colleague sitting in the House میں ان کو آج take up کرنا چاہتا ہوں۔ Call Attention Notices ہیں تو میرا خیال ہے کہ we should move forward with this تو آپ general discussion میں بات کر لیں۔ next question again from honorable member Mr. Amjed Ali Javed کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 176 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب۔عدالتوں میں سرکاری مقدمات دائر کرتے ہوئے فیس کورٹ لگانے سے متعلقہ تفصیلات

***176: جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عدالتوں میں مقدمات دائر کرتے وقت جو فیس کورٹ لگانا ضروری ہے یہ سرکار کی طرف سے دائر کئے جانے والے مقدمات / اپیل پر بھی لگانا ضروری قرار دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اکثر اوقات سرکار محکموں کے پاس فیس کورٹ کی مد میں اخراجات کے لئے رقم نہیں ہوتی جس کی وجہ سے وہ اپنا حق حاصل کرنے کے لئے یا محکمہ / سرکار کا دفاع کرنے کے لئے بروقت مقدمات دائر نہیں کر پاتے جس کی وجہ سے خصوصاً محکمہ مال و کالونیز سرکار کے اثاثوں کا دفاع کرنے سے قاصر رہتے ہیں اور پیشہ ور افراد سرکار کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس نظام کی خامی کو دور کرنے اور سرکار کے مؤقف کو بروقت اور فوری دفاع کرنے کے لئے سرکار اور سرکاری محکموں کی طرف سے دائر ہونے والے مقدمات میں فیس کورٹ کی معافی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے

(ب) یہ درست نہ ہے۔

ہر مالی سال کے بجٹ کی تیاری کے وقت پنجاب کے تمام اضلاع اور تحصیلیں "A03917-Law Charges" کی مد میں اپنی Demand بورڈ آف ریونیو کو ارسال کرتے ہیں۔ جو کہ Consolidated شکل میں فنانس ڈیپارٹمنٹ منظوری کے لئے بھجوا دی جاتی ہے۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے فنڈز منظور ہونے کے بعد متعلقہ اضلاع اور تحصیلوں میں بجٹ تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اگر کسی ضلع یا تحصیل کو اضافی فنڈز کی ضرورت ہوتی ہے تو اضافی بجٹ فنانس ڈیپارٹمنٹ سے منظوری کے بعد متعلقہ ضلع یا تحصیل کو مہیا کر دیا جاتا ہے۔

(ج) یہ سوال محکمہ خزانہ سے متعلقہ نہ ہے۔ محکمہ مال / محکمہ قانون سے اس بابت جواب لیا جانا مناسب ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عدالتوں میں مقدمات دائر کرتے وقت جو فیس کورٹ لگانا ضروری ہے یہ سرکار کی طرف سے دائر کئے جانے والے مقدمات / اپیل پر بھی لگانا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اکثر اوقات سرکاری محکموں کے پاس فیس کورٹ کی مد میں اخراجات کے لئے رقم نہیں ہوتی جس کی وجہ سے وہ اپنا حق حاصل کرنے کے لئے یا محکمہ / سرکار کا دفاع کرنے کے لئے بروقت مقدمات دائر نہیں کر پاتے جس کی وجہ سے

خصوصاً محکمہ مال وکالونیز سرکار کے اثاثوں کا دفاع کرنے سے قاصر رہتے ہیں اور پیشہ ور افراد سرکار کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

(ج) کیا حکومت اس نظام کی خامی کو دور کرنے اور سرکار کے مؤقف کو بروقت اور فوری دفاع کرنے کے لئے سرکار اور سرکاری محکموں کی طرف سے دائر ہونے والے مقدمات میں فیس کورٹ کی معافی کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر! جز (الف) میں کہا گیا کہ یہ درست ہے اور میرے سوال کو درست مان لیا گیا ہے۔ دوسری جز (ب) میں کہا کہ یہ درست نہ ہے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ سرکار کے پاس محکمہ خزانہ ایسے کرنے کے لئے پیسے دیتا ہے کہ وہ فیسیں ادا کریں۔ اگر یہ بات ان کی درست ہے تو مجھے یہ بتادیں کہ گزشتہ پانچ سالوں میں محکمہ خزانہ نے اس مد میں کتنے پیسے دیئے ہیں وہ مجھے بتادیں تاکہ پتا چل جائے کہ انہوں نے دیئے بھی ہیں یا نہیں دیئے؟

جناب سپیکر: جی، This amounts to a fresh question. It is about figures, how the Minister has those figures.

وزیر خزانہ وپارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ جو figures مانگ رہے ہیں وہ ہر سال کی different ہوتی ہیں۔ ہم نے اس کو جواب میں فنانس ڈیپارٹمنٹ کا object code A03917 دیا ہے جو ہم بجٹ بک میں ہر سال دیتے ہیں تو ہم نے اس کو کوڈ کیا ہے۔ ویسے یہ سوال فنانس ڈیپارٹمنٹ سے related نہیں تھا بلکہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ کا تھا مگر اس میں جو فنانس ڈیپارٹمنٹ کا حصہ تھا اس کا ہم نے جواب دیا ہے۔ یہ غلطی سے مجھے notification مل گیا ہے جو یہ پچھلا سوال کر رہے تھے یہ پتا نہیں کہاں سے پڑھ رہے تھے وہ غلطی سے دوسری فائل میں لگا ہوا تھا۔ اس میں اس طرح تھا کہ جو ان کا پچھلا سوال تھا میں نے جیسے اس میں عرض کیا کہ اس میں 4.62-A کا پوچھا تھا جو ساڑھے بارہ ہزار روپے تھا اس میں اس کے notification میں لکھا ہوا ہے کہ in the Punjab Civil Services pension rules in chapter 4 (section 3 rule 4.6 sub clause 2) اس کا (a) یہ ہے کہ the expression subject to the maximum of 12 thousand five hundred wherever occur shall be omitted اور پھر

اس کا(b) جو تھا جس پر یہ بات کر رہے تھے وہ اس کا(B) تھا کیونکہ انہوں نے(B) پوچھا نہیں ہے جو 25 ہزار روپے کا ہے اس لئے جواب نہیں دیا گیا تو(B) کا بھی لکھا ہوا ہے کہ In clause(b) the expression subject to the maximum of 25 thousand shall be omitted تو 25 thousand بھی اس کے ساتھ ختم کر دی گئی تھی جب 12500 ختم کی تھی یہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ اس وقت بھی جو فرمارہے تھے وہ درست تھا۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! وہ چونکہ کہہ رہے تھے کہ میرے پاس notification ہے جس میں 25 ہزار روپے لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک۔ جناب امجد علی جاوید! Now, you have satisfactory answers for both of your question. آپ کو دونوں بڑے تسلی بخش جواب مل گئے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! وہ پچھلے سوال پر چلے گئے ہیں میں تو اگلے سوال پر ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں! اس پر آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے تو کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! انہوں نے ابھی میرے پہلے سوال کا جواب نہیں دیا تو میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ جو میں نے figures کی بات کی ہے تو وہ میں نے اس لئے کی ہے اور میں نے سوال اس لئے کیا ہے کہ میں بتا سکوں کہ جو میں بات پوچھ رہا ہوں وہ درست ہے۔ میں صرف اس لئے figures پر آیا ہوں اور میرا صرف یہی point of view تھا کہ جو ہمارے نقائص ہیں وہ ہم نے دور کرنے ہیں اور ہم نے آپس میں کوئی مقابلہ نہیں کرنا۔ اگر ہم اس کو مان لیں گے تو دور کریں گے اگر مانیں گے نہیں تو دور کیسے کریں گے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس میں نقص کیا دیکھ رہے ہیں وہ بتائیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہی دیکھ رہا ہوں کہ عملاً یہ ہے اور میں نے جو information collect کی ہے جو کہ ڈیپارٹمنٹ سے collect کی ہے کہ بہت سارے ایسے cases ہیں بروقت ان کے پاس کورٹ فیس لگانے کے لئے نہیں ہوتی جو کہ مختلف ڈیپارٹمنٹس کی 20 ہزار روپے ہے، 25 ہزار روپے ہے تو وہ کیس دائر نہیں ہو پاتا۔ منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ

پیسے دیتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ وہاں نہیں جاتے تو اگر ہے تو اس میں یہ دو بندوں کی کمیٹی بنا دیں، میں اپنے ضلع کو کوڈ کرتا ہوں اور پچھلے پانچ سالوں میں دیکھ لیتے ہیں کہ کتنے پیسے انہوں نے دیئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جناب امجد علی جاوید! آپ یہ چاہتے ہیں کہ جو litigant ہے اس کے لئے انصاف کا حصول سستا ہو۔ ایک تو آپ یہ چاہتے ہیں اور دوسرا چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ کے cases pursue ہو سکیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہی چاہتا ہوں اور اس وجہ سے گورنمنٹ کا اربوں اور کھربوں روپے کا نقصان ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! میں ان کو کمرے میں بالکل نہیں بھیج رہا۔

وزیر خزانہ وپارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں، میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ یہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے related question ہے جو ہماری حد تک تھا اس کا جواب دے دیا ہے مگر پھر بھی ہم نے ان کے سوال کے جواب میں یہ لکھا ہے، اگر میرے بھائی یہ دیکھ لیں کہ اگر کسی ضلع یا تحصیل کو اضافی فنڈز کی ضرورت ہوتی ہے یعنی ایک تو اس کے لئے بجٹ میں فنڈ رکھا جاتا ہے اور وہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ کو ٹرانسفر کر دیا جاتا ہے کیونکہ خرچ ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے کرنا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ اگر ضلع یا تحصیل کو اضافی فنڈز کی ضرورت ہوتی ہے تو اضافی بجٹ فنانس ڈیپارٹمنٹ سے منظوری کے بعد متعلقہ ضلع یا تحصیل کو مہیا کر دیا جاتا ہے۔ اس کو بالکل فنانس ڈیپارٹمنٹ نہیں روک سکتا اگر ہمیں ریونیو ڈیپارٹمنٹ کہتا ہے کہ ہمیں فلاں جگہ اس مقصد کے لئے یا کورٹ فیس کے لئے اتنا فنڈ چاہئے تو فنانس ڈیپارٹمنٹ فوراً اضافی فنڈز ریلیز کر دیتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز (ج) میں کہا کہ کیا حکومت اس نظام کی خامی کو دور کرنے اور سرکار کے مؤقف کو بروقت اور فوری دفاع کرنے کے لئے سرکار اور سرکاری محکموں کی طرف سے دائر ہونے والے مقدمات میں فیس کورٹ کی معافی کا ارادہ رکھتی ہے؟ تو اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ ایک جیب سے نکال کر دوسری جیب میں ڈال رہے ہیں۔ یہ اس کا قصہ ہی ختم کریں۔

جناب سپیکر: جناب امجد علی جاوید صاحب! اگر یہ کورٹ فیسیں نہیں ہوں گی تو بہت ساری litigations pending رہ جائیں گی۔ آپ دیکھیں کہ اس کی flip side بھی تو ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سرکار کے لئے صرف سرکار کے لئے عوام کے لئے نہیں۔۔۔

جناب سپیکر: Still میں یہ کہہ رہا ہوں کہ let's say assumingly یعنی آپ disparity create کریں گے کہ state کے لئے جو گورنمنٹ کا کیس ہے اس کی اپیل میں کورٹ فیس نہیں لگے گی اور عام litigant کے لئے لگے گی A & B if you take away the court fee اور اس کے بعد پھر جو litigation کا بیراج کھلے گا تو وہ۔۔۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں کورٹ فیس کا خاتمہ نہیں چاہتا یہ فنڈز فراہم کر دیں میں تو صرف یہ چاہتا ہوں تا کہ آئندہ یہ نہ ہو۔

جناب سپیکر: چلیں اسے دیکھ لیتے ہیں۔ منسٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

Let me appreciate Mr Amjad Ali Javed Sahib is doing his homework اور Amjad sahib is keeping the whole system on feet آپ سے سوال کر کے he is putting everybody کہ سوال کرتے ہیں بڑا اچھا کرتے ہیں لیکن یہ جو معزز ممبر کہہ رہے ہیں اس پر آپ غور کر لیں، اس کو آپ دیکھ لیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں ہماری طرف سے یہ ہے کہ یہ Revenue Department سے related ہے اگر Revenue Department چاہے گا تو اس کو ختم کر سکتا ہے یہ کیونکہ Revenue Department سے related سوال تھا مگر ہم نے پھر بھی اس کا جواب دیا۔

جناب سپیکر: جی، یہ آپ درست کہہ رہے ہیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! وہ اگر آپ Revenue Department کو instruct کر دیں یا گورنمنٹ چاہے Revenue Department کو کہے تو یہ فیس ختم ہو سکتی ہے۔ لیکن Revenue Department اس کا متعلقہ ڈیپارٹمنٹ ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ درست کہہ رہے ہیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: Now, we take up Call Attention Notices پہلا Call Attention Notice جناب آفتاب احمد خان کا ہے آپ کے Call Attention Notice کا نمبر کیا ہے؟

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرے Call Attention Notice کا نمبر 41 ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں نے یہ پڑھ دیا تھا تو فاضل وزیر صاحب نے کہا تھا کہ کل اس کا جواب آئے گا تو وزیر صاحب جواب پڑھ دیں۔ پھر under the rules. I would like to give some supplementary information اور پھر یہ کتنا heinous کام ہو رہا ہے اس پر میں کوئی روشنی ڈال سکوں گا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کا بڑا تفصیلی جواب آیا ہے اگر آپ کہتے ہیں تو میں سارا پڑھ دیتا ہوں یا conclusion پر آجاؤں؟

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب پورا جواب پڑھ دیں۔

فیصل آباد: ٹھیکری والا چک نمبر 66ج۔ب میں ڈکیتی کی واردات اور قتل سے متعلقہ تفصیلات (۔۔۔جاری)

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! مختصر حالات مقدمہ اس طرح ہیں کہ غلام دستگیر مدعی مقدمہ کا چھوٹا بھائی غلام مصطفی گھر کے باہر گلی میں اپنے کزن شہزاد علی کے ساتھ بات چیت کر رہا تھا کہ اسی اثناء میں تین کس نامعلوم ملزمان مسلح آئے اور گن پوائنٹ پر نقدی مبلغ 25 ہزار روپے چھین لئے شور کرنے پر نامعلوم ملزمان نے مدعی کے بھائی کو پیٹ میں فائر مارے اور فرار ہو گئے۔ مضروب کو ہسپتال لے جا رہے تھے جو زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے

جاں بحق ہو گیا، ایف آئی آر کی کاپی بھی اس کے ساتھ لگی ہوئی ہے جو ان کے پاس بھی ہے۔ زیر دستخطی نے فوری طور پر crime scene کا وزٹ کیا اور لواحقین کو وقوعہ میں ملوث ملزمان کی جلد از جلد گرفتاری کرنے کی یقین دہانی کرائی۔ مقدمے میں ملوث نامعلوم ملزمان کو trace کرنے کے لئے ایس پی اقبال ڈویژن کی سربراہی میں سپیشل ٹیم تشکیل دی گئی، کھوجی کی مدد سے کھرا رواں کیا گیا، فرار ہونے والے نامعلوم ملزمان کے راستوں کا تعین کرنے کے لئے سی سی ٹی وی کیمرہ جات کے ذریعے front and back track کیا گیا۔ وقوعہ مقدمہ سے تھوڑی دیر قبل نزدیکی علاقہ چھوٹا بائی پاس کے قریب 15 rescue پر ایک دیگر واردات کی اطلاع موصول ہوئی جس پر متاثرہ شخص واردات سے ملزمان کا حلیہ معلوم کیا گیا۔ جس سے دریافت پر معلوم ہوا کہ تین کس نامعلوم ملزمان موٹر سائیکل ہونڈا125 چھین کر لے گئے اور اپنے زیر استعمال موٹر سائیکل سی ڈی70 وہاں چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ ملزمان کی واگزاشت موٹر سائیکل کی رجسٹریشن بابت متعلقہ محکمہ ایکسائز سے ریکارڈ حاصل کیا گیا اور موجودہ مالک تک رسائی کے لئے CIA ٹیم کو ٹاسک دیا گیا۔ وقوعہ رونما ہونے کے اوقات کے دوران ہی dolphin squad نے نامعلوم ملزمان باسواری موٹر سائیکل کو رکنے کا اشارہ کیا جنہوں نے رُکنے کی بجائے dolphin squad پر فائرنگ شروع کر دی، دوران cross firing دو کس ملزمان زخمی حالت میں گرفتار کئے گئے جن پر مقدمہ نمبر1234 مورخہ 24-05-09 باجرم (2A) 13، 20/65 ت پ، 411/34/186/353/324 اسلحہ آرڈیننس تھانہ ٹھیکری والا درج رجسٹرڈ ہوا اور ملزمان سے وقوعہ مذکورہ robbery مع قتل کے حوالے سے interrogation کی جا رہی ہے۔ جائے وقوعہ اور قرب و جوار میں دو مقامات کی جیوفینسنگ کروائی گئی، جا کر پانچوں cellular companies Jazz, Warid, Telenor, Ufone and Zong کے coordinates حاصل کر کے برائے حصول ڈیٹا متعلقہ ایجنسیز کو بھجوائے گئے، ڈیٹا حاصل کر کے مشکوک نقل و حمل والے افراد کی master sheet تیار کی گئی اور ان سے interview interrogation کے لئے CIA ٹیم کو ٹاسک دیا گیا۔ CRO برانچ سے جیل سے رہا شدہ ملزمان کا ریکارڈ حاصل کر کے اس نوعیت کی واردات ہائے میں ملوث 17 سابق ریکارڈ یافتگان ملزمان کو interrogate کیا جا رہا ہے علاوہ ازیں بطور سی پی او فیصل آباد چارج سنبھالنے کے بعد از سر نو وضع کردہ crime prevention policies کا نفاذ کرتے ہوئے hotspotcrime mapping/ کا تعین کیا ہے۔ ضلع بھر میں patrolling police اور

ضلعی پولیس فیصل آباد کے باہمی اشتراک سے مؤثر patrolling plan نافذ کیا گیا ہے جس کی بدولت ضلع ہذا میں وارداتوں میں کمی آئی ہے۔ مؤثر patrolling plan تشکیل دینے کی بدولت علاقہ تھانہ ٹھیکری والا میں وارداتوں کے رجحان میں واضح کمی آئی ہے۔ ریسکیو 15 کالز کا از سر نو سروے کرایا گیا ہے جس کی روشنی میں hotspot crime pockets کا تعین کرتے ہوئے dolphin force, elite force, patrolling police کی تبدیلی کرتے ہوئے ٹیموں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا ہے اور گشت کے نظام کو دوبارہ وضع کیا گیا ہے جس کے نتیجے میں وارداتوں میں واضح طور پر کمی واقع ہوئی ہے۔ جو مندرجہ ذیل گراف کی شکل میں ماہانہ کی بنیاد پر موصول ہونے والی rescue 15 calls اور register crime کا نیچے گرتا ہوا گراف اس امر کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مقدمہ ہذا میں نامعلوم ملزمان کو ٹریس / گرفتار کرنے کے لئے تمام دستیاب وسائل ٹیکنیکل ہیومن ریسورسز بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ اس Call Attention Notice کی seriousness دیکھ لیں I think there is not a single officer جب یہ Call Attention Notice آیا تھا تو یہ the IG should be present in person ہے legal requirement اس کی ایک پتا نہیں کسی حوالدار کو بھیج دیتے ہیں this is an insult of this house آپ دیکھیں۔ جناب سپیکر! I would quote you کوئی بھی نہیں ہے یہ دیکھیں آپ کا police order 2002 میرے پاس ہے اس کی sanctity یہ ہے کہ under the constitution آپ کے fundamental rights میں آپ کا جو right ہے security of person یہ جو موصوف کا بیان کر رہے ہیں The SHO is the hardest criminal of that area سب سے زیادہ تیل چوری وہاں پر ہو رہا ہے۔ Even whatever it is, the IG should be present in person

(اس مرحلہ پر آفیسر گیلری میں پولیس آفیسر کھڑے ہوئے)

جناب سپیکر: (آفیسر گیلری میں کھڑے ہوئے پولیس آفیسر کو کہا کہ) آپ تشریف رکھیں۔ Members need not to point to the galleries at all آپ نے دوبارہ ایسے نہیں کرنا۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! دیکھیں جب سے یہ آیا ہے rate of crime has risen یہ 9 تاریخ کی واردات ہے 10 تاریخ میں پھر قتل ہو گیا ہے، 10 کی رات کو پھر قتل ہو گیا ہے پھر اس کے بعد یہ سب سے جو بڑا کام کرتا ہے he is running a gambling den

جناب سپیکر: اس میں mover کا supplementary concern یہ ہے کہ یہ ایک continuous pattern of crime ہے جو رُک نہیں رہا اگر اس طرح ان کا concern ہے کہ continuous pattern of crime ہے تو آپ ان کو assure کریں اور۔۔۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! نہیں۔ i will just argue آپ کے یہ رولز مجھے provide کرتے ہیں کہ I can ask supplementary question

جناب سپیکر: جی، please, no bar on that

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں آپ کو data دے رہا ہوں I have also the data of the crime and the 15 calls جب سے یہ ہمارے علاقے میں آئے ہیں the SDPO or something. They don’t even attend calls, میں نے آج تک اس کو کبھی کال بھی نہیں کی ہے because I know their temperament. They are mentally sick people, retarded people who are even physically unfit people تو میرا سوال یہ ہے کہ under your powers you can form a committee as in 1996 the honorable Chief Minister formed a committee یہ میری ذات کا مسئلہ نہیں ہے۔ ایک آدمی مجھے بحرین سے ووٹ ڈالنے آیا جو عمران خان کا جیالہ تھا اس ایس ایچ او نے اس کو پتنگ بازی کرنے پر پکڑا اور اس پر 9C کا مقدمہ درج کر دیا۔ میرے ڈیرے سے 100 فٹ کے فاصلے پر ایک ٹریکٹر کی ڈکیتی ہوتی ہے یہ ڈکیتی کا پرچہ دینے کی بجائے 324 کا پرچہ درج کر دیتا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب! رانا صاحب کا جو concern ہے کہ وہ بہت ہی specific allegation وہاں پر تعینات کسی آفیسر پر لگا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں

کہ وہ آفیسر continuously ایک ہی pattern پر ان معاملات میں ملوث ہے تو آپ اس معاملے کو دیکھ لیں یا پھر یہ Call Attention Notice کمیٹی کو refer کر دیں؟

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! مجھے پتا تھا رانا صاحب نے مجھے اس دن کہا تھا کہ یہ معاملہ بہت serious ہے تو اس لئے میں نے پولیس ڈیپارٹمنٹ سے کہہ کر اتنا تفصیلی جواب منگوایا ہے اور میں نے پولیس سے کہا تھا اس جواب میں آپ تمام چیزیں cover کریں، جو اس دن بھی رانا صاحب یہاں floor پر کھڑے ہو کر پوچھ رہے تھے تو پولیس ڈیپارٹمنٹ نے اپنی طرف سے پورا جواب دیا ہے اور اس جواب کے ساتھ جب سے ہماری گورنمنٹ آئی ہے پچھلے دو تین ماہ کا گراف بھی بھیجا ہے کہ کرائم ریٹ میں بھی کمی آرہی ہے۔ مگر جیسا کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے اس توجہ دلاؤ نوٹس کو کمیٹی کو refer کرنا ہے تو پھر جیسے آپ کی مرضی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! چونکہ رانا صاحب کے اسی subject پر continuous repeated Call Attention Notices آرہے ہیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے آپ پھر اس Call Attention Notice کو کمیٹی کو refer کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے، جناب آفتاب احمد خان کا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 41 کمیٹی کو refer کیا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اب محترمہ مہوش سلطانہ کا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 42 ہے وہ اسے پیش کریں۔

چکوال: چو آسیدن شاہ کی حدود میں ملک عبدالصبور کے قتل سے متعلقہ تفصیلات

محترمہ مہوش سلطانہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 8۔ مئی 2024 کو چو آسیدن شاہ کے رہائشی ملک عبدالصبور کو بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا گیا؟

(ب) کیا اس واقعہ کی ایف آئی آر درج کر لی گئی ہے۔ اس مقدمہ میں اب تک کیا پیش رفت ہوئی ہے اور کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور کتنے ملزمان ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے ان کو کب تک گرفتار کر لیا جائے گا تفصیل سے آگاہ کریں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ اس توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب منگوا لیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی، اس کا جواب آ گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، جواب آ گیا ہے تو پڑھ دیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! عبدالقدوس ولد عبدالرؤف سکنہ، محلہ رحمانیہ چو آسیدن شاہ نے بیان دیا کہ وہ ہمراہ عبدالصبور وغیرہ اپنے لوکاٹ کے باغ میں موجود تھے کہ اسی دوران باغ کی ایک side پر آہٹ کی آواز سن کر بھائی عبدالصبور جائے وقوعہ پر پہنچا تو دیکھا کہ مسمیان سلمان ولی وغیرہ وہاں ایک کس نامعلوم شخص لوکاٹ کے درختوں سے لوکاٹ چوری کر رہے تھے۔ عبدالصبور نے سلمان شاہ ولی کو پکڑنے کی کوشش کی تو سلمان ولی نے وار چاقو اس کے بھائی مسمی عبدالصبور پر کیا جو کہ اسے سامنے چھاتی پر لگا جس سے وہ زخمی ہو گیا جب عبدالقدوس چھڑانے کے لئے آگے بڑھے تو مسمی رحمت اللہ نے اپنی ڈب سے پسٹل نکالا اور ان پر تان لیا، ملزمان موقع سے فرار ہو گئے جو کہ بعد میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اس کا بھائی مسمی عبدالصبور جاں بحق ہو گیا، درخواست بالا موصول ہونے پر اسی دن مقدمہ نمبر 260 مورخہ 2024/05/8 بجرم 302/34 ت پ تھانہ چو آسیدن شاہ درج رجسٹرڈ کیا گیا، ملزمان کی گرفتاری کے لئے ڈی ایس پی، ایس ڈی پی او چو آسیدن شاہ کی نگرانی میں سپیشل ٹیم تشکیل دیتے ہوئے ان کو ہدایات کی گئی ہیں کہ تمام تر وسائل بروئے کار لاتے ہوئے ملزمان کو جلد از جلد trace کر کے گرفتار کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، مہوش سلطانہ!

محترمہ مہوش سلطانہ: جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑا سا addition کرنا چاہوں گی کہ یہ ملک عبدالصبور بھائی جن کا murder ہوا ہے یہ ہمارے قریبی close family friend ہیں اور ان کا میرے دادا کے زمانے سے ہماری فیملی کے ساتھ ایک اچھا تعلق ہے اور ان کو ان کی بوڑھی والدہ

کے سامنے بڑی بے دردی کے ساتھ قتل کیا گیا۔ میں پولیس کی effort کو definitely appreciate کرنا چاہوں گی ہمارے RPO صاحب اور DPO صاحب بھی پوری کوشش کر رہے ہیں ہمارے ایس ایچ او بدر منیر صاحب، investigating officer غضنفر صاحب اور ان کی پوری ٹیم پوری کوشش کر رہی ہے انہوں نے ان چاروں ملزمان میں سے دو ملزمان کو گرفتار کر لیا ہے لیکن دو main culprit سلیمان ولی اور رحمت اللہ ہیں، سلیمان ولی جس نے قتل کیا اور رحمت اللہ جس نے پسٹل نکال کر سب کو کنٹرول کیا یہ دونوں ملزمان ابھی تک فرار ہیں تو میں منسٹر صاحب سے request کروں گی کہ پولیس latest technology یا جو بھی طریق کار ہے اس کو بروئے کار لاتے ہوئے ان ملزمان کو جلد سے جلد گرفتار کرے کیونکہ جہاں تک ہماری information ہے یہ ملزمان ابھی تک ڈسٹرکٹ چکوال میں ہی موجود ہیں تو ہماری لوکل پولیس کو مزید سپورٹ فراہم کی جائے اور latest technology کی سپورٹ کی جائے تاکہ ملزمان کو پکڑنے میں کچھ help ہو جائے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب! محترمہ کا supplementary concern یہ ہے کہ unless یہ دو ملزمان نہیں پکڑے جائیں گے تو end of justice will not be there تو ان ملزمان کی گرفتاری کے لئے آپ میڈم کو ensure کروائیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس سلسلے میں ان شاءاللہ بالکل آئی جی صاحب سے بھی بات کر لیتے ہیں ان سے یہ کہیں گے اگر وہ دونوں ملزمان اسی ضلع میں موجود ہیں تو ہم بالکل ان ملزمان کو latest technology بروئے کار لاتے ہوئے گرفتار کر لیں گے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! بہت شکریہ۔ اب ہم Privilege Motions لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میرا ابھی توجہ دلاؤ نوٹس باقی ہے۔

جناب سپیکر: Sorry آپ کا توجہ دلاؤ نوٹس رہتا ہے تو پہلے آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس پیش کر لیں۔

شیخوپورہ تھانہ شرقپور کی حدود میں نوجوان کے قتل سے متعلقہ تفصیلات

قائد حزب اختلاف(جناب احمد خان): جناب سپیکر!

(الف) کیا یہ درست ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 9 مئی 2024 کی خبر کے مطابق شیخوپورہ فیروزوالا کے علاقہ تھانہ شرقپور کی حدود میں فائرنگ کرکے نوجوان کو ہلاک کر دیا؟

(ب) کیا اس واقعہ کا مقدمہ درج کر لیا گیا ہے اگر ہاں تو اس کی تفتیش کی موجودہ صورتحال سے آگاہ فرمائیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور(جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس توجہ دلاؤ نوٹس کا بڑا تفصیلی جواب ہے۔ اگر کہتے ہیں تو میں پورا جواب پڑھ دیتا ہوں۔

MR SPEAKER: No, we are running short of time on this.

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور(جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! تفتیش کے حوالے سے جو conclusion ہے، آخری پیراگراف میں وہ میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جو conclusion ہے آخری پیراگراف وہ آپ پڑھ دیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور(جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ درست ہے، اس حوالے سے مقدمہ نمبر 24/847 مورخہ 24/05/8 کو بجرم 302/148/149 ت پ درج رجسٹرڈ ہوا، جس کی تفتیش بذریعہ صداقت علی عمل میں لائی جارہی ہے، PFSA crime scene team سے مدد لی گئی ہے۔ ملزمان کی گرفتاری کے لئے raid کئے جارہے ہیں، جدید طریقہ تفتیش استعمال کرتے ہوئے تفتیش کو اصل حقائق کی روشنی میں یکسو کیا جائے گا، تاہم ڈی ایس پی / ایس ڈی پی او فیروزوالہ، ایس ایچ او شرقپور شریف اور تفتیشی آفیسر مقدمہ ہذا کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ تمام تر دستیاب وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے ملزمان کو گرفتار کرکے مقدمے کو جلد از جلد یکسو کیا جائے۔

قائد حزب اختلاف(جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں اس حوالے سے ضرور اپنی supplementary query کروں گا، یہ تھانہ actually شرقپور تحصیل میں ہے، یہ حلقہ پی پی۔140 میرے colleague اویس ورک کا ہے۔ اس میں پوزیشن یہ ہے کہ اس آدمی کی ایک چھ ماہ کی بچی ہے، وہاں جو تفتیش ہو رہی ہے اس کی پوزیشن یہ ہے کہ مدعی پارٹی کو تھانے میں بھی گھسنے نہیں دیا جا رہا اور اس کے بعد اس وقت موجودہ پوزیشن میں جو ایس ایچ او اور ڈی ایس پی صاحب ہیں اس وقت ملزمان ادھر یہ ایک اراضی کا معاملہ ہے اور آپ بھی سمجھتے ہیں کہ جب یہ اراضی ٹھیکے کے معاملات ہوتے ہیں تو وہ لوگ آپس میں in touch ہوتے ہیں، وہ دھڑے بنے ہوئے ہیں اور وہ لوگ آپس میں روزانہ ملتے جلتے بھی ہیں اور آتے جاتے بھی ہیں۔ مدعی پارٹی کو روزمرہ دھمکیاں دی جا رہی ہیں اور جو ان کا بھائی زخمی ہوا ہے اس کو بھی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ میری تجویز ہے کہ مدعیوں کا یہ حق بنتا ہے کہ JIT بنا کر ان کی تفتیش تبدیل کروا دی جائے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! It is not according to the procedure کہ ہر Call Attention Notice پر ضمنی سوال ایک بحث کی صورت اختیار کر جائے۔ ان کا ضمنی concern یہ ہے کہ جو مدعی فریق ہے اس کو تھانے میں تفتیش کے حوالے سے بالکل بھی انصاف نہیں مل رہا، پرچہ تو درج ہو گیا ہے لیکن جو مدعی فریق ہے نہ اس کا مؤقف سنا جا رہا ہے اور الٹا اس کو دھمکیاں بھی دی جا رہی ہیں۔ اس سلسلے میں ان کو بتا دیں۔

وزیر خزانہ / پارلیمانی امور(جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں معزز ممبر سے پوچھ لیتا ہوں ویسے بھی اس میں کافی سارے نام موجود ہیں. میں آئی جی صاحب سے بات کرتا ہوں اور ڈی پی او شیخوپورہ سے بھی بات کر لیتا ہوں کہ اس طرح نہ ہو اور انہیں شامل تفتیش کریں. اگر معزز رکن کہتے ہیں کہ ان کی تفتیش تبدیل کرانی ہے تو وہ بھی کروا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! Fair investigation ہونی چاہئے۔

وزیر خزانہ / پارلیمانی امور(جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! Fair investigation ہو گی لیکن اگر یہ چاہتے ہیں تو تفتیش بھی تبدیل ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: fair investigation ملنی چاہئے۔ اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں اسی Call Attention Notice کے بارے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ Call Attention Notice اتنی اہمیت کا حامل ہوتا ہے کہ اس کا جواب وزیر اعلیٰ کو دینا ہوتا ہے پھر رولز میں ترمیم کر کے متعلقہ منسٹر کا نام بھی ڈالا گیا ہے کہ اگر وزیر اعلیٰ مصروف ہوں تو ان کی ایما پر کوئی منسٹر بھی جواب دے سکتا ہے. میں نے آفیسرز گیلری میں دیکھا ہے کہ یہاں آئی جی موجود ہوتے ہیں، یہاں متعلقہ ڈویژن کا آر پی او اور ضلع کا ڈی پی او ہوتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ ہاؤس کا concern دیکھا جائے اور جو سوال کرنے والا ہے وہ جو information دیتا ہے آیا وہ correct ہے یا غلط ہے۔ جیسے ابھی آپ نے فرمایا کہ اس کی fair تفتیش کی جائے جب یہاں پر آر پی او اور ڈی پی او موجود ہو گا تو ان کو یہ اندازہ ہو گا کہ سپیکر صاحب نے یہ آرڈر کیا ہے یا ان کا یہ concern ہے۔ میں نے پہلی دفعہ دیکھا ہے کہ Call Attention Notice پر یہاں گیلری میں کوئی افسر نہیں ہے۔ یہاں ایس پی rank کے آفیسر بیٹھے ہیں یہ تو روزانہ موجود ہوتے ہیں چاہے Call Attention Notice ہو یا نہ ہو۔ میں آپ سے یہ توقع کرتا ہوں کہ جب Call Attention Notice ہو تو کم از کم اس ڈویژن کا آر پی او اور ڈسٹرکٹ کے ڈی پی او ضرور یہاں ہونے چاہئیں تاکہ اس ہاؤس کا concern دیکھیں اور ہاؤس کی feeling دیکھیں اس طرح سوال کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے اور پھر اس کا فیصلہ بھی صحیح ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ نہایت ہی ضروری ہے کہ متعلقہ افسران اس گیلری میں موجود ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کہ وزیر اعلیٰ نے بھی یہاں جواب دیئے ہیں آئی جی اور ڈی آئی جی تمام یہاں موجود ہوتے تھے لیکن اب تو یہاں ماحول ہی بدل گیا ہے لیکن مجھے توقع ہے کہ آپ اس پر ضرور کوئی نہ کوئی concern feel کریں گے اور اس کی اہمیت کو بڑھائیں گے۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: شکریہ، جناب سعید اکبر خان! آپ نے درست کہا ہے کہ Call Attention Notice بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ہم نے بڑی later stage میں after 50 years of our parliamentary experience, Indian parliamentary practices سے borrow کیا تھا۔ وہاں پر آج بھی Call Attention Notices کا جواب وزیر اعلیٰ ہی دیتا ہے لیکن somehow over the period of time یہاں پر یہ خیال کیا گیا اور اسی ہاؤس نے rule amend کیا کہ لاء منسٹر یا وزیر پارلیمانی امور اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ یہ اتنا important ہے چونکہ یہ صوبے کے امن و امان کے متعلق ہے، جرائم کے متعلق ہے اور اگر اس میں اس concerned آفیسر جس کے متعلق سوال ہے اگر اس کی hierarchy پولیس کی یہاں پر موجود نہیں ہے تو it is a serious concern منسٹر صاحب! آپ اسے ensure کریں گے کہ whichever responsible officer dealing with that Call Attention Notice, he has to be present here otherwise it will become a futile exercise.

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! نوانی صاحب سینئر ممبر ہیں انہوں نے بالکل صحیح بات کی ہے اور اسمبلی کی tradition بھی ایسے ہی رہی ہے. نوانی صاحب نے جو کہا اور جیسے آپ نے بھی کہا کہ متعلقہ آر پی او یا ڈی پی او کو لازمی یہاں آنا چاہئے۔

MR. SPEAKER: That is a must.

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آپ اپنی رولنگ میں کہہ چکے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! This is the minimum we are asking for.

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی ٹھیک ہے۔

رئیس نبیل احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی رئیس صاحب!

رئیس نبیل احمد: جناب سپیکر! میرا تعلق صادق آباد کے علاقے بھونگ سے ہے جو کچے کے ساتھ touch ہوتا ہے۔ وہاں پر اس وقت دریا میں پانی گزر رہا ہے وہاں ہمیں منچن بند touch ہوتا ہے اس پر اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کام کر رہا تھا لیکن اب وہ کام رکا ہوا ہے۔ میں نے محکمے سے پتا کیا تو مجھے بتایا گیا کہ منچن بند پر فائرنگ کی گئی جس کی وجہ سے وہاں کام میں رکاوٹ ہے اور اس وقت اس بند کی یہ صورتحال ہے کہ اگر وہاں پر کام نہ کیا گیا تو وہ بند ٹوٹ سکتا ہے جس سے بھونگ جمال دین والی اور ضلع راجن پور کے بھی بہت سے علاقے زیر آب آئیں گے اور اس سے لاکھوں لوگ effect ہو سکتے ہیں۔ 2010 میں بھی یہ بند ٹوٹا تھا اس وقت شہباز شریف صاحب وزیر اعلیٰ تھے انہوں نے موقع پر پہنچ کر سارے معاملات حل کئے تھے۔ اگر ہم اسے ابھی take up کر لیں اور وہاں اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کو بند بنانے کے لئے کہا جائے اور وہاں کام کرنے والے بندوں کو تحفظ بھی دیا جائے تو ہم کسی بڑے مسئلے سے بچ سکیں گے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! جو معزز ممبر بتا رہے ہیں It is a very serious concern لاء اینڈ آرڈر maintain کرنے کے لئے کچے کے علاقے میں جو آپریشنز ہوئے اس میں heavy shelling firing ہوئی جس کے نتیجے میں بند کا ایک بڑا حصہ damage ہو گیا اور یہ خطرہ ہے کہ سینکڑوں دیہات زیر آب آئیں گے اور لاکھوں افراد متاثر ہوں گے It is a very serious concern آپ اس سلسلے میں آج ہی اریگیشن ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ کریں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں وزیر آبپاشی سے آج ہی بات کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! It should be communicated today and tomorrow the House should be informed that it has been taken care of اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، ٹھیک ہے۔

رئیس نبیل احمد: جناب سپیکر! وہ کہتے ہیں کہ ہمیں تحفظ نہیں ہے ہمارے اوپر فائرنگ کی جا رہی ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ وہاں پر اریگیشن والوں کو تحفظ فراہم کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ منسٹر صاحب! اس میں یہ بھی ensure کریں کہ وہاں پر جو ورکرز کام کر رہے ہیں انہیں تحفظ ہو، اگر ان پر بے تحاشا فائرنگ ہوتی ہے تو وہ کیسے کام کریں گے۔ پچھلے دس سال سے تو ہم کچے کے علاقے کو challenge کے طور پر دیکھ رہے ہیں۔ آپ ان سے آہنی ہاتھ سے نمٹیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہماری لاء اینڈ آرڈر کی کمیٹی کی recently میٹنگ میں ساری discussion ہوئی تھی۔ معزز ممبر صحیح کہہ رہے ہیں حتیٰ کہ کچے والے ڈاکوؤں کی وجہ سے وہاں پولیس چوکی بھی نہیں بن سکی۔ میں تھوڑا سا بتانا چاہوں گا کہ جتنا latest equipment, gadgets اور انہیں جو کچھ بھی چاہیئے تھا ان سب کی منظوری ہو گئی ہے۔ کمیٹی نے یہ بھی کہا کہ وہاں پر کام کرنے والی فورس کے لئے extra risk allowance یا hard area allowance بھی دیں چونکہ جو لوگ دن رات کچے کے ڈاکوؤں سے لڑ رہے ہیں اور انہیں ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور انہوں نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ ہمیں جو دو تین مہینے کا بتایا گیا ہے انہوں نے بہت اچھا کام کیا ہے اور مجھے لگ رہا ہے کہ اگلے ایک دو ماہ میں جب وہ gadgets اور سارا کچھ ان کے پاس آ جائے گا تو وہ اور زیادہ بہتر طور پر لوگوں کو protection دینے میں کامیاب ہوں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب تحاریک استحقاق لے لیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہاں اریگیشن کا مسئلہ بھی ہے لیکن اصل مسئلہ لاء اینڈ آرڈر کا ہے. لاء منسٹر صاحب نے جو فرمایا کہ پچھلے دو تین ماہ سے فورس نے وہاں پر بہت اچھا کام کیا ہے۔ اچھا کام یہاں بریفنگ میں ہوا ہے لیکن practically وہاں اس طرح کا کوئی ماحول نہیں ہے۔ 2010 میں سیلاب آیا تو یہی بند ٹوٹا اور پورا علاقہ تباہ ہو گیا، خوش قسمتی سے اس وقت میاں شہباز شریف صاحب وزیر اعلیٰ تھے انہوں نے دن رات لگا کر وہاں اس ماحول کو اچھا کیا لوگوں کو سہولت پہنچائی اور سارا کچھ ہوا لیکن اس وقت جو سب سے بڑا concern ہے کہ یہ بند ڈاکوؤں کی فائرنگ سے damage ہوا ہے، انہوں نے blast کئے ہیں اور انہوں نے بہت بڑا نقصان پہنچایا ہے میں خود بھی دو تین دفعہ وہاں گیا ہوں۔ وہاں پہلے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ہے اگر لاء اینڈ آرڈر کی

صورتحال ٹھیک ہو گی تو پھر وہاں اریگیشن والے کام کر سکیں گے۔ کام ہو رہا تھا لیکن لاء اینڈ آرڈر کی bad situation کی وجہ سے وہاں کام بند کیا گیا۔ میرے عزیز رئیس صاحب نے جو point raise کیا ہے یہ serious matter ہے۔ آپ پہلے بھی بڑی مہربانی فرما رہے ہیں یہاں سے لاء اینڈ آرڈر کی direction جانی چاہیئے پچھلے 8 / 7 ماہ سے وہاں پولیس اور ڈاکوؤں میں جنگ ہو رہی ہے۔ غلط پلاننگ کی وجہ سے وہاں لوگوں کو ڈاکو بنایا گیا operation میں ڈاکو کمزور ہونے کی بجائے زیادہ مزید طاقتور ہو گئے اور حالات بہتر ہونے کی بجائے پہلے سے زیادہ خراب ہوئے ہیں تو اس لئے اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ یہ معاملات ٹھیک ہو سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی طرف سے جو direction دی جائے گی اس سے حالات میں کچھ بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر: رانا شہباز صاحب! کیا آپ بھی اسی حوالے سے بات کرنا چاہ رہے تھے؟

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! میرے اکثر ساتھی پولیس اور امن وامان کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔ میں نے بھی 10 کروڑ روپے کی ڈکیتی کے حوالے سے ایک Call Attention Notice دیا تھا لیکن اس کا آج تک جواب نہیں آیا۔ پنجاب کا سب سے بڑا مسئلہ اسی ایوان سے متعلق ہے کہ ابھی تک ہماری کابینہ مکمل نہیں ہوئی۔ بہت سے محکمہ جات کے وزیر نہیں ہیں۔ انہوں نے T-20 والے جو وزیر بنا دیئے ہیں وہ ایوان میں نہیں آتے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ کابینہ مکمل کی جائے۔

جناب سپیکر: میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن! It is generally a serious concern. ڈاکوؤں کی فائرنگ سے یہ بند ٹوٹا ہے اور اگر محکمہ اریگیشن کے لوگوں کو protection نہ دی گئی تو وہ وہاں پر کام نہیں کر پائیں گے۔ اس معاملے کو ہنگامی بنیادوں پر دیکھا جائے اور اس سے متعلق کل ایوان کو بھی بتائیں کہ آپ کی حکومت کیا کر رہی ہے؟

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، ٹھیک ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ابھی تک جو تحاریک استحقاق نہیں پڑھی گئیں میں فی الحال صرف ان کو لے رہا ہوں باقی بعد میں دیکھیں گے۔ملک واصف مظہر کی تحریک استحقاق ہے۔کیاملک واصف مظہر ہاؤس میں موجود ہیں؟ It is printed every day and brought in to the record. میرے سامنے یہ تحریک آٹھویں مرتبہ آ رہی ہے۔کیا ملک واصف مظہر ہاؤس میں ہیں؟وہ موجود نہیں ہیں تو میں ان کی یہ تحریک استحقاق dispose of کرتا ہوں۔اگلی تحریک استحقاق نمبر 7/2024 جناب رضی اللہ خان کی ہے۔

کہروڑپکا پولیس کا ڈی ایس پی کی سربراہی میں معزز رکن اسمبلی کے گھر پر بلاوارنٹ چھاپہ

جناب رضی اللہ خان: جناب سپیکر!میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 26۔اپریل کو ڈی ایس پی کہروڑپکا رضوان نے مع بھاری نفری صبح 9 بجے میرے گھر پر بلاوارنٹ دھاوابولا مجھے گھر پر موجود نہ پا کر میرے دوملازمین ساجد ولد محمد شریف اور محمد ذیشان ولد محمود کو اُٹھا کر لے گئے اور ان کو چار ماہ پرانے نامعلوم افراد کے خلاف ڈکیتی کے مقدمے میں ملوث کر دیا، شناخت پریڈ کے لئے جیل بھیج دیا اور 24 گھنٹے تک انہیں بھوکا رکھا۔ آج مورخہ 29۔اپریل کو ڈکیتی کے مدعی مقدمہ نے مجسٹریٹ کی عدالت میں جواب جمع کروایا ہے کہ یہ دونوں میرے ملزمان نہیں ہیں اور ان پر جھوٹا مقدمہ بنایا گیا ہے۔

جناب سپیکر!میں ایک منتخب عوامی نمائندہ ہوں اور میرے گھر پر اور میرے فارم ہاؤس پر بلاجواز دھاوابول کر،میری فیملی کو ہراساں کر کے اور میرے ملازمین پر جھوٹا مقدمہ درج کر کے میری سیاسی ساکھ کو شدید نقصان پہنچایا گیا ہے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میرے پاس یہ remedy تھی کہ میں ان کے خلاف FIR درج کرواتا اور اگر یہ FIR درج نہ کرتے تو میں عدالت جاتا۔ مجھے پولیس کے چھوٹے اہلکاروں کا خیال نہ ہوتا تو میں ایسا ضرور کرتا لیکن مجھے پتا تھا کہ وہ مجبور ہیں۔ میرے گھر پر چھاپہ محض اس لئے نہیں مارا گیا کہ میرا تعلق PTI سے ہے۔ آپ کہروڑ پکا سے معلومات لیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ انہوں نے ہر معزز شخص کو بلیک میل کرنا ہوتا ہے اور اس سے بھاری رقم لینی ہوتی ہے۔ شاید ہی کہروڑ پکا میں کوئی معزز شخص رہ گیا ہو کہ جن سے انہوں نے بھاری رقم نہ لی ہو گی۔ میں یہ بات بھی ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ میں نے ان سے کبھی کوئی کام نہیں کہا اور آپ کے پیش نظر یہ بات بھی ہونی چاہئے۔ بہت شکریہ

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبٰی شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آپ بے شک اس تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جناب رضی اللہ خان کی یہ تحریک استحقاق نمبر 2024/7 سپیشل کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 2024/8 محترمہ نیلم جبار چودھری کی ہے۔

کمپٹرولر پنجاب ہاؤس اسلام آباد کا معزز رکن اسمبلی سے ناروا سلوک

محترمہ نیلم جبار چودھری: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 12۔اپریل 2024 کو میں نے کمپٹرولر پنجاب ہاؤس اسلام آباد اشتیاق صاحب کو فون کر کے روم reserve کرنے کی request کی۔ پہلے تو انہوں نے ہتک آمیز رویہ کے ساتھ مجھے پوچھا کہ آپ elect ہو کر MPA بنی ہیں یا مخصوص نشست پر؟ میرے بتانے پر انہوں نے ok کہہ کر فون بند کر دیا۔

جناب سپیکر! 15۔اپریل کو میرے وہاں پہنچنے پر بتایا گیا کہ میرے نام پر کوئی کمرہ reserve نہ کیا گیا ہے جس پر مجھے بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ کمپٹرولر کا میرے لئے کمرہ reserve نہ کرنے اور ہتک آمیز رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح

ہوا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہوں گی کہ کمپٹرولر نے مجھے خاتون ہونے کی بناء پر یہ کہا کہ ہم خواتین کو کمرہ نہیں دیتے۔ اگر صرف میری ذات کی حد تک بات ہوتی تو شاید میں تحریک استحقاق پیش نہ کرتی لیکن کمپٹرولر نے یہ بات کی ہے کہ ہم خواتین کو کمرہ نہیں دیتے تو میں نے ان کو یہ پوچھا کہ اگر آپ یہاں پر خواتین کو کمرہ نہیں دیتے تو پھر کن کو دیتے ہیں؟۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔.I have made your point اگر انہوں نے واقعی اس طرح discriminate کیا ہے تو پھر بڑی زیادتی کی ہے۔ یہ unacceptable approach ہے۔ آپ اس ایوان کی معزز رکن ہیں۔ ان کو آپ کے ساتھ ایسا رویہ کسی بھی صورت میں اختیار نہیں کرنا چاہئے تھا۔ میں اس تحریک استحقاق نمبر 2024/8 کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔ کمیٹی اس معاملے کو probe کرے۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

سپیشل کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر:.I have to take one thing out of turn مجھے پہلے یہ تحریک لینا پڑے گی کیونکہ ان کا وقت ختم ہو رہا ہے۔ رانا منور حسین صاحب سپیشل کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

رانا منور حسین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"سپیشل کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

" سپیشل کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

" سپیشل کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ چونکہ آج Wheat Procurement پر General Discussion بھی ہے تو جو تحاریک التوائے کار ابھی تک پڑھی نہیں گئیں ان کو پہلے take up کرتے ہیں اور جو تحاریک التوائے کار pending ہیں اور جن کے جواب آنے ہیں یا آئے ہیں ان کو ہم کل take up کر لیں گے۔ جناب احمد خان کی تحریک التوائے کار نمبر 102/24 ہے۔

ترقیاتی اداروں کے انجنیئرنگ ڈیپارٹمنٹس کے زیر تعمیر منصوبے سست روی کا شکار

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ دُنیا مورخہ 18۔ اپریل 2024 کی خبر کے مطابق ترقیاتی اداروں کے انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹس زیر تعمیر منصوبوں کو بھی مکمل کرنے میں سست روی برتنے لگے۔ ایل ڈی اے اور سی بی ڈی کے جاری ترقیاتی منصوبے تاحال تکمیل کے منتظر ہیں۔ بند روڈ ایکسیس کنٹرول کوریڈور پراجیکٹ تاحال مکمل نہ ہو سکا۔ ایل ڈی اے کے زیر تعمیر سپورٹس کمپلیکس اور شاہدرہ پراجیکٹ کی ملحقہ سڑکیں مکمل نہ ہو سکیں۔ سی بی ڈی پنجاب کے والٹن روڈ، سی بی ڈی بلیو وارڈ اور فلائی اوور کی تعمیر کا کام مکمل نہ ہو سکا۔ نو منتخب پنجاب حکومت کی ترقیاتی سکیموں سے متعلق پالیسی نہ آنے کی وجہ سے منظور شدہ سکیموں کے سنگ بنیاد نہ رکھے جا سکے۔ سی بی ڈی پنجاب کو وائے جنکشن برکت مارکیٹ پر میگا پراجیکٹ کی اجازت نہ ملی۔ سی بی ڈی پنجاب کی جانب سے تاحال وائے جنکشن پراجیکٹ پر کام کا آغاز نہ کیا گیا۔ پنجاب حکومت نے تاحال مستقبل کے منصوبہ جات کو بھی حتمی

شکل نہ دی۔ ترقیاتی ادارے شہر میں میگا پراجیکٹس سے متعلق تذبذب کا شکار ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب اس کا جواب منگوالیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 146/24 جناب امجد علی جاوید کی ہے۔

ریسکیو 1122 کے ملازمین کو دوران ڈیوٹی معذور ہونے کی صورت میں خصوصی مراعات سے نوازنے کا مطالبہ

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ سوشل میڈیا اور مقامی میڈیا پر چلنے والی خبروں کے مطابق پنجاب میں ریسکیو 1122 کے ملازمین کو تنخواہ کے علاوہ رسک الاؤنس بھی دیا جاتا ہے۔ کسی حادثہ یا قدرتی آفات کے دوران عوام الناس کو ریلیف فراہم کرتے ہوئے اپنے فرائض کی انجام دہی کے دوران معذور ہو جانے والے 1122 ملازمین کا رسک الاؤنس بند کر دیا جاتا ہے۔ تفصیلات کے مطابق پنجاب حکومت کے تحت چلنے والے ادارہ ریسکیو 1122 ایک مثالی ادارہ ہے جو عوام الناس کو حادثات، قدرتی آفات اور ایمرجنسی کے دوران فوری خدمات فراہم کرتا ہے۔ ان خدمات کی انجام دہی کے دوران اس ادارہ کے کئی ملازمین جان کی بازی بھی ہار چکے ہیں اور متعدد عمر بھر کے لئے معذور ہو چکے ہیں۔ ریسکیو 1122 کے ملازمین کو کئی دیگر سرکاری اداروں کی طرح کام کی نوعیت کی بناء پر تنخواہ کے علاوہ رسک الاؤنس بھی دیا جاتا ہے لیکن اس محکمہ میں ایک نہایت ہی ناقابل فہم بات یہ ہے کہ جو ملازمین دوران ملازمت خدمات کی فراہمی کے دوران معذور ہو جاتے ہیں یا اپنے کسی عضو سے محروم ہو جاتے ہیں بجائے اس کے کہ انہیں خصوصی مراعات سے نوازا جائے بلکہ اُلٹا ان کا پہلے سے ملنے والا رسک الاؤنس بھی بند کر دیا جاتا ہے جو ان کے ساتھ سخت زیادتی ہے۔ اس فیصلے سے اپنی جان پر کھیل کر لوگوں کی زندگیوں کو بچانے والے محسن انسانیت لوگوں کی حوصلہ افزائی کی بجائے حوصلہ شکنی ہوتی ہے اس صورت حال سے ریسکیو 1122 کے ملازمین میں شدید بے چینی

اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب! اس پر جواب منگوا لیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن) جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، راجہ شوکت عزیز بھٹی! تحریک التوائے کار نمبر 24/188 ہے۔

راولپنڈی پی پی-9 کے گاؤں لوسر، یونین کونسل بگا شیخاں میں کوڑا ڈمپ کرنے سے عوام موذی امراض میں مبتلا

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ قانون کے مطابق کسی بھی شہر کا کوڑا آبادی سے 15 کلو میٹر دور dump کیا جائے لیکن اس قانون کے برعکس پورے راولپنڈی کا کوڑا میرے حلقہ پی پی-9 کے گاؤں لوسر، یونین کونسل بگا شیخاں تھانہ روات تحصیل راولپنڈی میں dump کیا جا رہا ہے اور یہاں کوڑا dump کرنے کی وجہ سے نہ صرف مذکورہ گاؤں بلکہ گرد و نواح کے تیس گاؤں بھی اس کی زَد میں آ چکے ہیں۔ اس کوڑے کی بدبُو کی وجہ سے اس علاقے کے رہائشیوں کا جینا عذاب بنا ہوا ہے۔ اسی کوڑے کی وجہ سے اس علاقے میں زیر زمین پانی انتہائی آلودہ اور ناقابلِ استعمال ہو چکا ہے جس سے علاقے کے لوگ Hepatitis and Cancer جیسے موذی اور لاعلاج امراض میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اب سونے پر سہاگہ کہ اسی گاؤں میں اس dumping station کو مزید extend کر کے CDA اسلام آباد کا سارا کوڑا یہیں پر dump کیا جا رہا ہے۔ پہلے راولپنڈی کے کوڑے کی وجہ سے یہاں کی عوام کی زندگی دوبھر ہوئی تھی۔ ہر تیسرا چوتھا بندہ hepatitis and cancer جیسے امراض میں مبتلا ہے اور بے چارے لوگ اپنے پیاروں کو بچانے کے لئے اپنی جمع پُونجی اُن کے علاج معالجے پر خرچ کر رہے ہیں۔ اب CDA اسلام آباد کا کوڑا بھی یہاں پر dump کرنے سے یہاں کے عوام جیتے جی مر جائیں گے اور یہ علاقے کے عوام کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔ اس کا تدارک ہونا

چاہئے متعلقہ محکمہ کے اس فیصلے پر dump station کی مزید extension اور علاقے کے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو باضابطہ قرار دے کر اس پر عام بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! ویسے تو آپ کی تحریک التوائے کار straight away ایوان میں بحث کے لئے ڈال دینی چاہئے لیکن still I have another important Adjournment Motion No.175/24 by Ahmad Iqbal Chaudhary جناب احمد اقبال چودھری!

ستھرا پنجاب پروگرام کے تحت دیہاتوں میں صفائی کرنے والے نجی کمپنیوں کے ملازمین کے تحفظات

جناب احمد اقبال چودھری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے ستھرا پنجاب پروگرام کے تحت صوبہ بھر میں waste management کی services نجی شعبے کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پنجاب کے دیہاتوں میں صفائی کی سہولت لے جانا ایک احسن قدم ہے لیکن اس کا ایک اہم پہلو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ ان companies میں صفائی کا کام کرنے والے ملازمین کی:

1. Employment terms
2. Occupational, safety & health standards
3. Medical insurance/benefits
4. Employment benefits (gratuity, pension, social security etc.)
5. Minimum wage

کے حوالے سے Sanitary Workers کے تحفظات کو دور کیا جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے اس میں ایک جملہ اضافی کہنا چاہتا ہوں۔ 8 مئی کو اس ایوان کی ایک سابق ممبر محترمہ میری جیمز گل صاحبہ کے ساتھ Sanitary Workers کا

ایک وفد ایوان میں آیا اور انہوں نے اپنے تحفظات کا اظہار کیا کہ موجودہ کارپوریشن کمیٹیاں ہمارے workers کو حفاظتی gears نہیں دیتیں اور اُن کے شدید تحفظات تھے کہ آنے والے نظام میں ان چیزوں کا خیال رکھا جارہا ہے یا نہیں تو اس حوالے سے میں نے اُن کی موجودگی میں یہ تحریک التوائے کار جمع کروائی تھی۔

جناب سپیکر: وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی! Both of these things have taken the whole of Punjab. It is a cancer all around. ایوان میں اس کا جواب دیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میرے دونوں فاضل دوستوں نے یہ جو issues اُٹھائے ہیں یہ بات بالکل ٹھیک ہے یہ issues موجود ہیں۔ جناب احمد اقبال کی طرف سے outsource کرنے والی بات کی گئی ہے ابھی وہ سارے سسٹم بن رہے ہیں تو جب ہم اس کو بنائیں گے تو یقیناً ان ساری چیزوں کو اُس میں cater کیا جائے گا۔ میں اس کی ساری تفصیل محکمہ سے لے کر دونوں فاضل ممبران اور اس ایوان کو بھی مطلع کروں گا۔

جناب سپیکر: جناب ذیشان رفیق صاحب! راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب اور جناب احمد اقبال چودھری کی تحاریک التوائے کار ہیں اور آپ کے پاس اس سے پہلے ایک تحریک التوائے کار محترمہ راحیلہ خادم حسین کی بھی ہے So, we are fixing time for opening debate in the House on Wednesday اُس کے لئے ہم دو گھنٹے کا وقت مقرر کر رہے ہیں House has voted for it. آپ بدھ کو اس کا مکمل جواب لے کر آئیں گے۔ محکمہ صحت سے متعلقہ معزز اراکین کی تحاریک التوائے کار کو بھی میں pending کر رہا ہوں Because both of the Health Ministers are out of the city today. اُن کی طرف سے request آئی تھی۔

جناب احمد اقبال چودھری: جناب سپیکر! آپ نے speed lights, disposal and sewerage کے حوالے سے ایک اور تحریک التوائے کار منظور کی تھی۔

جناب سپیکر: جی، وہ تحریک التوائے کار محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کی تھی اُس کا جواب بھی وزیر موصوف سے بدھ کو منگوایا ہے۔

جناب ذیشان رفیق صاحب! مسئلہ یہ ہے کہ 70 سال سے دیہات میں جہاں پر open heap لگ رہی ہے وہیں لگ رہی ہے جس کی وجہ سے اب زندگی سِسک رہی ہے اورآپ شہروں کا سارا کوڑا بھی اُٹھا کر دیہات میں پھینک رہے ہیں۔ جیسے راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب نے بات کی ہے It is extremely important. On Wednesday along with all other business, I have instructed the secretariat that we are putting the question to the House on these two Adjournment Motions and will open debate, adjourning all other business after the government business. اُس دن ہم دو ایجنڈے take up کریں گے اس میں حزب اختلاف کے دو معزز ممبران کی طرف سے بھی ہیں اور آپ کی طرف سے بھی ہیں۔

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! ایک گزارش ہے کہ ہمارے ہاؤس کے معزز ممبران کے توجہ دلاؤ نوٹسز جس دن کے لئے fix ہوں تو متعلقہ محکمہ اور متعلقہ افسران کو اس کی پہلے اطلاع ہونی چاہئے تاکہ وہ افسران کی گیلری میں موجود ہوں تاکہ ممبران کی بات کا منسٹر صاحب صحیح طرح جواب دے سکیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پہلے انہیں نوٹس بھیجیں کہ یہ personal matter ہے اسے خصوصی اہمیت دی جائے۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! نے بالکل درست بات کی ہے۔ منسٹر صاحب! آپ اس پر ensure کریں کہ Call Attention Notice business without the presence of the concerned officer دوبارہ ہم نہیں لیں گے۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: اب ہم Government Business شروع کرتے ہیں۔

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

MR SPEAKER: Minister for Parliamentary Affairs may introduce the Punjab Defamation Bill 2024.

مسودہ قانون پنجاب ہتک عزت 2024

MINISTER FOR PARLIAMENTRY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja ur Rehman): I introduce the Punjab Defamation Bill 2024.

MR SPEAKER: The Punjab Defamation Bill 2024 has been introduced in the House and is referred to Special Committee I for report within two days.

جناب احمد اقبال چودھری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، احمد اقبال صاحب!

جناب احمد اقبال چودھری: جناب سپیکر! میں یہ دیکھ رہا تھا کہ جو reports and bills ایجنڈے پر آتے ہیں۔ کیا ممبران کو ان کی کاپی نہیں ملنی چاہئے تاکہ ہم اس کو review بھی کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔ یہ ابھی lay کر رہے ہیں۔ آپ کے پاس ابھی copies موجود ہوں گی۔ یہ ہمیشہ lay ہونے کے بعد دی جاتی ہیں۔

عام بحث

گندم کی خریداری پر عام بحث

جناب سپیکر: اب ہم wheat procurement پر عام بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ بحث کا آغاز متعلقہ وزیر صاحب کی تقریر سے ہو گا تاہم دیگر اراکین جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوا دیں۔

Minister Sahib! Repeat your statement for the 5th time.

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ آپ نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ مجھے آدھی درجن کے قریب اپنے الفاظ کو repeat کرنا پڑ رہا ہے۔ خدا لگتی بات ہے کہ میں اس حوالے سے بہت positive ہوں۔ مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے اور مجھے اس پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میری ایک درخواست ضرور ہوگی کہ آج wheat procurement پر جب بحث ہو تو ابھی جو سوالات آئے تھے اسی طرح بات گھما پھیرا کر وہی ہونی ہے جو معزز ممبران نے سوال کئے تھے۔

جناب سپیکر! اس وقت سمجھنے کی ضرورت یہ ہے کہ 22/23 ملین میٹرک ٹن harvesting ہوتی ہے اور اس میں سے 4 ملین میٹرک ٹن روایتی طور پر محکمہ خوراک لیتا تھا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ third party کے طور پر مارکیٹ میں موجود رہے اور دونوں اطراف یعنی ایک طرف کاشتکار ہے جس کی محنت ہے اس کو اس کی محنت کا ٹھیک معاوضہ ملے۔ اس حوالے سے گورنمنٹ نے جو امدادی قیمت 39 سو روپے فی من مقرر کی تھی۔ دوسری طرف آپ کی شہری آبادی ہے جو آٹے کا تھیلا خرید کر روٹی کھاتے ہیں یا تندور سے روٹی کھاتے ہیں۔

جناب سپیکر! جب ہم wheat procurement میں گئے۔ میرا الفاظ پر تو زور نہیں ہے لیکن چونکہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے تو میں نے اپنی بات شروع کرنے سے پہلے کہا ہے کہ خدا لگتی بات کی میں یہاں دو تین دفعہ کہہ بھی چکا ہوں، ریکارڈ پر بھی ہے، میں نے TV پر بھی ایک آدھ دفعہ کوشش کی ہے۔ ہماری تیاری قطعی 4 ملین میٹرک ٹن کی نہیں تھی۔ ہماری تیاری 2 ملین میٹرک ٹن کی تھی۔ میں اس کی دلیل یہ دوں گا کہ 20 لاکھ میٹرک ٹن کا باردانہ ہم نے arrange کیا۔ 400 کے قریب سینٹرز تھے جہاں باردانہ پہنچایا۔ درخواستیں مانگیں گئیں۔ گورنمنٹ کی پالیسی جو متعارف کرائی گئی اس پر ہمارے دوستوں کو reservations تھیں۔ پہلے دنوں میں جب بحث شروع ہوتی تھی تو دونوں اطراف سے یہ شور سننے کو ملتا تھا اور آواز میں وزن بھی تھا کہ آپ 6 ایکڑ والے کاشتکار کو 6 تھیلے دے رہے ہیں تو باقی کدھر جائیں گے۔ یہ ساری چیزیں موجود تھیں لیکن اس کے بعد بنکوں کے ساتھ بیٹھے اور loan arrange کئے۔ اس کے بعد cash credit limit جسے CCL کہتے ہیں جسے وفاقی حکومت منظور کرتی ہے۔ اس کی منظوری لی تو یہ اس

بات کی دلیل ہے کہ ساری چیزوں پر ہماری working موجود تھی اور جو given date تھی وہ عید کے بعد اپریل کی تھی جب سے ہاؤس میں heated debate کا آغاز ہوا۔

جناب سپیکر! ہم سب کو پتا ہے کہ اپریل میں عام طور پر درجہ حرارت 40 سینٹی گریڈ سے زیادہ ہوتا ہے۔ اپریل میں بارشیں ہوئیں، moisture level بڑھ گیا۔ اس پر بھی ذومعنی جملے سننے کو ملے کہ وزیر ایک نئی moisture نکال کرلے آیا ہے۔ میں نے اپنی بات کے آغاز میں کہا کہ یہ خدا لگتی باتیں ہیں یہ سچ ہیں۔ ہم نے plan کیا اور ہمیں signal تھا کہ ہم ایک دم اس procurement سے باہر نہیں نکل سکتے بے شک ہمارے پاس گودام، سٹاک اور financial issues بڑے alarming ہیں۔ اس کے باوجود بھی ہم نے کسان کے ساتھ اس حد تک جانا ہے کہ اس کو سانس لینے کی گنجائش دیں۔ مگر قدرت کو منظور اس طرح تھا کہ جب ہم procurement میں جارہے تھے تو اس وقت moisture موجود تھا۔ ہم وفاقی حکومت کے ساتھ meetings کا بھی حصہ رہے۔ پاسکو نے باردانہ تقسیم کیا اور اپنے target کو enhance کیا، 1 ملین سے 1.4 اور 1.4 سے 1.8 ملین ہوا۔ ہم نے پھر کہا کہ وزیراعظم نے ایک انکوائری initiate کی ہے تو اس کی رپورٹ آجائے تو اس کے بعد ہم ہاؤس کو in picture کریں۔ اس کے بعد پتا چلا کہ اس میں پنجاب حکومت کا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ اس کے بعد جو باردانہ وفاقی حکومت نے تقسیم کیا ہے۔ اس میں moisture کے نام پر access weight دیا گیا اور باردانہ کی شکایات آئیں۔ وزیراعظم نے کل MD پاسکو، ایڈیشنل سیکرٹری اور چار اور افسران کو suspend کر کے گھر بھیج دیا ہے۔ اس کی بھی انکوائری شروع ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں کہنا یہ چاہ رہا ہوں کہ جتنے بھی کسان نمائندے، جتنے بھی عوامی نمائندے اور جتنی بھی سیاسی جماعتیں ہیں ان میں سے کسی نے بھی ہم سے کسی بھی طریقے سے approach کیا ہے خواہ تنقید کرتے ہوئے approach کیا ہے تو ہماری یہ سوچ رہی ہے کہ ہم ان کے door step پر جائیں ان کے گھر جائیں۔ میں اپنی مخالف سیاسی پارٹی جماعت اسلامی کے امیر سے ملنے ان کے گھر منصورہ گیا۔ میں اپنی پوری ٹیم کو لے کر گیا اور تین گھنٹے ان کے ساتھ بات چیت کی۔ ہم نے ان کو بتایا کہ یہ issues ہیں۔ آپ کا حق ہے کہ آپ ہمیں oppose کریں اور ہماری پالیسیوں کو oppose کریں مگر ہمیں تھوڑا سن بھی لیں۔ یہ ساری چیزیں تھیں۔

جناب سپیکر! مجھے یہاں پر ایک بات ضرور کرنی ہے کہ debate start ہونے سے پہلے یہ معلوم ہو کہ Food Department کی basic ذمہ داری یہ ہے کہ وہ دونوں side کو لے کر چلیں تو دیکھنے میں یہ آیا کہ یہ جو ہمارے grower ہیں جن کا بہت احترام ہے جن کی نمائندگی ہمارے دونوں side کے colleague کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین خرم خان ورک کرسیء صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! وہ 39 سو روپے فی 40 کلو پر بھی مطمئن نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ گورنمنٹ زیادتی کر رہی ہے اور دوسری طرف جو end user ہے جو bag لیتا ہے وہ بھی گورنمنٹ کی اس پالیسی پر تنقید کرتا ہے کہ جناب یہ کیا پالیسی ہوئی جو آٹے کا 20 bag کلو کا ہے وہ 28 سو روپے کا بیچ رہے ہیں اس پر طے یہ ہوا کہ یہ دونوں طرف کی جو sides ہیں دونوں ہی satisfied نہیں ہیں۔ اور اربوں روپیہ گورنمنٹ کا وہ inject ہوتا ہے Food Department کی subsidy کی شکل میں اور بینک کے loan کی شکل میں تو یہ high time ہے کہ اس میں پالیسی کو correct کیا جائے پالیسی میں کچھ اس طرح کے steps اٹھائے جائیں جس سے دونوں sides کم از کم مطمئن ہوں یہ سب back ground تھا اس کے بعد جو بھی proposal ان کی طرف سے آئی اس پر بھی working کی جو چھوٹا کسان ہے اس کے لئے اب گورنمنٹ کا plan یہ ہے کہ آج field میں جو moisture level ہے اس کا جو percentage ہے اس پر food department لے سکتا ہے مگر جب اس پر گورنمنٹ نے اپنے source سے پتا کیا تو کسانوں کے وہ نمائندے جو ہمارے ساتھ رابطہ میں ہیں ہمارے ساتھ connection میں ہیں جو کسانوں کی نمائندگی کرتے ہیں اس پر cabinet کی meeting ہوئی تو اس میں گورنمنٹ نے یہ سوچا کہ آج اگر ہم 13۔ مئی، کو اس پر جو باردانہ دیتے ہیں تو وہ جو چھوٹا کسان ہے جس کے لئے پالیسی ہم لے کر آئے تھے چھ ایکڑ پر چھ bag تو اس وقت تقریباً 90 فیصد اس گندم کی harvesting ہو چکی ہے وہ تو اس کو بیچ چکا ہے تو پھر ہم یہ اربوں روپے کی پالیسی اس مڈل مین یا جس کو ہم ایک بہت بڑا villain portray کرتے ہیں اس کو دے دیں۔ تو اس پر گورنمنٹ کی dual responsibility تھی اور کسی گورنمنٹ کو یہ اچھا نہیں لگتا کہ اس کو ابھی ڈیڑھ مہینہ دو مہینے آئے ہوئے ہو اور اپنے اوپر تنقید لے مگر نیک نیتی کے ساتھ ساری چیزیں کرنے کی کوشش کی ہے اور اللہ تعالیٰ کو منظور یہ ہی تھا کہ شاید اب اس سال

جو روایت 50 سال سے procurement کی چل رہی تھی شاید اس کو ہم with full swing نہ کر پائیں گے مگر اس میں ساری چیزیں بھی in picture کی ہیں جب کوئی Question Hour یا کوئی serious discussion ہوئی ہیں۔ مجھے جب اپوزیشن side سے یا جو protest میں کسان کے نمائندے ہوتے تھے انہوں نے جب بھی invite کیا ہے میں اپنی پوری ٹیم کے ساتھ اپنے سیکرٹری، ڈائریکٹر کے ساتھ ہم وہاں پر گئے اور منسٹر agriculture بھی ہمارے ساتھ ہوتے تھے اور ہم نے پوری کوشش کی ہے اور میڈیا کے جن لوگوں نے ہمیں کسی جگہ پر بلایا کہ جہاں پر اتنا hue and cry ہے آپ ہمیں اس پر کوئی حل بتائیں اور جب ان کے ساتھ بیٹھ کر serious discussion کی point scoring سے باہر نکلے تو وہ convince ہوئے یہ تو بلکہ ٹھیک کہہ رہے ہیں یہ تو figures ہی match نہیں کرتی ہے ابھی بھی جس طرح سے سوال کئے گئے ہیں تو یہ سوال بس اسی طرح سے کئے جاتے ہیں perception ایسا بنا ہوا ہے کہ شاید پنجاب کی جو 13، 14 کروڑ عوام ہے جن سے Food Department چار ملین میٹرک ٹن گندم جو procure کرتا ہے جس پر کھربوں روپے لگتے ہیں اس سے پورا پنجاب secure ہوتا ہے ایسا نہیں ہے ٹوٹل پنجاب میں جو harvesting ہے وہ تو 21، 22، 23 ملین میٹرک ٹن گندم کی ہوتی ہے اور اس میں Food Department صرف چار ملین میٹرک ٹن گندم جو صرف 10 سے 12 فیصد بنتی ہے۔ آپ calculate کر کے دیکھ لیں مگر اس کا بھی بہت اہم رول ہوتا ہے اس کو میں denial نہیں کرتا کہ نہیں جناب Food Department جو procure کرتا ہے اس کا رول نہیں ہے اور یہ بھی ساتھ ذہن میں رکھیں کہ جو پوری discussion میں حصہ نہیں بنتی اور میرے کان وہ سنتے ہیں دوسری side یہ ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ آج لاہور میں 10 کلو آٹے کے bag کا جو ریٹ ہے وہ 840، 850 روپے میں available ہے یہ اگر دونوں کو جمع کرے تو یہ آٹے کا bag اس وقت 16 سو سے ساڑھے 16 سو تک مل رہا ہے تو جب ڈیڑھ مہینہ پہلے سٹارٹ کیا تھا اس وقت 28 سو روپے کا تھا تو غریب آدمی average نکالے تو اس کو ہزاروں روپے کا فائدہ ہے۔ غریب آدمی کی سب سے جو اہم چیز ہے کھانے کی وہ آٹا ہے۔ 100 گرام کی روٹی 20 روپے کی ملتی تھی پہلے ہم نے 16 روپے کی اور آج جب آپ سے بات کر رہا ہوں تو 15 روپے پر ہم ensure کر رہے ہیں یہ معمولی بات نہیں ہے پہلے کبھی اس طرح نہیں ہوا ایک side یہ بھی ہے۔ دوسری side والے

لوگ جو grower ہیں ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے ان کے لئے میں نے پچھلی دفعہ بھی کہا تھا it's too early to say مگر میں آپ کے ساتھ شیئر ضرور کرتا ہوں کہ جو پیسا procurement کی مد میں جو بہت بڑی amount بنتی ہے وہ hundred of billions بنتے ہیں ان کو اور اس کے ساتھ گورنمنٹ اپنے طور پر اس کا ایک پیکج لے کے آ رہی ہے ہم 5 لاکھ لوگوں کو کسان کارڈ کے نام سے ان کو compensate کرنے جا رہے ہیں جو کسان جن کا اندازہ ہے کہ وہ hit ہوئے ہیں اور میں نے آپ کو کہا ہے کہ کوئی گورنمنٹ نہیں چاہے گی کہ ڈیڑھ مہینہ اس کو آئے ہوئے ہوا ہو اور شاید مہینہ بھی نہیں ہوا تھا اور ہم hue and cry سنیں اور اس سے ہمیں کوئی اثر نہ پڑتا ہے جب ہماری اس side سے لوگ یا اس side سے لوگ ہم پر تنقید کرتے ہیں تو اثر پڑتا ہے مگر اس کی بیک گراؤنڈ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ ہم کوئی خواب خرگوش میں پڑے ہوئے تھے جو جو ہمیں یہاں سے options آتے تھے اور جو جو ہمیں proposal آتی تھی اس کو نوٹ کر کے اس پر اپنی میٹنگ کرتے تھے اپنے سیکرٹری فوڈ، سیکرٹری فنانس اور سیکرٹری ایگریکلچر اور اپنے ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں کے ساتھ اور اس میں ہمارے وزراء بھی شامل ہوتے تھے اور ہم سب گھنٹوں بیٹھ کر میٹنگ کرتے تھے کہ اس کا کوئی solution نکلے لیکن جب آپ working figures پر جاتے ہیں تو یہی confusion آتی ہے جو آج ہاؤس میں آئی ہے آپ موجود ہوں گے آج جب سوال ہو رہے تھے چار یا پانچ سوال ہوئے مجھے یاد نہیں پڑتا میں کسی پر تنقید نہیں کر رہا میرے جو honorable colleagues کی کوئی بھی figure میرے said figures کے ساتھ match نہیں ہو رہی تھی اس کا مطلب کیا ہے مجھے بھی کوئی الہام نہیں ہوتا جب سے یہ ایک topic بنا ہوا ہے ہم سارے گھنٹوں بیٹھ کر میٹنگ کرتے ہیں تب جب working کی تو دیکھا کہ سارے کا سارا جو میجر پارٹ ہے اس کا تو beneficiary ٹریڈر رہے میں middleman بھی نہیں کہتا جو ٹریڈر رہے جو ٹریڈر کرنے آئے ہیں۔ PASCO میں کیا ہوا یہ ہمارا subject نہیں ہے میں بات کو conclude کرتا ہوں اس کے بعد میں خواہش کروں گا کہ بالکل تنقید کرے اور میں آخر تک بیٹھوں گا اور خواہش کروں گا کہ کوئی doable proposal بھی آئے کے اس حالت میں جو اس وقت حالات ہیں کہ آپ کے پاس 22،23 لاکھ میٹرک ٹن گندم بھی موجود ہے میرے بھائی نے یہاں سے سوال کیا کے یہ جواب غلط لکھا ہوا ہے کہ آپ

نے 38 سو روپے من کہا تھا اور 39 سو روپے من لے رہے ہیں اور 37 سو روپے پر بیچ رہے ہیں آج اگر 37 سو روپے پر بکتی ہے تو تب یہ ریٹ ہے اگر اگلے season میں آپ خریدتے ہیں تو اس کے ساتھ ہزار 15 سو اس کے ساتھ اور زیادہ آپ کر لیں آٹا اور زیادہ مہنگا آپ کر لیں اس کی translation آپ اردو میں کر لیں مطلب یہ نکلتا ہے کہ گورنمنٹ اربوں روپے دے کر روٹی مہنگی کر رہی ہے اور فائدہ کس کو ہو رہا ہے کسان بھی چیخ رہا ہے وہ 39 سو روپے خرچ پورا نہیں کر پا رہا ہے اور جو end user ہے جو آٹے کا بیگ لیتا ہے اور روٹی کھاتا ہے وہ بھی چیخ رہا ہے کہ میری روٹی کا نوالہ بہت مہنگا ہے اس وقت یہ issue ہے تو اِس پر مجھے اِس side کے لوگ یا اُس side کے لوگ یا سننے والے لوگ جنہیں میڈیا کہتے ہیں یا جو stake holders ہیں، میں سخت بات نہیں کہنا چاہتا کیونکہ پہلے ہی کسانوں کے issue پر جو politics کر رہے ہیں، میں ان کی بات کر رہا ہوں میں سب کی بات نہیں کر رہا اور میں sweeping statement نہیں دے رہا مگر مجھے بلائیں جہاں کہتے ہیں میں آتا ہوں، اِن کے ساتھ بیٹھتا ہوں۔ میں اپنی بات نہیں کر رہا بلکہ اس میں پورا ڈیپارٹمنٹ آتا ہے۔ آپ کی disposal پر ہوں بتائیں میں آپ کے ساتھ figures میں بات کرتا ہوں۔ جو doable solution ہو گا، جو چیزیں ہو سکیں گی پاکستان کے حالات دیکھ کر وہی کرنا ہے ناں۔ اگر خدانخواستہ زیادہ moisture والی گندم لیتے ہیں تو پاکستان کی تو تاریخ میں نہیں ہے۔ پھر ہمیں سُننا پڑتا ہے کہ یہ گندم تو جانوروں کو ڈالنے کے مترادف ہے۔ امریکہ میں اِس طرح کی مثال موجود ہے کہ اُنہیں اِس طرح surplus گندم ملی تھی، ایک بیماری fungus آئی تو اِنہوں نے وہ گندم سمندر برد کر دی تھی۔ کیا آپ مجھے بتائیں گے کہ آپ کی اِس وقت 400۔ارب روپے کی گندم جو پڑی ہے، اِس کو جیسے کیسے use تو کرنا ہی ہے۔ ہم اِس position میں ہیں؟ Ideally تو یہ ہونا چاہئے کہ اِدھر سے crop آئے اور اُدھر سے ہم enjoy کریں کھائیں کیونکہ سب سے بہترین ہماری crop ہے اور سب سے بہترین ہماری wheat ہے۔ پنجاب کی wheat quality میں پُوری دنیا میں best wheat ہے تو اِن ساری چیزوں کو دیکھنے کے بعد realistic solution بتا دیں تو میں نہیں کہوں گا کہ میرے چیمبر میں آئیں اور مجھے بتائیں کہ کب آنا ہے۔ میں اپنی پُوری ٹیم کے ساتھ اِن کے پاس جاتا ہوں۔ یہاں پر debate کرنی ہے ایک democratic norms ہیں

بالکل کریں، سُنتا ہوں points بھی لکھوں گا مگر کوئی solution کی بات کریں کہ اِس کا حل کیا ہے۔ اِس کا doable solution بتائیں تو میں حاضر ہوں۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: جناب احمد خان صاحب!

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں منسٹر صاحب کی باتیں سُن رہا تھا اور آج مہینہ ہو گیا ہے کہ اِن کے excuse اور پنجاب حکومت کی بے بسی گندم کے بارے میں یہی پرانی باتیں سُن رہے ہیں اور میں آپ کو تھوڑا سا ماضی میں لے کر جاؤں گا کہ ہوا کیا ہے۔ Actual یہ بات کہاں سے شروع ہوئی اور اِس وقت position کیا ہے۔ ہم ایک راگ الاپ رہے ہیں کہ نگران حکومت نے یہ سارا کیا، ستمبر میں یہ meetings ہوئیں، نگران حکومت نے ECC meetings کر کے اِس کی منظوری دی۔ Actual یہ واردات، میں اِسے واردات کہوں گا کہ یہ واردات 13۔ جولائی 2023 کو شروع ہوئی جب پاکستان مسلم لیگ (ن) کی اِس وقت کی حکومت تھی جب regime change ہوا اور 9۔ اپریل کو take over ہوا۔ اِس کے بعد حکومت وجود میں آئی تو پہلی ECC کی 13 meeting جولائی کو ہوئی تھی جس میں 10 لاکھ ٹن گندم کی منظوری کی سمری پیش کی گئی۔ چونکہ پہلی میٹنگ تھی، پھر اس میٹنگ کو 8۔ اگست تک کے لئے postpone کیا گیا۔ جب 8۔ اگست 2023 کو وہ میٹنگ ہوئی تو اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ یہ ضروری نہیں ہے۔ یہ ظلم ہے کسان کے ساتھ، زیر التوا رکھا گیا کہ 14۔ اگست کو صرف چہرے change ہونے تھے یعنی basic اِن کا مقصد بھی ایک ہی ہونا تھا۔ اِنہوں نے ایک ہی سمت میں جانا تھا تو چہرے change ہونے تھے جو کہ 14۔ اگست کو ہوئے۔ پھر 4۔ ستمبر کو میٹنگ ہوئی جو اُس وقت کے وزیر اعظم تھے اور ساتھ اُس وقت کے منسٹر کے پاس charge تھا اور وہ اِس شعبے کے انچارج تھے۔ اُس وقت انہوں نے 34 لاکھ ٹن گندم درآمد کرنے کی منظوری دی۔ جو میٹنگ 4 ستمبر کو ہوئی اور اس دوران ہوا یہ کہ 20 ستمبر کو دو جہاز سمجھ لیں کہ تقریباً دو لاکھ 14 ہزار ٹن گندم 20 ستمبر کو آ بھی گئی اور Finance Department notification 23۔ ستمبر کو کر رہا ہے یعنی یہ چیزیں on the record ہیں کہ 23۔ ستمبر کو Finance Department notification کر رہا ہے but 20۔ ستمبر کو دو لاکھ 14 ہزار ٹن گندم بغیر

منظوری کے آچکی۔ اِس کے بعد پرائیویٹ سیکٹر میں یہ چلے گئے اور اُن کے پاس 40 لاکھ ٹن کا stock پڑا تھا۔ منسٹر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ 3900 روپے گندم کی قیمت ہے تو actual 3200 روپے فی 40 کلو گرام اِنہوں نے منگوائی اور at that time اِس وقت 4700 روپے فی 40 کلو گرام اِنہوں نے Flour mills کے لئے گندم کا rate مقرر کر دیا اور انہیں گندم فروخت دی جبکہ actual جو surplus ہوا ہے۔ انہوں نے محکمہ خوراک پنجاب bound کر دیا تھا، یہ منسٹر صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ اِنہوں نے flour mills والوں کو فروخت کی ہے جو یوکرائن سے اِن کے پاس گندم آئی ہے۔ اِنہوں نے تقریباً ایک ارب ڈالر کا ملک کو نقصان پہنچایا ہے۔ یہ کہانی شروع ہوئی 13۔ جولائی سے اور اِس کے بعد یہ کہانی 4۔ مارچ 2024 تک آگئی۔

جناب چیئرمین! 4۔ مارچ کو اِن کی حکومت آ گئی تو اِس وقت بھی منسٹر صاحب کی correction کر دوں کہ سات لاکھ 28 ہزار ٹن گندم 4۔ مارچ سے onwards منگوائی گئی یعنی 4۔ مارچ کو اِنہوں نے حلف لیا اور اِس کے بعد تو کم از کم اِنہیں ہوش آ جانا چاہئے تھا۔ اِس کے بعد تو اِنہیں یہ پتا چل جانا چاہئے تھا کہ آپ کی یہ گندم surplus ہو رہی ہے۔ ان 18,20,25 دنوں میں بھی سات لاکھ 28 ہزار ٹن اِنہوں نے گندم منگوائی۔ اِس کے بعد اِس میں 65 کمپنیاں involve ہیں تو اِن 65 کمپنیوں کا یہ آڈٹ کر سکتے ہیں؟ جن 65 کمپنیوں کے ذریعے اِنہوں نے گندم منگوائی ہے، جو پہلے وفاقی Agricultural Committee میں اِنہوں نے تخمینہ تین لاکھ 25 ہزار ٹن کا لگایا تھا جس میں سے 25 لاکھ ٹن گندم کم ہوئی۔

جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ یہ جتنا بھی excuse کریں ایک food product ہے۔ دیکھیں آپ اِس گندم کو open market میں پھینک دیں کیونکہ کوئی اِس سال گندم کو خریدنے والا ہو گا اور نہ ہی کوئی اگلے سال ہو گا۔ یہ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے جو آئے گندم خریدے۔ کسان گندم open market میں فروخت کرے۔ بالکل ٹھیک ہے، کیا یہ ہمیں وہ initiative دیں گے، کیا جو inputs ہیں اور بجلی کے rates کو بین الاقوامی market کے مطابق لے کر آئیں گے؟ تب تو کسان گندم جس rate پر فروخت کرے، وہ کرے۔ بات ہے اصول کی اور سچی بات یہ ہے کہ اِس حکومت کا سوائے پاکستان تحریک انصاف کے ورکرز اور ان کے نمائندوں کو اِن کی پنجاب پولیس اور اِن کے اداروں کو اگر کوئی ہوش ہوتا تو ہماری چادر اور چاردیواری کا تقدس پامال

کرنے کے علاوہ یہ کوئی عوام کا کام کرتے۔ یہ کیسے excuse دے سکتے ہیں؟ یہ 11 ارب 37 لاکھ روپے کا ٹیکہ ہے۔ اکتوبر نومبر میں گندم کا sowing season ہوتا ہے۔ آج دن تک کوئی حکومت، چاہے اِن کی سابقا حکومتیں رہی ہیں، کبھی بھی ایسا blunder نہیں ہوتا کہ آپ ستمبر میں نئی گندم منگوا رہے ہیں۔ اگر آپ 25 لاکھ ٹن short جا رہے تھے اور آپ کو یہ رپورٹ پہنچی تھی تو مئی تک انتظار کر لیتے یا آپ اپریل تک انتظار کر لیتے اور کم از کم یہ تو دیکھتے کہ ہماری گندم کتنی ہو رہی ہے۔ اب ہو گا کیا، منسٹر صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ ہمیشہ محکمہ فوڈ 20 فیصد گندم خریدتا ہے لیکن "پاسکو" کہاں گئی کیونکہ وفاق میں بھی اِن کی حکومت ہے؟ جو 40 لاکھ ٹن ہے وہ ایک قیمت settled ہوتی ہے کیونکہ ہماری ساری پیداوار 40 لاکھ ٹن گندم نہیں ہے بلکہ ہماری پیداوار بہت زیادہ ہے۔ 78 فیصد گندم پنجاب پیدا کر رہا ہے تو اِس میں سے 40 لاکھ ٹن گندم یہ خریدتے تھے جس کا فائدہ کسان کو یہ ہوتا تھا کہ گندم کی قیمت stable ہوتی تھی۔ اگر 3900 روپے فی 40 کلوگرام گندم کی قیمت ہے تو ایک stable قیمت ہوتی تھی جس کے مطابق market میں کوئی 20/19 کا فرق ہوتا تھا اور گندم فروخت ہو جاتی تھی۔ اِس دفعہ جو اِنہوں نے ظلم کیا ہے کہ پہلے دن سے ہی "نگہبان" آٹا سے یہ شروع کئے ہیں۔ وہاں سے یہ بات شروع ہوئی ہے اور آ کر ختم کسان پر ہوئی ہے کہ ہم کسان کو قتل کر دیں، اِس کو ہم مار دیں اور مار کر اِس کی لاش کو سمندر میں پھینک دیں۔ اِس کے بعد کہیں کہ آگے چلو جی ہن تہاڈا کی بنناں اے۔ اگلی گل تے مٹی پاؤ۔ اِس وقت پوزیشن ہماری جو جا رہی ہے کہ ہمیں زرمبادلہ میں آگے بھی جانا ہے اور ہم نے زرمبادلہ کمانا ہے۔ ہماری دو فصلات ہیں منجی اور کپاس۔ اگر ایگریکلچر منسٹر موجود ہوں تو ان کا ایک شماریات کا محکمہ ہوتا ہے وہ پورے صوبے کو دیکھتا ہے۔ یہ آج اس محکمے سے پوچھ کر دیکھ لیں کہ پندرہ سے بیس فیصد کاٹن کاشت نہیں ہو رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کسان کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ مجھے منسٹر صاحب نے کہا کہ آپ مجھے تجاویز دے دیں، میں نے ان کو چار پانچ تجاویز دیں جو سپیکر صاحب نے admit کی کہ یہ تجاویز قابل عمل ہیں۔ میں نے پہلی یہ تجویز دی کہ آپ 35 من فی ایکڑ گندم خریدیں پھر میں نے یہ گزارش کی کہ آپ لوگ چھ مہینے کے بل قسطوں پر کر دیں۔ یہ آپ کو وفاق سے کرنا پڑے گا لیکن وفاق میں بھی آپ کی حکومت ہے۔ پھر میں نے یہ تجویز دی کہ آپ inputs کی قیمتوں کو کنٹرول کریں۔ آپ کسان کو کم از کم کچھ free hand دیں۔ پچھلے سال

اسی موسم میں لوگوں کے گھروں پر چھاپے پڑے۔ کسی کے پاس اگر 20 من گندم پڑی تھی تو اسسٹنٹ کمشنر نے اُٹھائی، پٹواری نے اٹھائی اور مدرسوں سے گندم اٹھائی گئی۔ جو گندم اکٹھی ہوتی ہے وہ مدرسوں سے اٹھائی گئی۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ آپ پتلی گلی سے گزر جائیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ فارم 47 کے ذریعے آئے ہیں لیکن آپ کے پاس عوام کا مینڈیٹ نہیں ہے۔ آپ ہمارے اوپر مسلط کئے گئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! چلیں، جیسے تیسے کر کے آپ کو گورنمنٹ مل چکی ہے تو آپ کم از کم ایک کام تو کریں، منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ آپ ہمیں solution دیں جبکہ ہم نے تو آپ کو solution آج سے دس دن پہلے دے دی تھی۔ گزارش یہ ہے کہ میں منسٹر صاحب کو ایک کسان کا چارٹ بنا کر بھیج دوں گا جو گندم اور کپاس پر خرچہ آتا ہے۔ مجھے وہ اس میں سے اپنی logic نکال کر دے دیں، ہم کسان کو مارکیٹ میں پھینک رہے ہیں۔ اگر ہم کسان کا معاشی قتل کر رہے ہیں تو اس میں کسان بیچارہ کیا کرے۔ دیکھیں، یہ تو ہمارا fundamental right ہے، اس میں ہمارے اوپر احسان نہیں ہے۔ آئین کے آرٹیکل 25 کے تحت تعلیم اور آرٹیکل 45 کے تحت صحت اور انصاف ہمارا بنیادی حق ہے۔ ہماری چیزوں کو procure کرنا ہمارا حق ہے، ہماری foods کو procure کرنا حکومت کا فرض ہے۔ اس technicalities میں ہم کتنا جائیں، جب کپاس آئے گی یہ اُس وقت بھی کہہ دیں گے۔ حکومت اس عوام پر ظلم کر رہی ہے، لوگ سڑکوں پر ہیں اور لوگ جھولیاں اٹھا اٹھا کر اِن کو بددعائیں دے رہے ہیں۔ خصوصاً میں آپ کو یہ عرض کروں کہ جو آپ کا hard area بنتا ہے جہاں پر 80,80 ہارس پاور کی موٹریں لگی ہوئی ہیں وہاں کے لوگ بیچارے اس وقت زمین فروخت کر کے بل دے رہے ہیں۔ اس میں میانوالی شامل ہے، خوشاب شامل ہے، اٹک شامل ہے پورا پوٹھوہار شامل ہے۔ ہم گندم کی پالیسی پر کیا بات کریں؟ انہوں نے تو انکار کر دیا کہ ہم گندم لیتے ہی نہیں۔ میں ان کو پانچ دن دیتا ہوں، دس دن دیتا ہوں مجھے یہ بتا دیں کہ اس وقت تک کتنی گندم خریدی گئی، کتنے بل ان کے پاس ہوئے؟ کسان کا تو انہوں نے دبڑ دھوس کر دیا ہے صرف ایک بات پر کہ ہم نے چار روپے روٹی سستی کر دی ہے۔ ہمارے ساتھ حساب کر لیں ہم آپ کو حساب کر کے دیتے ہیں اگر آپ implementation کی طرف جائیں تو وہ چار روپے کی روٹی نہیں جا رہی۔ جب ایک آدھ تندور پر آپ کے اسسٹنٹ کمشنر وغیرہ چلے

جاتے ہوں گے تو وہ for the time being چار روپے کر دیتے ہوں گے۔ کسی نے کہا تھا کہ "گل ودھ گئی اے" اِن کے ساتھ "گل ودھ گئی اے" گندم کی خریداری ان کو لے ڈوبے گی۔ جو لوگ ہاتھ اٹھا اٹھا کر ان کو بد دعائیں دے رہے ہیں، یہ صرف ٹِک ٹاک پر حکومت کر رہے ہیں۔ یہ ساڑھے 12 کروڑ عوام کا صوبہ ہے، مجھے یہ بتا دیں کہ یہ اڑھائی کروڑ کے ٹائر خرید سکتے ہیں، اربوں روپے کے چار کیمپ آفس بنا سکتے ہیں تو کیا کسان کے لئے اِن کے پاس پیسے نہیں ہیں، یہ گندم surplus کیوں ہوئی ہے؟ 13۔ جولائی سے آج دن تک یہ پوری کہانی ہے جس میں پاکستان مسلم لیگ کی previous government اور so called حکومت جس کو میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت اس لئے سمجھوں گا کہ ہمارے لئے دونوں حکومتیں ایک سی ہیں۔ ہمارے ساتھ ان دونوں حکومتوں نے ظلم کیا ہے، ہمارے لیڈر کو انہوں نے pre-planned طریقے کے ساتھ مقدمے درج کر کے جیل میں ڈالا ہے جو single largest party کا اس وقت سربراہ ہے اور پورا پاکستان ان کے ساتھ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! اس کے لئے کوئی excuse نہیں کہ یہ کہیں کہ وہ نگران حکومت تھی۔ 14۔ اگست کو تو ان کی حکومت مرکز میں آئی اس کے بعد 12۔ جنوری کو جب اسمبلی dissolve ہوئی اس کے بعد جو نگران حکومت آئی وہ بھی انہی کی تھی۔ انہوں نے اُن کے پنجاب میں سینیٹر بنوائے، کوئی کہاں سے سینیٹر بنا ہے، کسی کو بلوچستان کی گورنمنٹ مل گئی ہے، کوئی وفاق کے Interior Minister بن گئے۔ کبھی یہ تاریخ میں ہوا ہے کہ صوبے کے نگران وزیر اعلیٰ وفاق میں Interior Minister بن جائیں، یہ کیا ہے؟ یہ سمجھتے ہیں کہ لوگ بے وقوف ہو چکے ہیں، لوگ بے وقوف نہیں ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! لوگ اس وقت ظلم اور فسطائیت کے ڈر سے خاموش ہیں کیونکہ ظلم ڈھایا جا رہا ہے، لوگوں کے گھروں میں گھس کر لوگوں کی بہو بیٹیوں کے جہیز اٹھائے جا رہے ہیں۔ میں یہ باتیں اس لئے کر رہا ہوں کہ ان کے آگے صرف گندم مسئلہ نہیں ہو گا۔ یہ ابھی بھی ہوش کے ناخن لے لیں۔ گندم سے آگے جو اگلی فصل آ رہی ہے وہ کاشت نہیں ہو گی۔ یہ میری بات لکھ لیں، بارڈر کھل جائے گا، جب بارڈر کھلے گا تو جو گندم آج 2200 یا 2400 روپے فی من فروخت ہو رہی ہے یہی گندم یکدم /6000 روپے فی من پر پہنچے گی اور وہ سمگلنگ ہو کر فروخت ہو گی۔ منسٹر صاحب کہہ

رہے تھے کہ روٹی کی قیمت کم ہوئی ہے میں ان کو یہ بتا رہا ہوں کہ یہی ان کے کنٹرول سے باہر ہو جائے گی کیونکہ اُس وقت آٹا مہنگا ہو گا، اُس وقت کون کمائے گا؟ اِس وقت stockist کمارہے ہیں اور اُس وقت فلور ملز والے کمائیں گے جنہوں نے سٹاک کی ہو گی۔ ہمیں تو ایک ایک بات کا پتا ہے کیونکہ ہم grass roots level سے آتے ہیں، یہ سینیئر منسٹر ہیں، تین چار دفعہ پہلے بھی رہ چکے ہیں یہ کوئی نئے منسٹر تو نہیں بنے۔ اِن کو ہر حقیقت کا پتا ہے لیکن وہ eye wash کر رہے ہیں، وہ اتنے مجبور ہیں کہ وہ ہمیں بات بتا ہی نہیں سکتے کیونکہ اُن کے بس میں بات ہے ہی نہیں۔ میں یہ جذباتی تقریر نہیں کر رہا۔ دو مہینے ہو گئے ہیں مجھے روز فون آتے ہیں، rural based area کے جتنے بھی یہاں ممبران بیٹھے ہیں چاہے وہ ٹریژری بنچوں پر ہوں اُن کو بھی فون آتے ہوں گے کہ ہماری گندم کا کیا حال ہو رہا ہے۔ اس وقت بھی لوگ اِن کی آس میں بیٹھے ہیں۔ یہ ڈریں اُس وقت سے جب اللہ کے دربار میں لوگ ان کی شکایت کریں گے اور لوگ اِن کی شکایت کر رہے ہیں کیونکہ انہوں نے لوگوں کو جیتے جی مار دیا ہے۔ انہوں نے کسان کو جیتے جی مار دیا ہے۔ اس وقت گندم کی پالیسی پر کیا بحث ہو رہی ہے۔ 13۔ جولائی سے آج دن تک جو کہانی شروع ہوئی ہے کیوں نہیں یہ ذمہ داران کے خلاف انکوائری کرتے جنہوں نے یہ سارا کام کیا ہے؟ اگر 13۔ جولائی کو پہلی میٹنگ ہوئی اور 8۔ اگست کو کر رہے ہیں تو پھر chapter close کر دینا تھا کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ آپ کے پاس آخری چانس تھا آپ زیر التواء معاملہ رکھ کر آگے چلے گئے کیونکہ آپ کو پتا تھا کہ ہمارے پیشوا آئیں گے اور یہ کام ایسے ہی چلتا رہے گا۔ انہوں نے چند لوگوں کو فائدہ دینے کے لئے ساڑھے 12 کروڑ عوام کو فنا کر کے رکھ دیا۔ اِس وقت کاشتکاروں کے پاس گندم ہے لیکن پوزیشن یہ ہے کہ ان کے پاس اپنے روزمرہ اخراجات کے لئے پیسے نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین! دوسری بات یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس گوداموں میں جگہ نہیں ہے۔ گوداموں میں تو گندم رکھی نہیں جاتی۔ وہ تو چار یا پانچ فیصد رکھی جاتی ہے۔ گندم تو رکھی جاتی ہے کھلے ایریئے میں۔ اتنی غلط بیانی کریں کہ کچھ گزارہ کریں۔ میں آخر میں یہی کہوں گا کیونکہ میرے اور colleagues نے بات کرنی ہے۔ یہ اس طرف جا رہے ہیں کہ ان کی واپسی کا چانس نہیں ہو گا اور لوگ بھوک اور ان کی پالیسی سے تنگ آکر ان کا گریبان پکڑیں گے۔ Thank you

جناب چیئرمین: رانا شہباز احمد خان!

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! ایک اپوزیشن ممبران سے اور ایک حکومتی ممبران سے نام بولنا چاہئے۔

جناب چیئرمین: جی، ان شاء اللہ اس کے بعد آپ کی باری ہے۔

جناب شہباز احمد: جناب چیئرمین! اگر انہیں جلدی ہے تو وہ بات کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، آپ بات کریں۔

جناب شہباز احمد: جناب چیئرمین! میرا وزیر صاحب سے سوال ہے کہ آج ایک ماہ اور دس دن ہو گئے ہیں انہوں نے اسمبلی کے floor پر کھڑے ہو کر کہا تھا، یہ 12 کروڑ عوام کا floor ہے ہر معزز ممبر پانچ پانچ لاکھ لوگوں کی نمائندگی کرتا ہے، انہوں نے کہا کہ ہم اس دفعہ گندم 40 لاکھ میٹرک ٹن نہیں لیں گے بلکہ 20 لاکھ میٹرک ٹن لیں گے پھر انہوں نے پالیسی دی کہ 6 ایکڑ والے کو فی ایکڑ 6 بیگ دیئے جائیں گے اور پھر وزیر صاحب نے کہا کہ ہم پالیسی بنا رہے ہیں پھر اس پر ایک بحث چھڑی تو پھر انہوں نے کہا کہ اب ہماری بات ہو گئی ہے تو اب ہم اس پر Cap کھول رہے ہیں اور 6 ایکڑ سے زیادہ پر جانے لگے ہیں۔ اس پر کسان تنظیموں اور لوگوں نے کہا کہ گندم کے ریٹس بڑے کم ہیں تو ریٹس بڑھائے جائیں تو اب آج وزیر صاحب نے بڑی عجیب و غریب منطق پیش کی۔ حکومتیں ایسے ریٹس دے کر اپنی باتوں سے نہیں مکرتی جس طرح اسمبلی کے floor پر بات کر کے ہمارے وزیر موصوف صاحب مکر گئے ہیں کہ ہم گندم نہیں خریدیں گے۔ اس سے پہلے اس کی مثال نہیں ملتی، اگر دیکھا جائے تو کسان ایک ریڑھ کی ہڈی ہے۔ ہمارا فوڈ اینڈ سکیورٹی کا جو وفاق کا ادارہ ہے یہ باہر سے جب بیج منگواتا ہے تو وہ کسان کے لئے بیج آتا ہے تو اس پر بھی ٹیکس لیا جاتا ہے پھر اس کو کاشت کرنے کے لئے جو ٹریکٹر چلتا ہے، جو پانی کے لئے ڈیزل جلتا ہے تو اس پر اگر 300 روپے کا لیٹر ہے تو کسان اس پر 150 روپے ٹیکس دیتا ہے۔ اگر آپ فی ایکڑ کے حساب سے ٹیکس دیکھیں گے تو یہ 40 سے 50 ہزار روپے ٹیکس بنتا ہے۔ اس طرح اگر آپ pesticide دیکھیں گے تو جو pesticide ایک ایکڑ پر استعمال ہوتی ہے، اگر اس کا بھی آپ ٹیکس دیکھیں گے تو وہ بھی 20 سے 25 ہزار روپے بنتا ہے۔ کسان جو product بناتا ہے اگر آپ اسے دیکھیں، آپ گندم کو دیکھ لیں تو اس کی روٹی بنتی ہے جب یہ ہوٹلوں پر لوگ جاتے ہیں تو 16 سے 17 فیصد وہاں

بھی اس کا GST لیا جاتا ہے۔ اسی طرح کپاس کو دیکھ لیں ginning پر جاتا ہے تو اس پر ٹیکس دیا جاتا ہے۔۔۔

(اذان مغرب)

جناب چیئرمین: جی، اجلاس کا وقت 8 بجے تک بڑھایا جاتا ہے۔ رانا صاحب! ذرا wind up کیجئے گا تاکہ سارے دوستوں کو موقع مل جائے۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! میں جلدی کرتا ہوں۔ کسان ہی ہے جو ہر چیز پر ٹیکس دے کر اس کو مارکیٹ میں لاتا ہے۔ آج حالات یہ ہیں کہ کسان کو ایک ماہ سے جتنا لارا دیا گیا، اب 6 ایکڑ والے کسان نے بلکہ سب سے چھوٹے کسانوں نے گندم رکھی ہوئی تھی کہ گورنمنٹ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ گندم خریدے گی۔ اب انہوں نے اعلان کیا ہے کہ کل سے گندم نہیں خریدنی تو گندم کا ریٹ ایک دن 3000 سے 2400 روپے فی من پر آ گیا ہے یعنی 600 روپے ایک دن میں کم ہوا ہے۔ وزیر صاحب کے اس بیان پر کہ اب گورنمنٹ نے ہاتھ کھڑے کر دیئے ہیں۔ اب زیادہ نقصان چھوٹے زمیندار کا ہو رہا ہے۔ اب دوسری جو انوار الحق کاکڑ صاحب کی بات ہو رہی تھی جو وہ بیان دے رہا ہے اور جو وہ گندم کے بارے میں بات کر رہے ہیں، ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب بتا چکے ہیں کہ جیسے 8 دن کے اندر اندر گورنمنٹ منظوری کے فوراً بعد یہ گندم پہنچی، بحری جہاز بھی 22 دن میں آتا ہے تو کیسے سارا کچھ ہو گیا؟ اس پر آپ گورنمنٹ کی بالکل کوئی seriousness نہیں ہے اور نہ ہی کوئی انکوائری کرنے کو تیار ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں اوپر سے بڑا پریشر ہے۔ دیکھیں کہ یہ گندم کیسے ملک میں آئی؟ ہم IMF سے ڈالر مانگتے پھر رہے ہیں۔ اس گندم کے لئے ہمارا ایک ارب تیس کروڑ ڈالر باہر چلا گیا تو ہمیں دیکھنا چاہئے کہ اس کے پیچھے کون سے عوامل ہیں اور کسان کے پیچھے کون پڑا ہوا ہے باقی جو بارڈر کی بات ہو رہی تھی، یہ دیکھیں کہ جب کسان کے ہاتھ سے گندم نکل جائے گی تو جو آپ نے پرائیویٹ سیکٹر بنائے ہیں پہلے بھی وہ آپ ہی کے لوگ تھے جنہوں نے گندم منگوائی اور باہر سے پیسے کما کر لے گئے۔ اب وہی لوگ یہی گندم خرید رہے ہیں، آپ کو پتا ہے کہ یہ گندم بارڈر سے افغانستان جائے گی اور اس میں کون کون سے involve ہو سکتے ہیں آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔ اگر آپ نے سبسڈی دی ہے تو گورنمنٹ غریب لوگوں

کو خود کیوں نہیں سبسڈی دیتی؟ جیسے صحت کارڈ کی سبسڈی دی تھی ایسے آٹے پر سبسڈی دی جا سکتی ہے لیکن یہ رویہ اپنایا جارہا ہے اس سے گندم کی پیداوار اگلے سال بہت کم ہو گی۔ اب جو لوگوں نے فصل کاشت کرنی تھی زمیندار کے پاس تو پیسا نہیں ہے۔ اب جنہوں نے چاول لگانا تھا وہ چاول کی پنیری ختم کر رہے ہیں وہ کپاس لگا رہے ہیں وہ کہتے ہیں اس کو daily پانی لگایا جاتا ہے لیکن کپاس کو دس دن بعد پانی لگایا جاتا ہے تو میں وزیر موصوف سے کہوں گا کہ وہ کوئی ایسا طریقہ اپنائیں کہ جو بات گورنمنٹ نے کی تھی کہ 6 ایکڑ والوں سے گندم لینی ہے تو وہ آج ان کی طرف دیکھ رہے ہیں تو ہمارے تمام اپوزیشن اور حکومتی ایم پی ایز کے بھی ہاتھ جڑے ہوئے ہیں کہ یہ 6 ایکڑ والوں سے گندم خرید لیں نہیں تو وہ لوگ تباہ ہو جائیں گے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہر قسم کے ٹیکس دیئے ہیں گندم اُن کو گھر میں 42سے 43 سو روپے میں پڑ رہی ہے لیکن اب اُس کی وہ 24 سو روپے میں بکے گی تو وہ کہاں سے گزارا کرے گا تو ہمارے کئی بھائیوں نے باتیں کرنی ہیں لیکن اب اس پر کوئی حکومت اور یہ وزیر صاحب نے جو اپنی پہلی بات اس floor پر کی ہوئی ہے انہیں اُس پر قائم ہونا چاہئے، کہ چھ ایکڑ والوں سے خرید لیں، جو 20 لاکھ میٹرک ٹن خریدنی ہے وہ تو خرید لیں بہت مہربانی شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ شوکت عزیز بھٹی!

جناب شوکت راجہ: جناب چیئرمین! بہت مہربانی۔ بہت اہم معاملہ ہے 65 فیصد پنجاب کے لوگ اس صورتحال سے متاثر ہیں لیکن میرے بھائیوں کا سارا لوڈ میرے بھائی وزیر موصوف کی طرف ہے جنہیں چند دن ہوئے یہ قلمدان سنبھالے ہوئے۔ اس سے پہلے بھی انہوں نے اس محکمہ میں بڑے امتحان دیئے، بڑے مشکل وقت گزرے، ان کا ایک ریکارڈ میں نے جج کے زمانے میں بھی دیکھا، کبھی ان کی طرف کسی نے انگلی نہیں اُٹھائی تھی، ان کی ذات پر کسی کو کوئی گلہ یا شکوہ نہیں ہوتا تھا۔ آج بھی مجھے امید ہے کہ یہ جس طرح پہلے صاف اور شفاف جا رہے تھے انشاءاللہ اسی طرح پنجاب گورنمنٹ کا عمل دخل اس situation میں کچھ اس طرح کا ہے کہ کام کسی اور کا تھا ،کارروائی کسی اور کی تھی، سوچ کسی اور کی تھی اور وہ سر ہمارے محکمے کے پڑ گئی جسے ہمیں بھگتنا پڑ رہا ہے لیکن ہمارا 65 فیصد طبقہ کاشتکار مشکل مراحل میں سے گزر رہا ہے اور اس مشکل مراحل میں

یہاں تک پہنچنے میں ہمارے ان دوستوں کے پچھلے ادوار کے بھی بڑے عمل دخل ہیں۔ جسے اپنا غصہ اتارنے کے لئے گاہ بگاہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ ہم پہ مسلط ہو گئے۔ آپ بھی اسی طرح ہم پہ مسلط ہوئے تھے اور ہماری لیڈر شپ کا کم از کم ڈلیوری کا ایک ریکارڈ ہے۔ آپ کے پاس کوئی ریکارڈ نہیں ہے کوئی ایک بات بھی وعدہ کر کے آپ نے اپنے ادوار میں پوری نہیں کی۔ میں منسٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ مہربانی فرمائیں کہ پنجاب کے عوام آپ کی طرف اور ہماری گورنمنٹ کی طرف دیکھ رہے ہیں مشکل حالات میں مشکل حالات کا کوئی راستہ نکالنا اس کا کوئی سبب نکالنا مشکل سے نکلنا، اگر چار آدمی یہاں بیٹھیں اور خدانخواستہ یہ چھت گرنے والی ہو تو شور مچا کے سارے بھاگ سکتے ہیں اور اگر ایک آدمی کہتا ہے کہ نہیں اس جگہ آکر کھڑے ہو جائیں یہ اس pillar کی وجہ سے نہیں گرے گی تو نامناسب حالات میں جس کا دماغ کام کر جائے اُسے لیڈر شپ کہتے ہیں۔ میری منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ اس وقت لیڈر شپ کو الٹی کی ضرورت ہے ان کاشتکاروں کو جن کا معاشی قتل ہو رہا ہے چاہے وہ کسی کی بھی پالیسی تھی، اُنہیں سبسڈیز دی جائیں، اُن کے لئے کوئی سپیشل پلان بنایا جائے اور دنیا ساری میں کسی بڑے سے بڑے ملک میں دیکھ لیں وہاں آج بھی ڈیزل 50 percent rate میں اُنہیں مل رہا ہے۔

جناب چیئرمین !ہمارے ساتھ ہمسائے میں کاشتکاروں کو ملازم بھی دیئے جاتے ہیں جنہوں نے گائے بھینسیں رکھی ہوتیں ہیں اُنہیں تنخواہیں بھی گورنمنٹ دیتی ہے، ٹیوب ویل کی بجلی بھی اُنہیں فری ملتی ہے، بیج بھی اُنہیں گورنمنٹ دیتی ہے اور سپیشل کوٹے پر گورنمنٹ اُنہیں کھاد بھی دیتی ہے۔ ہمارے ہاں کوئی کنٹرول نہیں ہے جب کاشت کرنے کا وقت آتا ہے تو ہر چیز کا ریٹ آسمان سے باتیں کرتا ہے اور اس کی جو cost ہمیں پڑتی ہے اس سے ہمیں بازار میں پھر جو ریٹ مقرر ہوتے ہیں اس سے سستی مل جاتی ہے۔ ان معاملات کے تدارک کے لئے کوئی سپیشل کمیٹی بنائیں، میرے اپوزیشن کے دوستوں کو بھی بٹھائیں۔

جناب چیئرمین !اس کے لئے کوئی ہمیں کام کرنا ہے، ہمیں کچھ ڈلیور کرنا ہے، ہم یہاں شور ڈال کے اپنی اپنی پارٹی میں نمبر بنانے کے لئے نہیں آئے۔ جن کروڑوں عوام نے اُن پر، مجھ پر اور آپ پر اعتماد کیا ہے ان کی آنکھیں ہم پر لگی ہیں وہ دیکھ رہے ہیں۔ یہ دنیا کا جمہوری پارلیمانی سسٹم اس لئے نہیں ہوتا کہ ہم ایک دوسرے کی بے عزتی کر کے گھر چلے جائیں، یہ سسٹم ہمیں اس

دروازے تک لے کے جاتا ہے جس کی ایک پرچی ملکیت ہوتی ہے۔ میری اور اُس کی ایک پرچی جمہوریت کا حُسن یہی ہے اور دنیا کی پارلیمانی روایات ہمیں اس بات پر بتاتی ہیں سبق دیتی ہیں میں نے پہلی بار دیکھا ہے کہ جناب چیئر کو بھی یہ ہاؤس criticise کرتا ہے، دنیا کی پارلیمانی روایت میں یہ کہیں نہیں ہوتا۔ یہاں میں نے کل دوستوں کو اس بینچ پر ادھر کھڑے دیکھا یقین کریں رات دل خون کے آنسو روتا تھا۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر دوبارہ کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، جناب شوکت راجہ!

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! جناب چیئرمین صاحب کا بھی شکریہ اور آپ آئے میں آپ کی اجازت سے یوں تو بہت ساری باتیں کرنے کو ہیں مجھے خوشی ہوئی اپوزیشن لیڈر نے تقریر کی میرے دوستوں نے بڑے سکون سے سنی۔ اُن کی باتیں ہم نے بڑے اعتماد کے ساتھ پیار کے ساتھ سنی پارلیمانی روایت میں دنیا کی جمہوریت یہ کہتی ہے کہ دوسرے کی سنیں اور اپنی کہیں جو آپ کو اختیار دیا ہے یا یہاں بھیجا ہے جو عزت آپ کے حلقے کے عوام نے دی ہے وہ اس لئے نہیں دی کہ ہم جا کر نعرے بازی اور ہلڑ بازی کریں اور criticise کرتے پھریں۔ اپنی سیٹ پر کھڑے ہو کر اپنے حلقے، اپنے صوبے اپنی پارٹی کی نمائندگی کریں اور جتنا چاہے بولیں اور جتنا چاہے ایک پارلیمانی کردار کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر بات آپ کر سکتے ہیں۔ دوسری طرف سے بھی سننا چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ قسمت والے ہوں گے جنہیں یہ ہاؤس اور یہ سپیکر اور یہ معاملات اس طرح ملے کہ وہ اپنی بات آپ کے سامنے پیش کر سکیں جب تک اس چیئر کی عزت نہیں ہوگی، اس چیئر کی قدر نہیں ہوگی اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے کسی ممبر کی بھی کوئی عزت نہیں ہوگی، کوئی قانون نہیں ہے ایک روایت کی بات آپ کو بتا رہا ہوں کہ برٹش اسمبلی کے سپیکر کے مقابلے میں کوئی پارلیمانی جماعت candidate کھڑا نہیں کرتی اُس کی نویں ٹرم ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! یہ صرف پارلیمانی روایت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہے میرے دوستو میں یہ بات آپ کی ذات کی نہیں کر رہا سیاسی باتیں جتنی اپوزیشن لیڈر صاحب نے کی ہیں اگر میں دو چار کروں تو آپ سن نہیں پائیں گے پھر شور ڈال دیں گے میں اسی وجہ سے کہہ رہا ہوں کہ جب بات کرتے ہیں ہم

سنتے ہیں تو آپ بھی حوصلہ رکھیں یقین کریں، جب پرسوں آپ اس انداز میں یہاں سے باہر نکلیں جو لوگ اس کردار پر چاہے اس طرف سے بھی ہو، کسی کی عزت نہیں ہوتی ورنہ میں کہنے کو۔۔۔

جناب سپیکر: جی order in the House, no cross talk

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! ورنہ کہنے کو بہت ساری تاریخ کی بہت ساری باتیں ہیں۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، .No cross talk sheikh sahib, this is no way of doing it

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! یہ سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ چیئر کو address کریں۔ no cross talks

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! ساری دنیا میں تاریخ اُٹھا کر دیکھیں تو دو حکومتیں تین سال سات مہینے اور 23 دن چلیں [**********************]۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ ایسے الفاظ نہ کہیں۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب حنبل ثنا کریمی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔ جی، میں نے ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا ہے حافظ فرحت عباس صاحب، جناب حنبل ثنا کریمی آپ تشریف رکھیں۔ دیکھیں general discussion میں آپ اپنے seniors سے اس بات کو لے لیں یہاں شہباز رانا صاحب بیٹھے ہیں یہ معزز ممبر کا prerogative ہے جو وہ بات کر رہے ہیں member has the floor اور میری آپ معزز ممبران سے یہ درخواست ہو گی کہ please آپ crosstalk, slang, shouting نہ کریں آپ اپنی باری پر اس کا جواب دیں بڑے شوق سے دیں۔ جی، راجہ صاحب!

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! بہت مہربانی۔ میں بھی صرف یہی چاہتا تھا کہ میرے دوستوں میں یہ حوصلہ پیدا ہو۔ یقین جانیں میرا دل یہ چاہتا ہے کہ ان کو دیکھتا رہا ہوں کہ معزز ممبران اسمبلی ہوں اور چھوٹے چھوٹے معاملات میں Privilege Motion move کر رہے ہوں اس وجہ سے کہ یہاں ہمارے آپس کے معاملات ٹھیک نہیں ہوتے۔ اسی وجہ سے ادارے اور افسران ہماری عزت نہیں کرتے ورنہ کسی کی جرات نہیں تھی کہ کسی اسمبلی کے ممبر کی طرف چاہے اس کا تعلق اپوزیشن سے ہو یا حکومت سے ہو کوئی محکمے کا افسر اُس کی طرف میلی آنکھ اُٹھا کر دیکھے۔

جناب سپیکر! یہ کوئی روایت نہیں یہ صرف ہمارے اپنے رویے نے یہ حالات پیدا کئے اور بہت سارے معاملات ایسے ہو جاتے ہیں جیسے نہ یہاں پر اعتماد میں لیا جاتا ہے نا وہاں پہ اعتماد میں لیا جاتا ہے اور پھر ہم صرف منہ تکتے رہ جاتے ہیں اسی وجہ سے مخالفت ضرور ہو گی۔ آپ کے نظریات کے ساتھ ہمارے نظریات نہیں ملتے آپ کی سوچ کے ساتھ ہماری سوچ نہیں ملتی، جس پارٹی سے آپ کا تعلق ہے ہمارا اُس سے تعلق نہیں ہے اپنے نظریات اپنی جگہ ڈٹ کر اپنی بات کرنے کا اختیار رکھیں اور جرات کے ساتھ بات کریں اور اس امید کے ساتھ کہ:

اس دیس پہ مولا کا کرم ہو کے رہے گا
یہ دَیس کسی روز حرم ہو کے رہے گا
زندانیو! گھبراؤ نہ اِس جور و جفا سے
سر جبر کا اکڑا ہوا خم ہو کے رہے گا
وہ وقت بھی آئے گا مظلوم پہ کوثر
جو ہاتھ بھی اُٹھے گا، قلم ہو کے رہے گا

جناب سپیکر: جی، جناب حسن ملک اپنی بات کریں۔

جناب حسن ملک: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایاک نعبدو ایاک نستعین۔ آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ ایک حدیث شریف ہے کہ "مزدور کو اس

کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری دے دو"علامہ محمد اقبال جنہوں نے ہمارے ملک پاکستان بنانے کا خواب دیکھا انہوں نے کہا کہ:

جس کھیت سے میسر نہ ہو دہقاں کو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

جناب سپیکر! ایک انگریزی کی proverb ہے" no farmers, no food, no future "اگر ہم ان تمام باتوں کو دیکھیں تو آج ہمارا کسان کہاں پر کھڑا ہے؟ کسان global warming سے پہلے پریشان ہے، جب بارشیں ہمیں چاہئے ہوتی ہیں تو ہوتی ہی نہیں اور جب نہیں چاہئے ہوتیں تو وہ ہوتی ہیں اور global warming کا سب سے زیادہ شکار پاکستان ہے۔ ایک تاریخی جنگ خوشاب اور جہلم کے قریب Alexander the Great and Porus کے درمیان ہوئی اور اس جنگ میں جو decisive factor تھا وہ پورس کے ہاتھی تھے جو اپنی ہی فوج پر چڑھ دوڑے اور وہ جنگ ہار گیا آج بھی یقین جانیں کہ وہی صورتحال ہے حکومت کی شکل میں اور فارم 47 کی بنائی ہوئی اس حکومت کی شکل میں پورس کے ہاتھی دوبارہ ہمارے ملک پر چڑھ دوڑے ہیں۔ ہمارے ملک میں آج حالت یہ ہے کہ حکومت کی تمام تر توجہ اس بات پر ہے کہ عمران خان ہو، بشریٰ بی بی یا کوئی بھی ہو وہ جیل میں رہیں اور پابند سلاسل رہیں۔ حکومت کی priority یہ ہے کہ میاں اسلم اقبال یہاں پر آکر حلف نہ لے سکیں اور وہ یہاں ہاؤس میں اپنی نمائندگی ادا نہ کر سکیں۔ آج جس طرح منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ہم نے گندم نہیں خریدنی اگر انہوں نے گندم نہیں خریدنی، انہوں نے مسائل نہیں حل کرنے تو ایسی حکومت میں بیٹھنے کا جواز کیا ہے اور ایسی حکومت کرنے کا فائدہ کیا ہے؟ ہم تو پہلے ہی کہتے ہیں کہ یہ فارم 47 کی حکومت ہے لہٰذا ان کو فی الفور یہ حکومت چھوڑ دینی چاہئے۔ اس حکومت میں جہاں پر اتنی ناانصافیاں ہو رہی ہیں یہ شعر ثابت کرتا ہے کہ:

ہر سمت ظالموں کی خدائی ہے اے خدا
جینے کا حق بھی نہیں کسی بد نصیب کو
اس عہد نامراد میں رزق حلال کیا
عزت کی موت بھی نہیں ملتی غریب کو

جناب سپیکر! آج ہمارے حالات یہ ہیں کہ ہم تباہی کی طرف جارہے ہیں اگر آج ہم نے اپنے کسان کی مدد نہ کی تو جس قیمت پر اس نے گندم اُگائی تھی اس کا کوئی پرسان حال نہ ہوگا۔ جس طرح کسانوں نے بجلی کے بل ادا کئے ہیں، جس مہنگی قیمت پر DAP کھاد اور یوریا کھاد خریدی ہے تو یقین جانیں اگر آج کسان کی دادرسی نہ کی گئی اور حکومت نے یہی کہا کہ کسانوں کے مسائل کو حل کرنا ہمارا مینڈیٹ ہی نہیں تو یقین مانیں کہ اگلی مرتبہ یہاں اس ملک میں کھانے کے لئے بھی گندم نہ ہوگی اور ہم crisis میں پھنستے چلے جائیں گے۔ آج اگر آپ دیکھیں تو کشمیر جل رہا ہے۔ پاکستان تحریک انصاف سے یہ بات شروع میں ہوئی تھی اس کے محب وطن لوگوں کے خلاف آپ لوگوں نے کیسز بنائے اور ناحق کیسز بنائے، ان پر ظلم و ستم کیا اور ان پر جبر کیا اور آج اس کا نتیجہ کیا نکلا ہے کہ 90 فیصد پاکستانی عمران خان کے ساتھ اور تحریک انصاف کے ساتھ کھڑے ہیں؟ آج بھی اگر آپ کی یہ روش اور ڈگر تبدیل نہ ہوئی اور ظلم کا سلسلہ ایسے ہی چلتا رہا، کشمیر میں ظلم و ستم جاری رہا، کسانوں کو کچلا جاتا رہا، پورس کے ہاتھی کی طرح اگر یہ حکومت ہم پاکستانیوں پر ہی چڑھ دوڑی تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ 90 فیصد پاکستانی جلد ہی 100 فیصد میں تبدیل ہو جائیں گے اور سب عمران خان اور تحریک انصاف کے پیچھے کھڑے ہوں گے۔ جن لوگوں نے ہمیں انصاف دینا تھا آج وہ خود انصاف کے لئے پکار رہے ہیں۔ آج ہمارے اوپر بھی یہ صادر ہے کہ ہم ایوان میں اپنی کوشش کریں، ہم اپنی پوری کوشش کریں گے کہ ہم کسانوں کے ساتھ کھڑے ہوں لیکن اگر یہ حکومت کسانوں کی دادرسی نہیں کر سکتی تو ان کو چلے جانا چاہئے۔ میں زیادہ وقت نہیں لوں گا اور ساغر صدیقی کے ان اشعار کے ساتھ اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔ آپ لوگوں کے لئے اور حکومت میں بیٹھے ہوئے تمام لوگوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ:

برگشتہ یزداں سے کچھ بھول ہوئی ہے
بھٹکے ہوئے انسان سے کچھ بھول ہوئی ہے
تا حد نظر شعلے ہی شعلے ہیں چمن میں
پھولوں کے نگہباں سے کچھ بھول ہوئی ہے
جس عہد میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی

جناب سپیکر! بلکہ میں تو کہوں گا کہ:

جس عہد میں لٹ جائے کسانوں کی کمائی
اس عہد کے سلطاں سے کچھ بھول ہوئی ہے

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ عمران اکرم صاحب اب آپ اپنی بات کر لیں۔

جناب عمران اکرم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! ایوان کے دونوں اطراف سے گندم پر سیر حاصل بحث ہو چکی ہے۔ گندم ہماری زرعی معیشت کا سب سے اہم جز ہے، ہماری 25 کروڑ کی آبادی کے اس ملک میں جو گندم کاشت ہوتی ہے اسی سے خوراک مہیا ہوتی ہے۔ زراعت وہ اہم جزو ہے جو ہماری جی ڈی پی میں اپنا 24 فیصد حصہ ڈالتا ہے۔ زراعت میں ہماری فصلیں جب انڈسٹری میں جاتی ہیں تو انڈسٹری کا 80 فیصد زرعی مصنوعات زراعت سے وابستہ ہیں۔ 70 فیصد ہماری لیبر فورس کا تعلق زراعت سے ہے، مگر آج المیہ یہ ہے کہ ہم زراعت کے سب سے اہم جزو گندم جس کی ہمیشہ سپورٹ پرائس announce کر کے ہماری حکومتیں کسان کو تحفظ دیا کرتی تھیں لیکن آج اس سے رُوگردانی کی جارہی ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ بحث ہے بڑے عرصے سے جاری ہے اس میں ہماری حکومت نے بیجائی کے وقت کسان کو 3900 روپے سپورٹ پرائس آفر کی اور کسان نے اس آفر کو accept کیا اور as per law or contract یہ گورنمنٹ اور کسانوں کے درمیان ایک contract بن گیا تو یہ contract کی violation بھی ہو رہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ وعدہ خلافی بھی ہو رہی ہے۔ میں یہاں اس forum پر یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر خوراک نے وعدہ کیا تھا کہ ہم دو ملین ٹن گندم خریدیں گے، ہم چھ ایکڑ کے کسان سے گندم خریدیں گے، مگر وہ وعدہ بھی پورا نہیں کیا گیا اور ابھی تک ایک دانہ بھی نہیں خریدا گیا۔ پچھلے سال 3900 روپے سپورٹ پرائس اور اس سال بھی 3900 روپے سپورٹ پرائس ہے۔ Pesticides کی قیمتوں میں 39 فیصد اضافہ ہوا۔ Fertilizer کی قیمت میں 100 فیصد اضافہ ہوا۔ بجلی کے بلوں میں 100 فیصد کے قریب اضافہ ہوا، مگر المیہ یہ ہے کہ یہ سپورٹ پرائس بڑھانے کی بجائے اسی سپورٹ پرائس پر بھی کسان سے گندم خریدنے میں ابھی تک قاصر ہیں۔ ابھی تک اتنی بحث ہوئی ہے اور جناب وزیر خوراک نے بار بار اس بات کا اظہار کیا کہ ہماری حکومت گندم اس وجہ سے نہیں خرید پا رہی کہ ہم نے پچھلے سال

39 لاکھ ٹن گندم خریدی، جس میں سے 22 لاکھ ٹن گندم ہمارے گوداموں میں ابھی تک پڑی ہوئی ہے اور صرف 17 لاکھ ٹن گندم فروخت ہوئی ہے۔ ہم نے 384 بلین روپے کے قرض اٹھائے اور ان پر ہم نے مارک اپ ادا کیا اور چونکہ گندم نہیں فروخت ہوئی تو مارک اپ گورنمنٹ کے loss میں چلا گیا وہ کوئی 70 سے 80۔ارب روپے اس calculation کے مطابق مارک اپ بنتا ہے تو حکومت کی یہ اخلاقی ذمہ داری ہے اگر کل کو خدانخواستہ سیلاب آئے یا کوئی طوفان آجائے تو حکومت کہے کہ ہمارا خرچہ بڑھ گیا ہے، ہماری cost بڑھ گئی ہے تو کیا ہم crisis کو اسی طرح سے manage کریں گے؟ حکومتیں معیشت، کسان اور عوام کو بھی سنبھالتی ہیں، ایک balance create کیا جاتا ہے اور معاملات کو چلایا جاتا ہے، یہ تو نہیں کہ ہم calculator پکڑ کے بیٹھ جائیں چونکہ ہمیں loss ہو رہا ہے تو ہم مزید loss اٹھا نہیں سکتے، تو کون اٹھائے گا، کس طرح ہمارے ملک کے معاملات چلیں گے؟ اگر ایکسپورٹ کو دیکھا جائے تو ہماری 30 بلین ڈالر کی ایکسپورٹ ہے، اس کے مقابلے میں 60 بلین ڈالر کی امپورٹ ہے، اتنا بڑا gap ہے اور ہمارے پاس ایکسپورٹ کرنے میں 80 فیصد شیئر زراعت کا ہے۔ جب ہمارے ملک کی تمام معیشت کا انحصار ہی زراعت پر ہے تو ہم اگر اسی سے غفلت برتیں گے تو ہم معاملات کو کس طرح سے چلائیں گے، اس ملک کی معیشت کو کس طرح چلائیں گے، ہمارے ملک کی آمدن پہلے ہی کچھ نہیں ہے، ہمارے ہاں ملک کی آمدن نہ ہونے کی وجہ سے ہمارا trade deficit ہمیشہ بہت زیادہ رہا ہے، ہم آئی ایم ایف سے قرضے rollover کر کے اس ملک کا نظام چلا رہے ہیں، ہم بجائے اس کے کہ زراعت کی ترقی کے لئے کچھ کریں ہم ایک پانچ سالہ منصوبہ بنائیں جس کے تحت ہم ملکی زراعت کو دگنا کریں اور ہم uncultivated areas کو under cultivation لے کر آئیں۔ ہم کسانوں کو سہولیات دیں تاکہ ہمارے ملک کی آمدن بڑھے، ہماری زراعت کی آمدن بڑھے، یہ پیداوار یہ فصلیں double ہوں تاکہ ہمارے ملک کی آمدن بڑھے، ہمارے ملک پر جو قرضوں کا بوجھ ہے وہ کم ہو تاکہ ہمارے ملک میں standard of living بہتر ہو، ہمارے کسانوں کا standard of living بہتر ہو، ہمارے عام آدمی کا standard of living بہتر ہو لیکن یہاں تو صورتحال یہ ہے کہ کسی طرف کوئی توجہ ہی نہیں دی جا رہی۔ ابھی ایک چھوٹا سا مسئلہ ہے ہمارا 600 بلین کا ڈویلپمنٹ بجٹ ہے، ہم 60۔ارب لے کر بیٹھے ہوئے ہیں کہ ہمیں 60۔ارب روپیہ اضافی cost پڑ رہی ہے. ہمیں کہیں

سے توcutلگانے پڑیں گے کہیں سے تو چیزوں کوmanage کرنا پڑے گا، بحران تو آتے ہیں ہمیشہ آئیں گے آگے بھی آئیں گے لیکن ہماری crisis management کا کوئی نہ کوئی criteria تو ہونا چاہئے کہ ہم کس طرح سے ان بحرانوں سے نمٹیں گے۔

جناب والا! یہ تو ابھی گندم کا بحران ہے خدانخواستہ کوئی اور بڑا بحران آ گیا تو ہم کیا کریں گے؟ اس ایوان میں بار بار یہ کہا گیا ہے اور تجاویز دی گئیں کہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے، یہ اتنا معمولی مسئلہ نہیں ہے، ٹھیک ہے ہم نے روٹی کی قیمت کو کم کر دیا، کیا گورنمنٹ نے کوئی سبسڈی دے کر روٹی کی قیمت کم کی ہے؟ نہیں۔ ہم نے کسان کا گلا دبا کر روٹی کی قیمت کم کی ہے. پھر کسان کی compensation کے لئے کوئی پروگرام نہیں ہے، ہمارے ملک میں تین فرٹیلائزر کمپنیوں کی monopoly ہے وہ تینوں کمپنیاں مل کر فرٹیلائزر کی ایسی پالیسیز بناتی ہیں کہ ایک طرف وہ یوریا کے ساتھ ڈی اے پی اور نائٹروفاس کو tie up کرتی ہیں اور ultimately اس کی cost بڑھادی جاتی ہے۔ آج سے تین چار سال پہلے ان کمپنیوں کا منافع پانچ چھ ارب روپے سالانہ تھے لیکن ابھی پچاس پچاس ارب روپے ہے۔ تین کمپنیوں نے کسانوں سے ڈیڑھ سو ارب روپیہ کمالیا ہے۔ ظلم یہ ہو رہا ہے کہ ہمارے پاس کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے، ہمارے پاس کوئی crisis management نہیں ہے کہ ہم کس طرح کسان کو ریلیف دیں گے؟ بجلی کی قیمتیں double ہو گئی ہیں، زرعی ادویات والوں نے اندھیر مچایا ہوا ہے جب ان کی مرضی ہوتی ہے قیمتیں بڑھا لیتے ہیں.ہم کدھر سے کسان کو انصاف دیں گے؟ ہم کدھر سے معاملات ٹھیک کریں گے؟ ہمیں کہیں نہ کہیں پر کسی نہ کسی stage پر معاملات کو دیکھنا پڑے گا تب ہی ہم اس ملک کو آگے بڑھا سکتے ہیں، اس صوبے کو آگے بڑھا سکتے ہیں۔ ہمارے ملک میں بے روزگاری کی شرح روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! Wind up کریں۔

جناب عمران اکرم: جناب سپیکر! یہی وجہ ہے کہ ہمارے ملک میں لوگوں کا income level کم ہے جرائم بڑھتے جا رہے ہیں، حالات خراب ہوتے جا رہے ہیں. ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ ہماری جو معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے ہم اسے بچائیں، اس کو ترقی دیں، آنے والے وقت میں، اگلے پانچ سالوں میں ایسے منصوبے لے کر آئیں کہ ہماری معیشت بہتر سے بہتر ہو. ہم خرابی کی طرف ہیں اور

یہ لمحہ فکریہ ہے، گندم کا crisis جو 70/60 ارب روپے کی cost زیادہ ہونے کی وجہ سے ہے، ہم تو کیلکولیٹر لے کر بیٹھ جاتے ہیں کہ ہماری cost بڑھتی ہے اور صوبے پر وزن پڑتا ہے اور ہم کس طرح سے معاملات چلائیں گے۔ اگر long term چلنا ہے ایسے تو آنے والے وقت میں کسان گندم کاشت نہیں کرے گا اور ہمیں مزید گندم import کرنا پڑے گی۔ آج ہم نے ایک بلین ڈالر بلا وجہ ضائع کر دیا ہے اور آئندہ پتا نہیں کتنے بلین ڈالر ضائع کرنا پڑیں گے۔ ہمارا تو پہلے ہی balance of paid نہیں ہے ہم تو بین الاقوامی اداروں سے ڈالر پکڑ کر اپنے balance of paid کو پورا کرتے ہیں اور ان کی سخت سے سخت شرائط مانتے ہیں تو کس طرح ہم معاملات چلائیں گے۔ میری گزارش ہے کہ حکومت کو اس معاملے کو serious لینا چاہئے۔ اگر باقی کسی پروگرام میں cut لگانا پڑتا ہے، کہیں پر اخراجات کو کم کرنا پڑتا ہے، کہیں ڈویلپمنٹ کا کوئی پروگرام روکنا پڑتا ہے تو خدارا میری یہ استدعا ہے کہ کم از کم گندم پر کسانوں کو confidence دیں کہ حکومت آپ کے ساتھ کھڑی ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! شکریہ۔ جناب حسن اقبال بٹر!

جناب حسن علی: جناب سپیکر! شکریہ، میں آج بحث کا آغاز گندم کی procurement پالیسی سے شروع کروں گا کہ بنیادی طور پر یہ کسان مکاؤ پالیسی ہے، یہ procurement کی کوئی پالیسی نہیں ہے ہمارے ہاں تو نئے نئے slangs بن رہے ہیں، کل کچھ لوگ آئے ہوئے تھے تو کہتے ہیں کہ پہلے ہوندا سی کہ جنہاں دے گھر دانے اونہاں دے کملے وی سیانے، ہن ہو گیا اے جنہاں دے گھر دانے او آپ نمانے۔ لوگ بہت زیادہ پریشان ہیں، ہمارے پاس لوگ آتے ہیں، میں وزیر صاحب کو بتانا چاہوں گا کہ مجھے اس بندے کی فکر ہوتی ہے جو دس بیس ایکڑ کا زمیندار ہوتا ہے اور وہ آڑھتی سے چھ مہینے سال کا قرضہ لے کر اپنے گھر کا خرچہ چلاتا ہے اور آج وہی لوگ جو یہ سوچ کر بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمیں چار ہزار روپے قیمت ملے گی لیکن وہ -/2200/2300 روپے میں اپنی گندم فروخت کر رہے ہیں۔ میرے لوگ کہتے ہیں کہ کیا یہ کسان کی معاشی استحصالی نہیں ہے کہ ایک Fajita flavor کا large pizza -/2800 روپے کا ہے اور ہماری گندم ایک من بھی -/2400 روپے کی نہیں بک رہی، آج ہمیں کسانوں پر ترس آتا ہے۔ جو معاشی استحصالی اور

جو بد دعائیں کسانوں کی لی جا رہی ہیں میں نہیں سمجھتا کہ اس طرح سے زیادہ دیر یہ چیزیں چل سکتی ہیں۔ سسٹم کو چلانے کے لئے کسانوں کے ساتھ بات کرنی چاہئے مگر کسی بھی فورم پر ان کی آواز نہیں سنی گئی بلکہ دوسری طرف ان کی آواز دبانے کے لئے ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! جب بھی کسانوں کی بات آئی تو میر الیڈر عمران خان ڈیرہ غازی خان میں جا کر ملتان میں جا کر کسانوں کے ساتھ بیٹھا ان سے بات ہوئی ان کے مسائل سنے اور پھر ان پر solutions بھی دیئے گئے۔ گندم پر حکومت کی مبہم پالیسی ہے پہلے تو اس پر clarity آنی چاہئے لیکن آج تک وزیر صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ آیا واقعی ہم گندم خریدیں گے یا نہیں خریدیں گے۔ اس کے بعد solutions کی بات ہوتی ہے، solutions پر سب سے زیادہ important بات یہ ہے کہ اگلی فصل آ رہی ہے اس میں دیکھا جائے کہ مونجی کا سیزن آ رہا ہے اس میں کسانوں کو کیا facilitate کر سکتے ہیں، گندم تو چلی گئی اب وہی سٹا کئے لوگ -/4000/4500 روپے فی من گندم بیچیں گے۔ مگر کیا کسانوں کو سستا ڈیزل ملے گا؟ کیا کھادوں کے ریٹ کم کئے جائیں گے؟ کیا کھادیں اسی طرح سے ملیں گی یا پھر وہ سٹا کیوں کی طرف جائیں گی؟ یہ بہت ضروری چیز ہے جس پر focus کرنے کی ضرورت ہے۔ میں آخر میں شوکت صاحب کی نذر ایک شعر عرض کر کے اجازت چاہوں گا۔ شاعر نے بڑے دھیان سے اور سوچ سمجھ کر کہا تھا:

لشکر بھی تمہارا سردار بھی تمہارا
تم جھوٹ کو سچ لکھ دو اخبار بھی تمہارا
دور ظلمت زیادہ نہیں رہنے والا
غریبوں کا خون زیادہ نہیں بہنے والا
ان اندھیروں کا جگر چیر کر نور آئے گا
تم ہو فرعون تو موسیٰ بھی ضرور آئے گا

بہت شکریہ

جناب سپیکر: موسیٰ ساریاں دا اپنا اپنا ای اے۔ جناب ذوالفقار علی شاہ!

جناب ذوالفقار علی شاہ: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں جو گندم والا مسئلہ ہے the ship has sailed it's been too late جو damage ہونا تھا وہ ہو چکا ہے let's put a method to this madness جو ہونا تھا وہ ہو گیا تو اب کیا کیا جائے۔ میں کوئی snide remarks نہیں دے رہا بلکہ میں serious بات کر رہا ہوں اور میری تجویز یہ ہے کہ اب آپ procurement نہ کریں۔ اگر اب آپ procurement کریں گے تو آپ آڑھتی کو feed کریں گے۔ اگر آپ نے اب procurement کرنی ہے تو open مارکیٹ سے کریں let's save the government exchequer, let's be serious about it اور اگر آپ نے واقعی کسان کے ساتھ ہمدردی کرنی ہے at some level آپ feel کرتے ہیں کہ آپ کے دل میں کسان کے لئے کوئی نرم گوشہ ہے تو اس کو directly compensate کر دیں جو difference ہے وہ اسے directly pay کر دیں۔ آپ چیک کر لیں کہ کس نے کتنی گندم لگائی ہوئی ہے اسے دے دیں۔ اب ہم بار بار ایک ہی لکیر کو پیٹتے جا رہے ہیں جنہوں نے گندم بیچنی تھی جن کے پاس تھی انہوں نے بیچ دی ہوئی ہے۔ اب کوئی لے کر نہیں بیٹھا ہوا۔ اب اگر کوئی لے کر بیٹھا ہوا ہے تو مل مالک لے کر بیٹھا ہوا ہے، investor لے کر بیٹھا ہوا ہے اور جب کوئی طریق کار آئے گا تب وہ پھر استعمال کرے گا اور کرپشن کا ایک بازار گرم ہو جائے گا۔ تو میری seriously suggestion ہے کہ آپ procurement نہ کریں بلکہ اسے ختم کریں let's kill it آگے دیکھ لیں گے جو بچ گیا وہ بچ جائے گا جو مارا گیا وہ مارا جائے گا free markets کا یہی اصول ہوتا ہے، supply and demand ہوتی ہے جو کمزور ہوتا ہے اس کو kill کر دیا جاتا ہے۔ کام کرنے والا اور جو efficient ہوتا ہے وہ بچ جاتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ایک ruthless system ہے لیکن sometimes no governance is better than bad governance. Let's accept it. اب ہم نے اگر کام کرنا ہے تو let it do مجھے علم نہیں کہ یہ بات درست ہے یا نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جب ورلڈ کپ ہوا تھا تو allegedly پولیس کھلاڑیوں کی حفاظت کے لئے involved تھی، پولیس ملازمین ادھر ڈیوٹی دے رہے تھے اور ان دنوں میں crime کم ہو گیا تھا۔ یہ ہماری capabilities اور طریقے ہیں تو میرے خیال میں sometimes is better than to let go.

جناب سپیکر! اب میں یہ کہوں گا کہ جو ہونا تھا ہو چکا، جو بے عزتی ہونی تھی ہو چکی اور جو غلطیاں ہونی تھیں وہ ہو چکی ہیں۔ Let's not add to it. Let it go. اگر آپ نے کسان کی مدد کرنی ہے تو کریں لیکن یہ نظر آئے کہ آپ نے کسان کی مدد کی ہے۔ کسان کو directly compensate کر دیں۔ آپ کسان کی فی ایکڑ جتنی مدد کرنا چاہتے ہیں اسے direct اس کا چیک دے دیا جائے۔ میرے خیال میں you will save a lot of money اور اگر آپ چھ ایکڑ زمین رکھنے والے کسان کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو اسے direct compensate کریں۔ یہ میری تجویز ہے۔ میں بڑی تکلیف میں یہ بات کر رہا ہوں but I have to say بہت شکریہ

جناب سپیکر: اب جناب جنید افضل ساہی بات کریں گے۔

جناب جنید افضل ساہی: جناب سپیکر! کچھ دیر پہلے جناب احمد خان بھچر نے بات کرتے ہوئے بتایا ہے کہ نگران حکومت اور اس موجودہ حکومت میں کوئی فرق نہیں ہے صرف چہرے بدلے ہیں۔ میں بتانا چاہوں گا کہ چہرے بھی نہیں بدلے بلکہ انہوں نے صرف کپڑے بدلے ہیں۔ اس کی مثال میں اس طرح دوں گا کہ اس حکومت کی طرح کے دو اشخاص ایک چھپڑ میں گر گئے۔ وہ چھپڑ سے نکلے اور ایک مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے چلے گئے۔ آگے فرحت عباس جیسے ایک مولوی صاحب تھے اس نے انہیں بتایا کہ آپ پاک ہو کر اور کپڑے بدل کر مسجد میں آئیں۔ وہ دونوں موصوف باہر جاتے ہیں اور آپس میں کپڑے بدل کر واپس آ جاتے ہیں۔ پچھلے پانچ اجلاسوں میں حکومت ہم سے مشورے مانگتی رہی کہ گندم کی خریداری کے لئے کیا اقدامات کئے جائیں لیکن انہوں نے اپنی فہم و فراست کے مطابق آج کے دن تک کچھ نہیں کیا۔ ہماری طرف سے جتنے مشورے دیئے گئے ان سب کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا گیا۔ ابھی وزیر خوراک نے دوبارہ policy statement دی ہے اور بڑے اچھے طریقے سے یہاں پر بتایا ہے کہ چھ ایکڑ کا کسان یا چھوٹا زمیندار تو اپنی گندم فروخت کر چکا ہے تو سانپ نکل گیا اور اب ہم صرف اور صرف لکیر پیٹنے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہاں تقریریں اور بھاشن اسی طریقے سے دیئے جائیں گے اور حکومت کی طرف سے دوبارہ policy announce کی جائے گی لیکن اس policy کی implementation نہیں ہوگی۔ گندم کی procurement کے حوالے سے ایوان میں پہلے discussion ہوئی اور حکومت کی

پالیسی بتائی گئی کہ چھ ایکڑ رکھنے والے کسان یا چھوٹے زمیندار کو facilitate کیا جائے گا لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ وہ وقت گزر گیا اور کسان اپنی گندم کی فصل سستے داموں منڈیوں میں فروخت کر کے فارغ ہو چکا ہے اور آج ہمیں بتایا جارہا ہے حکومت بالکل گندم procure کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس حوالے سے ظفر اقبال صاحب کا ایک شعر عرض کروں گا کہ:

جُھوٹ بولا ہے تو اس پر قائم بھی رہو ظفر
آدمی کو صاحبِ کردار ہونا چاہئے

جناب سپیکر! اس حکومت کی seriousness ہم دیکھ چکے ہیں۔ گندم کی procurement کے حوالے سے ہم جتنی بھی تقریریں کریں گے اور اس بابت حکومت جو policy announce کرے گی اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ کم از کم آئندہ آنے والی فصلوں کے لئے کوئی بہتر انتظام کر دیا جائے اور کسانوں کو کچھ relief دے دیا جائے۔ حکومت کا سارا focus اس چیز پر ہے کہ ہر معاملے پر ٹوکری ڈال دی جائے۔ ہم لوگوں کو بے وقوف بنایا جا رہا ہے۔ ہم یہاں پر تقریریں کر کے چلے جاتے ہیں اور حکومت on the floor of the House جو policy announce کرتی ہے اس پر implementation نہیں کیا جاتا۔ یہاں پر فرمان جاری کئے جاتے رہے ہیں اور ان پر جو عمل درآمد ہوا ہے وہ سب آپ کے سامنے ہے۔

جناب سپیکر! کم از کم اس بات کو ensure کروائیں کہ حکومت کی طرف سے on the floor of the House جو statement دی جاتی ہے وہ جُھوٹ پر مبنی نہ ہو۔ پنجاب کی عوام اور کسان بُری طرح سے رُل چکے ہیں۔ پاکستان اور پنجاب کی عوام اور کسانوں نے پاکستان تحریک انصاف اور عمران خان کو ووٹ دیئے ہیں۔ اگلی دفعہ انشاءاللہ تعالیٰ وہ دوبارہ بابا بُلھے شاہ کی اس نصیحت پر عمل کریں گے کہ:

کاغذ اُتے اَگ نہ رکھیں پاگل دے سر پگ نہ رکھیں
بُلھے شاہ دی من لے سنگیا ملک دا راکھا ٹھگ نہ رکھیں

جناب سپیکر! آخر میں صرف ایک گزارش مزید کرنا چاہوں گا کہ پہلے کسانوں کا معاشی استحصال کیا گیا، اس کے بعد انہیں ناجائز پرچوں کے اندر گرفتار کیا گیا اور ان کے اوپر لاٹھی چارج

کیا گیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسانوں نے پاکستان تحریک انصاف کو ووٹ دیئے تھے اور حکومت اس چیز کا غصہ کسانوں پر زیادتی کر کے نکال رہی ہے۔اس سرکار کو پنجاب کی عوام نے mandate نہیں دیا بلکہ ان کو پاکستان تحریک انصاف کا ووٹ چوری کر کے دلوایا گیا ہے۔اس لئے یہ عوام کا استحصال کر رہے ہیں۔خُدارا!ان کو بتائیں کہ کسی کو تقریروں کے اندر یزید کہنے سے کوئی یزید نہیں بنتا۔ان کے اعمال اور کرتوت ثابت کریں گے کہ حسینیت کا علمبردار پاکستان تحریک انصاف کا قائد عمران خان ہے اور یزیدیت کی علمبردار یہ پنجاب حکومت اور وفاقی حکومت ہے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: اب محترمہ ذکیہ شاہنواز بات کریں گی۔

MS ZAKIA KHAN: Mr Speaker! Thank you so much I just need to say few words, if you allow me to speak in English۔

MR SPEAKER: Yes you can.

MS ZAKIA KHAN: I just wanted to say that we had a very lengthy discussion on wheat and we are blaming. The Opposition is blaming the Government for everything, the minister, the government we are not responsible for the crisis. We got and we inherited the crisis. The crisis was inherited because when the import of wheat was decided and that policy I feel was not beneficial for our country or for Punjab and we are suffering due to that, but on the other hand I would say that by the blame game we are not going to achieve anything. The crisis is there, it's the duty of the government, we will In Sha Allah try and resolve it. I am sure the minister, the government and everybody is going to put their heads together that how to take care of the farmer. Farmer is very important. It is the backbone of Pakistan.

Agriculture is your backbone and we just cannot let their morale go down or let them suffer financially where they cannot grow the next crop. We have to think of a solution, a way where they can have the next crop and their morale is raised. At the moment of crisis in which they are going, we have to pull them up by some method, some way because we cannot afford to harm our backbone. You look across the border, you look at the policy across the border, the farmer on the other side of Punjab they are providers of food. Our farmers of Punjab are also provider of food for whole of Pakistan and for the whole of Punjab.

تو ہم نے کسان کا خیال رکھنا ہے۔ کسان کا دل اس وقت ٹوٹا ہوا ہے۔ یہ جو کچھ ہوا ہے اس میں ہمارا قصور نہیں ہے، حکومت کا قصور نہیں ہے اور اس میں ہمارے وزیر خوراک کا قصور نہیں ہے۔ یہ crisis ہم کو ورثہ میں ملا ہے لیکن اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کو resolve کریں۔ میں سمجھتی ہوں کہ آپ سے بہتر اس کو کوئی نہیں سمجھ سکتا کیونکہ آپ خود بھی کسان ہیں اور دیہات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم حزب اختلاف کے ساتھیوں کی عزت کرتے ہیں۔ وہ بھی concerned ہیں کیونکہ وہ بھی اسی پاکستان کا حصہ ہیں اور ہم بھی ہیں۔ میں ایک درخواست حزب اختلاف کے ساتھیوں سے بھی کروں گی کہ آپ ایسے ہی blame game نہ کیا کریں البتہ کوئی جائز بات ہو تو ضرور کیا کریں۔ ہم نے اس ہاؤس کے تقدس کا خیال رکھنا ہے اور اس ہاؤس کے ادب و آداب کو ملحوظ رکھنے میں حزب اختلاف کا بھی ایک بہت بڑا حصہ ہے۔ They also have to respect the House. یہ جو ہم نے ایک دوسرے کے خلاف باتیں کرنا شروع کر دی ہیں یہ مناسب نہیں، sometimes دونوں اطراف سے زیادتی ہو جاتی ہے تو اس کو کنٹرول کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! آپ اس اسمبلی کے custodian ہیں۔ You are a such honorable person and you control the House so well. ہم حزب اختلاف کے ساتھیوں سے بھی request کریں گے کہ آپ maturity دکھائیں۔ جس طرح ہم نے اپوزیشن لیڈر کی speech

خاموشی اور غور سے سُنی ہے آپ بھی اسی طرح شور شرابے کو چھوڑیں اور maturity کی طرف جائیں۔ ملک میں crisis کے اوپر crisis آتے جا رہے ہیں ان crisis کو ہم نے اور آپ نے مل کر resolve کرنا ہے۔ جو بھی ہو گیا الیکشن میں کبھی ہار ہوتی ہے اور کبھی جیت ہوتی ہے لیکن ہم نے اس ملک کو مل کر چلانا ہے۔ خدا کا واسطہ ہے اس ایوان کو وہ عزت دیں جو اس ایوان کی عزت ہمیشہ ہوتی تھی اور ہم نے اور آپ نے مل کر اس ایوان کو عزت دینی ہے۔

Thank you so much Speaker Sahib. I just wanted to say few words and that is all. The crisis has to be resolved. We have to take care of the farmer; we will not keep quiet about it میں دوبارہ کہتی ہوں کہ حکومت کا اس میں قصور نہیں ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب انصر ہرل!

جناب محمد انصر اقبال: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم O بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O جناب سپیکر! میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ باوجود اس کے کہ ہماری حکومت گندم کا نام ہی نہیں سُننا چاہتی تھی آپ نے اس issue کو پانچویں بار ایجنڈے پر رکھا۔ آپ نے گندم کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس پر بات کرنے کا موقع دیا اس پر میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔

جناب سپیکر! وزیر موصوف نے اسی floor پر جب opening speech کی تھی تو اُس وقت انہوں نے فرمایا تھا کہ ہمارے پاس 23.5 لاکھ میٹرک ٹن گندم پہلے ہی پڑی ہے اس لئے ہم گندم نہیں خرید سکتے۔ اُس دن ہم سب لوگ اس ایجنڈے پر آئے تھے کہ 39 سو روپے فی من گندم کا ریٹ رکھا گیا ہے تو ہم کسان کے لئے اس supporting price میں اضافہ کروائیں گے لیکن وزیر موصوف نے ہمیں یہ بتایا کہ ہمارے پاس گندم پڑی ہے۔ یہاں پر سوال کیا گیا کہ آپ کے پاس وہ گندم کہاں سے آئی تو وزیر موصوف کا جواب تھا کہ یہ federal government نے منگوائی ہے میں اس بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ اسی ایوان میں ایک معزز رکن نے پوچھا کہ پتا چلا ہے کہ وہ گندم خراب ہے اُس میں کیڑے ہیں تو اُس کے جواب میں وزیر موصوف نے فرمایا تھا کہ

وہ گندم private companies لائی ہیں لہٰذا میں اُس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس ایوان میں اسی گندم کے حوالے سے بڑا شور مچا تو پاکستان مسلم لیگ (ن) کے قائد نے ایک بیان دیا کہ اس پر باقاعدہ ایک انکوائری کر کے بتایا جائے کہ یہ گندم مارچ میں کس لئے منگوائی گئی جب کہ ہماری اپنی فصل آ رہی تھی تو ہم نے تین چار پانچ دن بڑا شور سُنا کہ کوئی انکوائری ہو رہی ہے لیکن ابھی ہمیں کچھ پتا نہیں کہ کوئی انکوائری ہوئی ہے یا اس پر کوئی output ہے۔ میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ اُس درآمدی گندم نے کسان کا جو حال کر دیا ہے اور کسان جس طرح بد دعائیں دے رہا ہے لیکن آج ہمیں اپنی closing speech میں یہ بتا دیں کہ یہ ہوا کیا تھا کہ اچانک کیسے گندم آ گئی ہے؟ جب کہ ہماری فصل آ رہی تھی اور یہ گندم کس نے منگوائی؟ کم از کم ہمیں اتنا پتا چل جائے اور ہم کسان کو تھوڑی سی تسلی دے سکیں کہ باہر سے یہ کوئی حکومت آئی تھی اُنہیں پتا نہیں تھا کہ یہاں پر گندم کب آتی ہے اور کتنی ہوتی ہے تو انہوں نے باہر سے گندم منگوا لی۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے اُس وقت کے نگران وزیر اعظم کا ایک انٹرویو بھی سُنا ہے جس میں اُن سے سوال کیا گیا کہ مارچ میں آپ نے جب گندم منگوائی تو وہ 22 دن کا transit تھا تو وہ گندم 8 دن میں کیسے پہنچ گئی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ آپ کو پتا نہیں کہ فرانس نے ایسے vessel بھی تیار کر لئے ہیں جو بہت speed سے چلتے ہیں۔ وہ 22 دن کا transit سات دن میں طے کر لیتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اُس special جہاز پر گندم لانے کی کیا emergency تھی اور اگر اُس special جہاز پر گندم منگوائی گئی ہے تو اُس کا freight بھی یقیناً چار گُنا زیادہ ہو گا؟ یہاں کوئی emergency نہیں لگی ہوئی تھی کہ ہمیں گندم کی اتنی ضرورت تھی کہ وہ 7 دن میں آئے۔ اس پر بہت سارے سوال اُٹھتے ہیں تو میں دوبارہ repeat کرتا ہوں کہ وزیر موصوف سے یہ گزارش ہے کہ وہ ہمیں کم از کم یہ بتا دیں کہ یہ معاملہ کیا ہے؟ وہ گندم کیسے آ گئی؟ کس نے منگوائی؟ اُس میں کیا فائدہ تھا؟

جناب سپیکر! آج پھر جب opening speech تھی تو وزیر موصوف نے کہا کہ ہم plan کر رہے ہیں کہ ہم کچھ گندم خریدیں۔ کاشت کار بالکل مر چکا ہے میرا علاقہ کوٹ مومن ہے اُس علاقے کے 80 فیصد سے زیادہ لوگوں کا ذریعہ معاش کھیتی باڑی ہے۔ ہم اپنے حلقوں میں جا کر لوگوں سے جب ملتے ہیں تو یقین جانیئے اس میں کوئی مبالغہ آرائی نہیں ہے کہ لوگ بہت بُری حالت

میں ہیں کیونکہ اُنہیں مونجی کی پچھلی فصل میں بھی بہت نقصان ہو چکا ہے اور گندم کے اُنہیں 24 سو یا 25 سو روپے کا ریٹ دیا جا رہا ہے۔ اب وہ یہ بھی afford نہیں کر سکتے کہ وہ اپنی گندم کو ہفتہ یا دس دن کے لئے رکھ لیں۔ یہ افواہیں بھی چل رہی ہیں کہ ابھی middleman فائدہ اُٹھائے گا اور بعد میں ریٹ بڑھ جائے گا۔ پانچ چھ ایکڑ کا کاشت کار گندم سٹور نہیں کر سکتا اُس نے گندم بیچنی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جب کسان اپنی گندم 25 سو یا 26 سو روپے میں بیچ لے گا اور پھر گندم کا ریٹ زیادہ ہو جائے گا اس میں middleman آ جائے گا، سمگلنگ شروع ہو جائے گی تو اس کسان کے ساتھ ایک اور بڑی زیادتی ہو گی پھر وہ سوچے گا کہ کاش! میں اپنی گندم کو رکھ لیتا۔ اس کا کوئی اس طرح کا mechanism بنایا جائے کہ اُس بے چارے کسان کے ساتھ ایک اور زیادتی نہ ہو۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اُسی کسان کا ایک message یہاں پر دینا چاہتا ہوں اُن سے جب بھی ملتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ جب اسمبلی میں جائیں تو ایک پیغام دے دینا کہ:

تینوں ظلم کرن توں ڈکنا نئیں بس اِکو گل سمجھانی اے
ویلے دی اِہ واگ نی ویریا اِک دِن ساڈے ہتھ وی آنی اے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جناب غلام مرتضیٰ صاحب!

جناب غلام مرتضیٰ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر بات کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ آج ایوان کی طرف سے پنجاب کے کسان کو یہ gesture جاتا کہ یہ ایوان سیاسی پارٹیوں سے بالاتر ہو کر آج کے دن پوری کابینہ یہاں پر بیٹھی ہوتی، حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے تمام ممبران کی آج یہاں پر بھرپور حاضری ہوتی تو اس سے ہم اپنے کسان کو کم از کم یہ message دے سکتے تھے کہ یہ ایوان آپ کے اس دُکھ اور اس درد میں شریک ہے۔ میں تو اعترافِ جُرم سمجھتا ہوں کہ اگر ہم صرف اتنا ہی کہیں کہ حزب اختلاف اس بات پر خوش ہے کہ حکومت کو tough time ملنے جا رہا ہے اور ہم صرف دفاع کے بیانات دیتے رہیں تو یہ کافی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! وزیر خوراک کی competency میں کوئی شک نہیں ہے اُن کے اس مؤقف سے بھی اتفاق ہے کہ وقت گزر گیا ہے اب اگر خریداری کی جاتی ہے تو زمیندار کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ملنے والا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جہاں پر یہ کوتاہی کی گئی ہے اس سے آنکھ بند کرنے کا پتا نہیں کوئی مشورہ ہے یا مجبوری ہے۔ میں تو نہیں سمجھتا کہ اس طرح سے کوتاہیوں کا ادراک کئے بغیر اور اُس کی جزا سزا کو قائم کئے بغیر ان معاملات کو ٹھیک کیا جا سکتا ہے۔ میں تو ضروری سمجھتا ہوں کہ جس کی طرف سے یہ غفلت اور یہ ظلم کیا گیا ہے یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے اس نظریئے اور اس نیت کے ساتھ اس کی نشاندہی بھی ہونی چاہئے کہ آئندہ اس طرح کی سنگین کوتاہی دوبارہ دہرائی نہ جائے۔ ہم سب کو احساس ہے کہ مشکل ترین کمائی ہمارا زمیندار کرتا ہے۔ جن حالات سے گزر کر وہ اپنے بچوں سے بڑھ کر اپنی فصلوں کی نگہداشت کرتا ہے۔ بارہ ایکڑ کے زمیندار کے بچوں کے تن پر ہمیں ڈھنگ کا کپڑا نظر نہیں آتا۔ اُس بے چارے کے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ وہ دو وقت کی روٹی کے علاوہ کچھ سوچ بھی سکے۔ وہ اتنی مشکل سے جب اپنی فصل کو پال لیتا ہے وہ ایک ایک دن اس آس اور اُمید کے ساتھ گزارتا ہے کہ فصل تیار ہو گی تو اپنے گھر کی ضرورتوں کو پورا کر سکوں گا لیکن جب اُن کو اپنی فصل بیچنے کا وقت آیا تو اس زمیندار کا قصور کیا ہے؟ آج یہاں سے اگر ہم خاموشی سے چلے جائیں تو ہم نے اُنہیں بتانا ہے کہ اُن کا قصور نہیں ہے جہاں سے یہ قصور ہوا ہے اور جہاں سے کوتاہی ہوئی ہے۔ اس کا احساس کرتے ہوئے آئندہ کے لئے اسے روکنے کا بندوبست کرنا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو ہو چکا ہے وہ تو ہو گیا۔ اگر ہم خریداری نہیں بھی کر سکتے تھے تو پرائیویٹ مارکیٹ کے ریٹ کو تو کنٹرول کرنے کے لئے حکومت اپنا کردار ادا کرے۔ یہ اعلان نہ کیا جاتا کہ ہم گندم خریدنے نہیں جا رہے تو شاید پرائیویٹ مارکیٹ میں ریٹ نسبتاً stable رہتا۔ یہ پیغام جب مارکیٹ میں آڑھتی کے پاس گیا ہے کہ گندم کی خریداری نہیں ہونی تو ریٹ 39 سو روپے سے گرا اور 26 سو، 27 سو یا 28 سو روپے سے زیادہ نہیں مل رہا۔ آنے والے دنوں میں کسی نے 25 سو روپے فی من گندم نہیں خریدنی۔ اس کا حل گورنمنٹ کر سکتی ہے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اس کا زمیندار کے پاس حل نہیں ہے کہ وہ جا کر اپنی گندم export کرے۔ چھوٹے زمیندار کے پاس تو holding power ہی نہیں ہے کہ وہ اپنی مارکیٹ میں ریٹ زیادہ ہونے کا انتظار کر سکے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ آئندہ آنے والی فصلوں کو ضرور دیکھے۔ یہ تکلیف تمام زمینداروں کو پہنچی ہے۔ عام طور پر جو ریلیف پیکج ہوتا ہے وہ مخصوص اور تھوڑے لوگوں کی طرف جاتا ہے۔ یہ تکلیف سارے زمینداروں کو پہنچی ہے تو میری گورنمنٹ اور وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ وہ یہ ریلیف سارے زمینداروں پر برابر تقسیم کریں۔ اس کے بجائے کہ تھوڑے زمینداروں کو بڑی رقم کا ریلیف دینے کے اس ریلیف کو اس طرح تقسیم کریں کہ ان کی inputs جیسے کھاد، بجلی کے بل کی صورت میں ریلیف دیں اور انہیں لائنوں میں نہ لگائیں۔ ہمیں ان کی عزت نفس کا خیال کرنا چاہئے اور وہ بھی کبھی اس بات کو ترجیح نہیں دیتے کہ چند زمیندار آکر لائنوں میں لگ کر ریلیف لیں۔ ان کو باعزت طریقے سے ریلیف دیں وہ اس وقت بڑے دکھی ہیں۔ ان کے دکھ اور درد کا احساس کرتے ہوئے باعزت طریقے سے کوئی ریلیف پیکج دینا ہے تو اس کو سب کو برابری کے حساب سے تقسیم کیا جائے۔ یہ مناسب ہوگا۔

جناب سپیکر! باقی سارے فاضل ممبران نے بات کی ہے۔ انہیں یقیناً دکھ اور تکلیف ہے تو انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میں بھی اس دکھ میں برابر کا شریک ہوں۔ میں اس ایوان کی طرف سے پنجاب بھر کے سارے زمینداروں کو یہ پیغام دوں گا کہ ہم آپ کے لئے دعا گو بھی ہیں اور کوشاں بھی ہیں کہ جو کوتاہی کسی بھی سطح پر ہوئی ہے تو یہ سارا ایوان آپ کے دکھ میں شریک ہے۔ ہم ان کی آسانی کے لئے ان شاء اللہ راستہ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ گورنمنٹ اور ہم سب کی مدد کرے کہ ہم ان کے لئے کسی سکھ کا باعث بن سکیں اور ان کی تکلیف میں کمی کا باعث بن سکیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب شیخ محمد اکرم!

شیخ محمد اکرم: جناب سپیکر! شکریہ۔ آج گندم کے سلسلے میں کافی بحث ہو چکی ہے۔ اس سے پتا یہی چلتا ہے کہ گندم تو اب نہیں خریدی جائے گی۔ چھوٹے کسان کے پاس جو گندم تھی وہ تو اس نے middleman اور فلور مل والوں کو دے دی ہے۔ میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ اول تو سب زمینداروں کے لئے مشکل ہو تو چھوٹے زمینداروں اور کسانوں کو ضرور subsidy دینی

چاہیئے ورنہ غریب کا کوئی حال نہیں ہے۔ آج 24 سو یا 25 سو روپے ریٹ پر فلور ملیں گندم خرید رہی ہیں۔ اس سے کسان کا خرچہ بھی پورا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! میں آپ کو ایک خاص بات بتانا چاہتا ہوں کہ جھنگ پنجاب کا سب سے زیادہ گندم اُگانے والا ضلع ہے۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ جو کل تک فیصل آباد کی تحصیل تھی وہاں تین پاسکو کے سینٹرز گوجرہ، ٹوبہ اور نیا لاہور میں ہیں۔ یہ ہمارا ملحقہ ضلع ہے دس گز دور 39 سو روپے فی من گندم خریدی جارہی ہے۔ وہاں افسران کہتے ہیں کہ یہ ٹوبہ ٹیک سنگھ والوں کے لئے ہے۔ میرے خیال میں یہ جھنگ والوں کے ساتھ بڑی زیادتی ہے۔ ہمیں اول تو اجازت دی جائے کہ ہم جھنگ والے ٹوبہ ٹیک سنگھ کے سینٹر میں اپنی گندم دے سکیں۔ اگر فوری طور پر یہ نہیں ہو سکتا تو کم از کم ہمارے جھنگ میں تین چار سینٹرز پاسکو کے ہونے چاہئیں جس سے ہمارے کسان کو بھی فائدہ ہو۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس بات پر ضرور غور کریں گے۔ خدا حافظ۔

جناب سپیکر: معزز اپوزیشن کے ممبران کی requisition پر یہ اجلاس ہے۔ وزیر خوراک نے بحث کا آغاز کیا ہے۔ اپوزیشن کے ممبران جن کے نام میرے پاس ہیں اور انہوں نے بات کرنی ہے تو مہربانی کر کے 4 منٹ میں اپنی بات کو مکمل کریں۔ قاضی احمد اکبر صاحب!

قاضی احمد اکبر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت مہربانی۔ ہمارا عجیب ملک ہے جہاں پر فصل زیادہ ہو جائے تو بھی بحران ہے اور اگر فصل نہ ہو تو بھی بحران ہے۔ ہم جس دور سے گزر رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی کرم نوازی کی اور ایک bumper crop ہم سب کو ملی۔ پچھلے تین چار اجلاسوں میں منسٹر صاحب کا نقطہ نظر جو ہم نے دیکھا اور سنا۔ وہ بڑا passionate ہے اور ان کی بات سمجھ آتی ہے کہ جب وہ کہتے ہیں کہ ایک interest payment ہے جو already گندم ہمارے پاس پڑی ہوئی ہے جس کی وجہ سے گندم کا پڑے پڑے ریٹ بہت زیادہ ہو چکا ہے۔ پنجاب حکومت کے exchequer پر بہت بوجھ پڑ گیا ہے۔ یہ اس وجہ سے اپنی بے بسی ظاہر کرتے ہیں کہ مزید procurement جس کا انہوں نے وعدہ کیا، on the floor of the House بھی کہا اور اخبارات میں بھی آیا اور بار بار سنا کہ

2 ملین ٹن کی خریداری ہو گی وہ بھی نہیں ہو سکی۔ زمیندار تک باردانہ نہیں پہنچ سکا۔ بارانی علاقوں میں تو باردانہ پہنچنا تو دور کی بات ہے سوچا بھی نہیں جا سکا۔

جناب سپیکر! دکھ اس وقت ہوتا ہے جب میں تضادات دیکھتا ہوں۔ میں جب دیکھتا ہوں کہ کتنا conflict ہے کہ ایک طرف غریب کی گندم اٹھانے کے لئے پنجاب حکومت کے پاس پیسے نہیں ہیں لیکن وزیر اعلیٰ صاحبہ کا ہیلی کاپٹر لینے کے لئے 3۔ارب روپیہ اس حکومت کے پاس موجود ہے۔ غریب کی گندم اٹھانے کے لئے پیسے نہیں ہیں لیکن مرسڈیز کی پوشش کے لئے 3 کروڑ روپیہ موجود ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ترجیحات کا issue ہے۔ ہماری ایک معزز ممبر نے دوسری طرف سے بڑی خوبصورت بات کی کہ ہم دونوں اطراف گندم کے حوالے سے متفق ہیں۔ ہم سب زمیندار کے درد اور دکھ کو محسوس کر رہے ہیں لیکن دکھ اس بات کا ہے کہ جنہوں نے فیصلہ کرنا ہے اور جنہوں نے زمیندار کو کچھ دینا ہے وہ اس پر نہیں سوچ رہے۔ ان کی سوچ صرف ایک طرف ہی ہے وہ صرف نفع اور نقصان کا سوچ رہے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ جب غریب کی بات آتی ہے تب نفع اور نقصان کے بارے میں کیوں سوچا جاتا ہے؟ جب اس طبقے کی بات آتی ہے جس کے پاس تمام مراعات موجود ہیں، تمام اختیارات موجود ہیں تو ہم اربوں روپیہ قرضہ لینے کو تیار ہو جاتے ہیں اور نفع نقصان کا نہیں سوچتے۔ جب غریب کی گندم کی بات آتی ہے تو ہمیں بنک سے لیا ہوا پیسا بوجھ لگتا ہے۔ ہمیں finances مہنگے لگنے شروع ہو جاتے ہیں۔ ہمیں interest rate بڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنی ترجیحات کو بار بار دیکھنا پڑے گا۔ ہمیں آج غریب کو ریلیف دینا پڑے گا۔ آپ اگر آج گندم نہیں اٹھائیں گے، میں تو اب سمجھتا ہوں کہ شاہ صاحب نے بڑی زبردست بات کی ہے کہ We are late and we have miss the train. وہ گاڑی گزر چکی ہے۔ اب آگے دیکھنا پڑے گا۔ ہم اب کم از کم اتنا کر لیں کہ آنے والی فصلوں میں زمیندار کو کسی طریقے سے accommodate کر لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ گندم پر اتنی بحث ہونے کے بعد بھی گورنمنٹ کی طرف سے کوئی passion نظر نہیں آیا، کوئی accommodation نظر نہیں آئی اور کوئی facilitation نظر نہیں آئی۔ ہمارے پاس اب option صرف مستقبل کا ہے۔ اس پر اگر معزز وزیر صاحب سوچ لیں اور آگے کا

لائحہ عمل دے دیں تا کہ جو غریب کاشتکار پِس رہا ہے اسے پِسنے سے بچایا جا سکے۔ اس کو اس کی فصل کے پیسے مل سکیں۔

جناب سپیکر! میرے جیسا زمیندار جو ایک درمیانے درجے کا زمیندار ہے میں نے کل اپنے منشیوں سے کہا کے بھوسا فوراً بیچ دو اور بلوں کی ادائیگی کرو۔ ہم میں گندم بیچنے کی ہمت نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں جب اپنے خرچے کو دیکھتا ہوں، اپنا سسٹم دیکھتا ہوں، جب اپنے معاملات دیکھتا ہوں تو پھر 24 سو روپے فی من گندم بکتے ہوئے رونا آتا ہے، دکھ ہوتا ہے اور تکلیف ہوتی ہے۔ معلوم نہیں یہ اس طریقے سے کیوں نہیں سوچتے؟ یہاں اس ہاؤس میں 70 فیصد زمیندار ہیں لیکن زمیندار کا نہیں سوچ رہے۔ میری معزز وزیر صاحب سے درخواست ہو گی کہ آپ کی جو passionate appeals ہیں وہ ہم تک پہنچ گئی ہیں۔ ہم سمجھ بھی گئے ہیں لیکن ریاست یا حکومت ماں ہوتی ہے۔ آپ ماں کی طرح سوچیں۔ ماں خود بھوکی رہ جاتی ہے لیکن اپنی اولاد کے آگے کھانا رکھتی ہے۔ ہم یہ امید کرتے ہیں کہ آپ ماں کا کردار ادا کریں گے۔ بہت مہربانی۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: قاضی صاحب! شکریہ۔ جناب محمد اطہر مقبول!

جناب محمد اطہر مقبول: جناب سپیکر! یہ کتنے شرم کی بات ہے کہ ہم ایک ایگریکلچر ملک ہونے کے ناتے بجائے اس کے کہ ہم اپنی ایگریکلچر products سے زرمبادلہ کمائیں آج 75، 76 سال کے بعد بھی ہم اس ملک میں ہمیشہ wheat import کرتے رہے ہیں اور اربوں ڈالر اس کے اوپر ضائع کرتے ہیں اور اسی طرح یہ شرم ناک عمل پچھلے سال Caretaker regime کے اندر ہوا جبکہ ان کو معلوم تھا کہ اگلے سال حکومت نے جو support price دی ہے اس کے اوپر کسان نے bumper crop کے لئے تیاری کی اور اس نے سوچا کہ حکومت نے support price کی شکل میں جو اس کے ساتھ وعدہ کیا ہے اور حکومت وقت کسان سے 39 سو روپے من گندم خریدے گی اور figure آنے کے باوجود اس ملک کے اندر ٹریڈر مافیاز اور flour mills مافیاز نے حکومت کے ساتھ مل کے ایک بلین ڈالر کا ملک کو زرمبادلہ میں نقصان پہنچایا اور حکومتی سٹاک جو

2.2 ملین ٹن کے جو carry کر رہے تھے جو جناب منسٹر صاحب کہہ رہے تھے اس کے اوپر ہمیں بہت سارا mark up دینا پڑ رہا ہے اس کے ہونے کے باوجود وہ الگ نقصان ہوا اور سب سے بڑا اس کا کیا نقصان ہوا کہ آج کسان بیچارہ اپنی گندم بیچنے کے لئے در در کی ٹھوکریں کھا رہا ہے اور حکومت کی بے حسی دیکھیں کہ منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ wheat میں 20 فیصد moisture ہے۔

جناب سپیکر: میں اجلاس کا وقت 15 منٹ کے لئے بڑھا رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کے حکم سے اجلاس کا وقت 15 منٹ کے لئے بڑھا دیا گیا)

جناب محمد اطہر مقبول: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ کون سی ایگریکلچر commodity ہوتی ہے جس میں moisture نہیں ہوتا اگر آپ کے خریدنے کی will ہوتی تو کسان آپ کو جس moisture پر آپ buy کرنا چاہیں آپ کو دینے کے لئے تیار ہیں لیکن آپ کے اندر تو will ہی نہیں ہے یہ lame excuses ہیں اور پہلے آپ نے آ کر یہاں announcement on the floor کی کہ ہم کسان سے جو چھ ایکڑ کا زمیندار ہے اس سے wheat لیں گے لیکن آپ نے ابھی تھوڑی دیر پہلے ایوان میں فرمایا کہ ہم نے باردانہ بھجوا دیا ہم نے یہ کیا ہم نے وہ کیا لیکن ابھی تک آپ نے ایک bag بھی گندم کا purchase نہیں کیا بات یہاں ختم نہیں ہوتی خدارا چھوٹا ذہن رکھ کے مت سوچیں ضرور آپ پیسے بچا لیں گے آج آپ کے پاس سٹاک پڑے ہوئے ہیں لیکن گندم ایک essential commodity ہے اگر آج آپ نے کسان سے گندم نہ خریدی اسی حال میں چھوڑ دیا یقین کریں آنے والے وقتوں میں آپ اس گندم کو ترسیں گے پچھلے سال آپ نے خود کس طرح سے کسان پر ظلم کئے پرچے کئے اس کے گھروں میں چھاپے مارے اور 25 من سے زیادہ اس کو رکھنے کی اجازت نہ دی اور آپ اس کے گھر سے زبردستی FIR کاٹ کر اس سے زبردستی گندم اٹھا کر لے گئے تب آپ کو markup نظر نہیں آتا تھا تب آپ کو moisture نظر نہیں آتا تھا آج یہ سارے lame excuses ہیں خدا کے لئے اس پر سوچیں کسان کا برا حال ہے اگر ہم نے آج کسان کو سپورٹ نہ کی یقین کریں جو آپ کا یہ کسان کارڈ ہے آپ جتنے مرضی کارڈ لے آئیں کسان کے ساتھ یہ ظلم ہو رہا ہے اس ظلم کو آپ روکیں آپ حکومت ہیں اور حکومت ایک ماں کی طرح ہوتی ہے میں آپ کو تجویز دیتا ہوں اگر آپ نے اس stock کو carry کرنے کی capacity نہیں ہے جس طرح آپ شوگر مافیاز کو protection دیتے

ہیں اربوں روپے کے funds دے کر اور subsidies کر کے sugar export کرتے ہیں تو آئیں آپ procure کریں کسان کو بچائیں اور اسی wheat کو subsidies کر کے export کر کے foreign exchange reserves کمائیں جو آپ ایک ایک ارب ڈالر کی بھیک مانگنے کے لئے عرب ممالک کے پاس جا کر منتیں کرتے ہیں will ہونی چاہئے جو ہم میں ہے ہی نہیں ہمارے پاس صرف ایک ہی بات ہے کہ ہمارے پاس سٹاک پڑے ہوئے ہیں moisture زیادہ ہے خدارا بہت debate ہو گئی ہے ابھی بھی ٹائم ہے میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کسان ابھی بھی حکومت کی طرف دیکھ رہا ہے وہ ایک امید لگا کر بیٹھا ہے ابھی تو صرف 10 سے 15 فیصد wheat مارکیٹ میں گئی ہے ابھی کسان stock کو carry کر رہا ہے خدا کے لئے چلیں چھوٹے کسان سے ہی wheat procure کر لیں اس کسان کو بچا لیں یقین کریں وقتوں میں کسان wheat نہیں لگائے گا اور اس سے ملک کا بہت بڑا نقصان ہو گا۔

جناب سپیکر: جی اطہر صاحب بہت شکریہ۔ جی چودھری جاوید صاحب!

چودھری جاوید احمد: جناب سپیکر! اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سب سے پہلے تو سارے دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے بڑی سیر حاصل گفتگو کی ہے اور میں ان دوستوں سے معذرت بھی چاہتا ہوں کہ جو نکتہ چینی برائے نکتہ چینی کرتے ہیں لیکن ہمیں مستقبل کا لائحہ عمل بھی بتانا چاہئے اور سوچنا چاہئے اس ایوان میں بڑی سیر حاصل گفتگو ہوئی ہے جو میں اپنی طرف سے باتیں کروں گا چند ایک گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں وہ حقائق ہیں وہ نکتہ چینی نہیں ہو گی لیکن وہ یہ ہے کہ ہمارے پاکستان میں یہ کسان کا برا حال پہلی دفعہ نہیں ہو رہا اس ملک میں ہمارا نظام جو چل رہا ہے اس میں کسان کے ساتھ ہمیشہ سے زیادتی ہوتی چلی آئی ہے اس دفعہ گندم کے معاملے میں ہو گئی ہے کبھی گنے میں ہو جاتی ہے اور کبھی چاولوں میں ہو جاتی ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ کبھی ہم نے سوچا نہیں کہ ہمیں آئندہ کے لئے بیٹھ کر ایک مستقل لائحہ عمل بنایا جائے وہ ایک کسی سیانے بزرگ نے کہا تھا یا ایک بڑا مشہور قول ہے کہ حال کے آئینے میں ماضی کا عکس دیکھ کر مستقبل کے فیصلے کئے جاتے ہیں اس حوالے سے میں یہ گزارش کرنی چاہوں گا کہ یہ جو گندم خریدی جاتی ہے اور جو حکومتیں اس پر خرچ کرتی ہیں وہ اپنی فوڈ سکیورٹی کے

لئے پوری دنیا میں ہر ملک میں کیا جاتا ہے اور وہاں پر ایگریکلچر سیکٹر heavily subsidies ہے حتی کہ انڈیا میں بھی 150 ارب ڈالر سے زیادہ کی ایگریکلچر سیکٹر کو سبسڈی دی جا رہی ہے ہمارے ہاں جتنے aggressive taxation ہے وہ ساری ایگریکلچر پر ہے ہمیں اس نظام کو بدلنے کی ضرورت ہے تاکہ اس ریجن میں ہم لیول پلیئنگ فیلڈ حاصل کر سکیں ورنہ نہ کوئی ہماری مٹی میں مسئلہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں موسم عطا کئے ہیں جو زرخیز زمینیں عطا کی ہیں اور نہ ہی ہمارے کسانوں میں کوئی مسئلہ ہے وہ بہت ہی محنتی اور جفاکش ہیں جو اپنی زمین کا سینہ چیر کر اللہ کے دیئے ہوئے رزق کو پیدا کر کے انسانیت کی خدمت کرتے ہیں اور انسانوں تک اس کو پہنچاتے ہیں میں یہ بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ یہ کتنی بڑی بدقسمتی ہے اتنا بڑا ملک اور دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام ہونے کے ساتھ ساتھ 15۔ارب ڈالر سے زائد کی کھانے پینے کی اشیاء ہم باہر کے ممالک سے ہر سال منگواتے ہیں اور یہ جو اس سال ہو رہا ہے اس سے یہ کہیں کھانے پینے کی اشیاء کی import 20۔ارب ڈالر تک نہ بڑھ جائے ہم export oriented بننا چاہتے ہیں جبکہ یہ مزید import کی طرف لے کر جائے گا جو ہمارے foreign exchange پر مزید دباؤ کا سبب بنے گا اس سے ڈالر مزید مہنگا ہو گا اس سے یہاں پر مزید مہنگائی پیدا ہو گی ہمیں ایک لائحہ عمل بنانا ہے کہ ہم کس طرح سے اس import کو substitute کرتے ہوئے اپنے کسان کو اپنی زراعت کو ترقی دیں اور یہاں پر وہ چیزیں پیدا کریں تاکہ ہماری باہر سے import بند ہو میں یہاں پر یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بھارت میں 28 سے زائد فصلوں کی کم از کم قیمتیں مقرر ہیں اور بدقسمتی سے پاکستان میں صرف دو فصلوں کی کم از کم قیمتیں مقرر ہیں بلکہ ایک ہی فصل گندم کی ہے۔ گنے کے لئے indicative price ہے اور وہ مقرر شدہ نہیں ہے بلکہ اِن کے ساتھ مشورے سے رکھی جاتی ہے جبکہ ہمیں مزید فصلوں کے لئے یہ کرنے کی ضرورت تھی۔ پچھلے سال کپاس کے لئے قیمت مقرر کی گئی لیکن بدقسمتی سے اس پر عمل درآمد نہیں ہو سکا۔ میں مستقبل میں یہ دیکھتا ہوں کہ جب تک ہم اپنی زراعت اور اپنے کسان کو معاشی تحفظ نہیں دیں گے تو ہمارا ملک کبھی ترقی نہیں کرے گا کیونکہ زراعت ایک ایسا پیشہ ہے جو نہ صرف تمام وہ چیزیں generate کرتا ہے جو انڈسٹری میں استعمال ہوتی ہیں اور جو ہماری ایکسپورٹ کا سبب بنتی ہیں بلکہ کسان کی جیب میں جو پیسا جاتا ہے وہ پاکستان کا واحد آدمی اور واحد انسان ہے جو اسے اپنی جیب میں نہیں رکھتا بلکہ اسے فوری خرچ کرتا ہے اور پوری معیشت کے پہیے کو چلاتا ہے۔ اِس

کسان کی وجہ سے تاجر بھی روزگار حاصل کرتے ہیں، مزدور بھی کرتے ہیں، پلے دار بھی کرتے ہیں، کپڑے کی ملیں بھی چلتی ہیں اور جُوتے بنانے والے کارخانے بھی چلتے ہیں۔ اُس کسان کی ہر ضرورت اور اُس کے بچوں کی شادی بیاہ اِسی پر منحصر ہوتی ہیں لیکن آج یہ مسئلہ صرف کسان کا نہیں ہے بلکہ یہ ملکی معیشت کا گلا گھونٹا گیا ہے۔ اِس ملکی معیشت کو بچانے کے لئے آپ کو زراعت کو ترجیح دینا پڑے گی اور زرعی ایمرجنسی نافذ کرنا پڑے گی۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بھی گزارش کروں گا کہ یہ ماضی کی حکومتوں کا کیا دھرا جو ہم بھگت رہے ہیں یا بھگتیں گے، اِس حوالے سے میں اپنے منسٹر فوڈ سے اور اپنی حکومت سے بھی گزارش کروں گا کہ اِس المیہ کے ذمہ داران کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ گندم کی خریداری کے سُود کے لئے اتنا پیسا دیا ہے جو کہ پنجاب کے عوام کی جیب سے جائے گا تو اگر وہی subsidize کر کے ہم آٹا سستا اپنے عوام کو دے دیتے اور private sector میں import ہونے والی گندم کا مقابلہ کر لیتے تو اِس سے بھی ہماری بدحالی یا یہ صورتحال نہ ہوتی۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ چودھری صاحب! جناب امتیاز محمود!

جناب امتیاز محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ کافی دنوں سے گندم پر بحث ہو رہی ہے اور شاید یہ پورا ایوان مل کر کسان کے لئے کچھ نہیں کر سکا لیکن مجھے ایک بات ضرور سمجھ آگئی ہے اور میرے خیال میں سب کو سمجھ جانی چاہئے کہ آج تک پاکستان 110۔ارب ڈالر کا مقروض کیسے ہوا؟ ابھی میں recent کی بات بتاتا ہوں کہ آئی ایم ایف سے تین بلین ڈالرز کی deal کی گئی۔ ایک بلین پی ڈی ایم (ون) لے گی، 1.1 بلین ڈالر نگران حکومت لے گی اور 1.1 بلین ڈالر ہی تقریباً پی ڈی ایم (ٹو) حکومت لے گی۔ پہلی قسط کا کیا ہوا، اِس کا تو پتا نہیں اور تیسری کا کیا ہو گا اِس کا بھی کسی کو پتا نہیں لیکن جو درمیان والی ہے تو ایک اتفاقیہ کام ہوتا ہے اس سے ہمیں قرضہ ملتا ہے اتنا ہی ہم یوکرائن اور دوسرے ممالک سے گندم درآمد کر کے اپنے گوداموں میں رکھ لیتے ہیں۔ 1.1 بلین ڈالرز کا import bill وہ ایسے ہی چلا جاتا ہے اور یہاں پر حکومت اپنی procure کی ہوئی گندم کے اوپر سانپ بن کر بیٹھ جاتی ہے جبکہ باہر سے آنے والی گندم کو allow کیا جاتا ہے کہ وہ پہلے فروخت ہو تاکہ وہ لوگ منافع کما سکیں۔ ایک طرف private sector جو کسی نہ کسی طرح حکومت سے مِلا ہوا

ہے اور ہمیشہ سے یہ ہوتا ہے۔ پاکستان کو یہ ایک ٹیکہ 1.1 ارب ڈالر کا لگ گیا ہے لیکن اِس کے ساتھ ساتھ اگلے ٹیکے کی بھی تیاری ہے کیونکہ اگلی دفعہ کیا ہو گا کہ ظاہر ہے بیچارے کسان کے پاس پیسا نہیں ہے کہ وہ اگلی گندم یا فصل بیج سکے اور آہستہ آہستہ کیا ہو گا کہ اگلی دفعہ شور ہو گا کہ گندم کا بحران پیدا ہونے لگا ہے جی اس لئے گندم درآمد کرنی ہے تو پھر وہی traders اپنی کمائی کریں گے۔

جناب سپیکر! اتنا بڑا ایوان کسانوں اور زمینداروں کے نمائندوں سے بھرا ہوا ہے لیکن ایک چھوٹا سا طبقہ جسے traders کہہ لیں یا traitors کہہ لیں، وہ ہمیشہ سے کسی نہ کسی طریقے سے کمائی کرتا ہے، ایک غریب کا، ایک کسان کا اور ایک پاکستانی کا پیسا اس کی جیب سے نکالتا ہے اور امیر سے امیر ترین ہوا جا رہا ہے۔ وزیر موصوف نے کہا کہ آئیں، ہم آپ کے چیمبر میں آجاتے ہیں، ہمیں حل بتائیں تو میں آپ کو حل بتاتا ہوں، چیمبر میں آنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہیں پر میں حل بتاتا ہوں کہ اُن کو گرفتار کرو جنہوں نے گندم درآمد کرنے کی اجازت دی، اُن کو گرفتار کرو جنہوں نے گندم درآمد کی، اُن کو گرفتار کرو جو آپ کی procure کی ہوئی گندم تھی پر سانپ بن کر بیٹھ گئے۔ ابھی پیچھے ایک تقریب ہوتی ہے جس میں دو وزراء میں سے ایک حنیف عباسی صاحب کہتے ہیں کہ "تم چور ہو، تم نے گندم میں پیسا کمایا" اور وہ آگے سے کیا کہتا ہے کہ "چپ کر جا، فارم 47 کا اگر میں نے بتا دیا تو تم ذلیل ہو جاؤ گے "you scratch my back اِس کے بعد دونوں طرف خاموشی ہو جاتی ہے اور اِدھر سے کوئی بیان آتا ہے نہ اُدھر سے کوئی بیان آتا ہے۔ آپ اِن لوگوں کو گرفتار نہیں کر سکتے کیونکہ وہ طاقتور لوگ ہیں جو ہمیشہ لوٹتے ہیں، اُن کے پاس جہاز ہیں، اُن سے آپ جا کر پیسے مانگ کر اپنا الیکشن بھی لڑتے ہیں۔ اگر آپ یہ سب کچھ نہیں کر سکتے تو آخری حل میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ "کھولو اڈیالہ جیل کا دروازہ، نکالو قیدی نمبر 804 کو، وہ آئے گا اور پھر آپ کو بتائے گا، اِن سب کو جیلوں میں ڈالے گا"۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب سپیکر: جی، جناب حسن رضا!

جناب احسن رضا: جناب سپیکر! شکریہ۔ بہت ساری باتیں ہوئیں اور بہت ساری discussions ہوئیں لیکن نتیجہ کچھ بھی نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسان کو تو اِنہوں نے مار ہی دیا ہے اور بالکل مار دیا ہے۔ اب ہم جو discussions کر رہے ہیں، جو حاضریاں لگ رہی ہیں، ہمارے ٹریژری بنچز

کے معزز ممبران کی صرف وہ frustration ہے جو اُنہیں حلقے کے عوام کی طرف سے آتی ہے اور یہاں بیٹھ کر یہ حاضریاں لگا رہے ہیں۔ یقین کریں کہ اِن کی نہ کوئی سنتا ہے اور نہ ہی اِن کے پاس کوئی پالیسی ہے۔ ہمارے منسٹر صاحب نے تیسری مرتبہ آ کر آج پالیسی بیان کرنی تھی لیکن کوئی پالیسی ہے ہی نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی پالیسی ہوتی تو آج تک یہ بیان کر دیتے۔ زمیندار اکیلا نہیں مرا کیونکہ آپ دیکھ لیں کہ جب زمیندار کے پاس گندم آتی ہے تو وہ اُسے فروخت کر کے آگے کئی ایسی چیزیں اُس کے ساتھ relate ہیں کہ جُوتے والے کے پاس جاتا ہے، ایک کریانے والے کے پاس جاتا ہے اور آگے کتنی جگہوں پر جا کر پیسا تقسیم کرتا ہے جہاں پر ہر بندے کا کاروبار اِس گندم کے ساتھ relate ہو جاتا ہے اور اِس گندم کی وجہ سے کتنے لوگوں کا روزگار چلتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب تک جتنی بھی debate ہوئی ہے اِس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ صرف اور صرف اِدھر سے حاضریاں لگی ہیں اور اِس کی کوئی پالیسی اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے۔ میرے بھائی امتیاز محمود صاحب نے جو بات کی ہے کہ یہ اُن لوگوں کا کیوں نام نہیں لیتے اور اِنہیں ڈر کس چیز کا ہے؟ یہ اُن لوگوں کا نام لیں جنہوں نے یہ blunder کیا ہے، انہیں منظر عام پر لائیں، اُنہیں سزائیں دلوائیں اور اُنہیں کم از کم اِس چیز کا پتا ہو کہ ہم نے جو کیا ہے اِسے بھگتنا بھی ہے تو اِن ہاتھوں کو بے نقاب کریں۔

جناب سپیکر! یہ بیانیہ بنا رہا ہے کہ روٹی سستی ہو گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ روٹی سستی نہیں ہوئی۔ اِس دفعہ تو bumper crop ہو گئی آگے آنے والے وقت میں کیا ہو گا جب آپ کے زمیندار کے پاس اگلی فصل کاشت کرنے کے لئے پیسے ہی نہیں ہوں گے اور next time جب کوئی کسان گندم کاشت نہیں کرے گا تو آپ پھر کیا کریں گے؟ پھر یہی ہو گا کہ آپ نے گندم باہر سے درآمد کرنی ہے اور جب بھی آپ نے باہر سے گندم درآمد کرنی ہے تو معیشت کا یہی حال ہونا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اِس طرح کے blunders نہ کریں، اِس طرح کی پالیسیاں نہ دیں جس سے عام آدمی متاثر ہو اور اُس کی زندگی اتنی کٹھن ہو جائے کہ وہ suicide کرنے پر مجبور ہو جائے۔ Believe کریں کہ آج کسان کو اِنہوں نے بالکل مار کے رکھ دیا ہے اور اِن کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے کیونکہ اُن سے کسی نے ایک بوری گندم کی نہیں خریدی اور سوائے حاضریاں لگوانے اور پالیسی پالیسی کھیلنے کے میرے خیال کے مطابق، میں نے پہلے بھی یہ گزارش کی تھی کہ ایک دانہ بھی

کسی نے نہیں خریدنا اور آج یہ بات سچ ثابت ہوئی کہ کسی نے بھی کسانوں سے گندم کا ایک دانہ نہیں خریدا سوائے اس کے کہ پالیسی دے رہے ہیں اور پالیسی لے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک زرعی ملک کے ساتھ یہ بہت بڑی زیادتی ہے کہ جہاں پر ایک bumper crop ہوئی ہے اور زمیندار بے چارہ رُل گیا ہے جس کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اِسی طرح یہ معاملات چلتے رہے تو آنے والے وقت میں حقیقت جانیں کہ زمیندار کے پاس اتنا بھی نہیں ہو گا کہ وہ اگلی فصلوں کے لئے کھاد، بیج اور ڈیزل خرید سکے۔ یہ ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ میں آخر میں ایک پنجابی کی مثال دوں گا۔

جناب سپیکر! اگر مجھے پنجابی میں بات کرنے کی اجازت ہو تو کیا میں پنجابی میں مثال دے دوں؟

جناب سپیکر: رائے صاحب! پنجابی دی مثال اگر پنجابی اِچ نئیں دینی تے فیر فارسی اِچ دینی اے۔

جناب احسن رضا: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ اِک سوداگر سی، سوداگری واسطے پرانے وقت اِچ کسے اِک شہر توں دوسرے شہر گیا۔ اوتھے جاکے ویکھیا کہ اِک بندہ آواز لا ریا سی۔ او کہہ ریا سی لپوڑ داس لیلو، لپوڑ داس لیلو۔ اوہنے کیا کہ یار اے تے کوئی وکھری جئی چیز اے میں لے کے ویکھاں تے سئی اے کر دا کی اے۔ اودھے کول جو اشرفیاں سی اودے کے اوھنے او لپوڑ داس خریدیا تے واپس آ گیا۔ اودھی بیوی نے پُچھیا کہ ایس دفعہ بڑی جلدی نال واپس آ گئے نے۔ اوہنے کیا کہ ایس دفعہ چیز ای ایسی مل گئی اے کہ ہُن کسے چیز دی ضرورت نئی رے جانی۔ اوہنے پچھیا کہ او کی اے؟ اوہنے کیا کہ بھلئے لوکے تُوں کوئی روٹی دا انتظام کر تے میں اوہنی دیر تک لپوڑ داس کول پچھنا کہ او کی کر دا اے۔ جدھوں دوواں میاں بیوی اکٹھے بیٹھ گئے تے اوہناں نے لپوڑ داس درمیان اِچ رکھیا۔ اوہناں نے پچھیا کہ ہاں وئی لپوڑ داساتوں دس کی کرنا؟ اوہنے کہیا کہ جو تسی منگو گے میں دیاں گا۔ اوہناں نے کہیا کہ اِک کروڑ دے دے۔ اوہنے کہیا کہ دو کروڑ لے لو۔ اوہنے کہیا کہ اِک ارب دے دے، اوہنے کہیا کہ دو ارب لے لو۔ جس طرح رقم وددی گئی تے او ارباں کھرباں تے چلی گئی۔ آخر او سوداگر نے پچھیا کہ لپوڑ داساتُوں ایس توں علاوہ، گلاں باتاں توں علاوہ کجھ دے وی سکناں؟ اوہنے کیا کہ ساڈیاں تے باتاں دیاں باتاں نے، اسی کجھ دے نئی سکدے۔ میں سمجھناں کہ

ساری بحث اور ایس بحث دا حاصل اے ہے کہ سوائے باتاں دے کوئی شے نئی جیہڑی ایس صوبے دے زمینداراں نوں اے دے سکن۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب تشکل عباس وڑائچ!

جناب تشکل عباس وڑائچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ جناب سپیکر!

Thank you very much. You have been very just and accommodating theOpposition.

جناب سپیکر! 1947 میں جب پاکستان بنا تھا تو دو قومی نظریہ تھا۔ ایک تو یہ تھا کہ ہمیں مذہبی اعتبار سے آزادی حاصل ہو اور دوسرا یہ کہ ہمارا استحصال نہ ہو۔ آج جو صورتحال ہے انڈیا میں تقریباً یوریا کی قیمت ایک ہزار روپیہ ہے، DAP کی قیمت 4500/ روپیہ ہے، وہاں بہت ساری جگہوں پر بجلی مفت ہے، مشینری کے لئے انہوں نے مختلف قسم کی سکیمیں دی ہوئی ہیں۔ وہاں پر ٹریکٹر 20 لاکھ سے شروع ہوتا ہے، وہاں پر گندم کا ریٹ 3200/ روپیہ فی من ہے۔ میں منسٹر صاحب سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر یہ ساری چیزیں ہمیں ایسے ہی دے دیں تو ہم ان کو 3000/ روپے فی من میں گندم دے دیں گے۔

جناب سپیکر! ہم انڈیا کی بات اس لئے کرتے ہیں کیونکہ ہم نے یہ سمجھا تھا کہ وہ ہمارا استحصال کریں گے، ہمیں پتا نہیں تھا کہ یہاں پر ایک اشرافیہ ہو گی جو اس کسان اور مزدور کا استحصال کرے گی۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت مزید 5 منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

جناب تشکل عباس وڑائچ: جناب سپیکر! مجھے منسٹر صاحب کی ایک بات پر اعتراض ہے کہ یہ بار بار کاشتکار اور غیر کاشتکار کی تقسیم کر رہے ہیں، یہ ٹھیک نہیں ہے کیونکہ ہماری اکثریت کاشتکار کے ساتھ ہے، ہماری circulation of money اور باقی سارا کچھ کاشتکار کے ساتھ related ہے۔ اگر کسان کے پاس پیسے ہوتے ہیں تو وہ بازار جاتا ہے تو بازار کی رونق ہوتی ہے۔ اگر کسان کے پاس پیسا نہ ہو تو اس ملک کا تمام بزنس ٹھپ پڑ جائے گا جو کہ already ٹھپ پڑا ہوا ہے۔ پچھلی دفعہ گندم کی procurement کے لئے IB تک کو involve کیا گیا تھا۔ وہ ایجنسیاں involve ہوئیں

اور انہوں نے جا کر دیکھا کہ کس کے گھروں میں گندم موجود ہے وہ وہاں سے بھی اٹھا کر لے آئے۔ اس دفعہ وہ ساری ایجنسیاں کہاں ہیں، وہ سارے افسران کہاں ہیں؟ اس دفعہ ایسا کیوں ہوا کہ اب لوگ گندم اٹھا کر centers میں گھوم رہے ہیں اور ہماری گورنمنٹ لینے کو تیار نہیں؟ ایسا نہ ہو کہ اس گندم کی وجہ سے ہماری چاول کی فصل جو ہم تقریباً 3 بلین ڈالر کی ایکسپورٹ کرتے ہیں وہ بھی رہ جائے۔ جو کاٹن کے ساتھ ہوا، جو corn کے ساتھ ہوا وہی ہمارے چاول اور گندم کے ساتھ نہ ہو۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے دوستوں نے منسٹر صاحب کو جو بات کی وہ ٹھیک کی کہ اب انہیں future کا منصوبہ بتانا چاہئے کہ اگلے سال یہ کیا کرنا چاہیں گے۔ اِس دفعہ تو انہوں نے بتادیا کہ ہم گندم نہیں خرید رہے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ اِن کی reach اور capacity سے یہ باہر ہے تو ہمیں بتادیں اور اس کسان کو بتادیں کہ ہم نہیں خریدیں گے۔ کسان اپنی ذمہ داری پر کاشت کرے یا نہ کرے۔ ورنہ اُس کی ذمہ داری پھر کل کو اِن پر ہو گی۔ ہم یہ چاہیں گے کہ یہ commit کریں کہ وہ آئندہ یہ گندم buy نہیں کریں گے ہم اس بات پر بھی راضی ہو جائیں گے۔ پہلے ہی یہ کہا جاتا ہے کہ کسان تو اللہ کے بھروسے پر چل رہا ہوتا ہے۔ کسان کبھی بھی کسی گورنمنٹ یا کسی ادارے کے بھروسے پر نہیں ہوتا۔ ہمارے ایک دو دوست نے یہاں کہا کہ ہمیں فی ایکڑ کے اوپر کچھ سکیم دینی چاہئے۔ میں آپ کو یہ کہنا چاہوں گا کہ کسان کو بِھیک نہیں چاہئے، کسان کو اُس کا حق چاہئے۔ اگر آپ دے سکتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ کسان بِھیک کا طلبگار نہیں ہے۔ اگر گورنمنٹ perform کر رہی ہو تو پھر Defamation Bill لانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یہ "میمز" سے تنگ نہیں آتے، پھر سوشل میڈیا سے اتنی پریشانی نہیں ہوتی۔ میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ اس پر thoroughly غور کر لیں اگر آپ آئندہ آنے والے دنوں میں، آنے والے سالوں میں buy نہیں کرنا چاہتے تو ہمیں اس بات سے problem نہیں ہے۔ یہ آپ کی صوابدید ہے اور میں چاہوں گا کہ اس کے اوپر گورنمنٹ thoroughly غور کرے اور آگے آنے والے چار پانچ سال کے لئے پالیسی دے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ پلیز، wind up کر دیں۔

جناب تشکل عباس وڑائچ: جناب سپیکر! سب سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ کسان نمائندے یہاں لاہور آئے تھے اُن کو بڑی بے دردی سے مارا گیا، اُن کو جیل میں ڈالا گیا، پھر اُن سے commit کیا گیا کہ ہم آپ سے گندم buy کریں گے اور پھر اُن کو release کیا گیا۔ پہلی زیادتی تو یہ ہے کہ اُن کو مارا گیا، اُن کو اندر رکھا گیا اور اُن سے جھوٹا وعدہ بھی کیا گیا۔ میں آخر میں ایک شعر ہی کہہ سکتا ہوں کہ:

نثار تری گلیوں پہ اے وطن کے جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے
جو کوئی چاہنے والا طواف کو نکلے
نظر چُرا کے چلے جسم و جاں بچا کے چلے

جناب سپیکر: جی، حافظ فرحت صاحب!

حافظ فرحت عباس: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ رب اشرح لی صدری، ویسر لی امری، واحلل عقدۃ من لسانی ،یفقھوا قولی۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آج آپ کو خراج تحسین پیش کروں گا کہ آپ نے گندم پر بارہا بحث کروائی اور اس ایوان کو موقع دیا کہ یہ جھنجوڑے شاید حکومت جاگ جائے۔ جب اُس دن کہا تھا کہ بھینس کے آگے بین بجانے والی بات ہے تو وزیر موصوف mind کر گئے تھے۔ آج ہم کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو بیل کے آگے بین بجانے والی بات ہی رہی ہے کہ کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ on the floor of the House دانستہ اور غیر دانستہ طور پر بارہا گندم کے معاملے پر جھوٹ بولا گیا۔ آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں کہ پہلے کہا گیا کہ ہمارے پاس 27 لاکھ میٹرک ٹن گندم گوداموں میں پڑی ہے۔ یا اُس وقت سچ بولا تھا یا آج سچ بولا ہے جب آج ہمارے پاس سوالات کے جوابات آئے تو اس میں کہا گیا کہ ہمارے پاس تقریباً پونے 23 لاکھ میٹرک ٹن گندم پڑی ہوئی ہے۔۔۔

(اذان عشاء)

جناب سپیکر: جی، حافظ صاحب!

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہم criticize جتنا بھی کرنا چاہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میں چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں اگر وزیر موصوف نوٹ کر لیں اور اگر وہ سمجھیں کہ یہ قابل عمل ہیں تو ان پر implement کر لیں تاکہ کسان کا کوئی بھلا ہو جائے۔ یہاں بیٹھے ہیں نشستن، گفتن و برخاستن نہیں، بلکہ کوئی productive گفتگو ہو جائے جس کا کوئی فائدہ ہو جائے۔ میری یہ رائے ہے اور اگر یہ مناسب سمجھیں۔ اب تو جنہوں نے wheat خریدنی تھی انہوں نے خرید لی بیچارے غریب کسان تو مر گئے اور انہوں نے 2500 سے لے کر 2800 روپے فی من گندم بیچ دی۔ اس وقت آپ کی اگلی crop کاٹن کی ہے یا چاول کی ہے وہ نہیں لگ پا رہی اور آپ کو آنے والے دنوں اور تھوڑے عرصے میں اندازہ ہو جائے گا۔ مجھے ڈر ہے کہ جب ہم لوگ اس دفعہ wheat نہیں خرید رہے، تو آپ کو پتا ہونا چاہئے پاکستان و انڈیا جو پنجاب ہے یہ آپ کی فوڈ باسکٹ ہے۔ آپ لوگ اس کی support price کیوں دیتے تھے؟ آپ support price اس لئے دیتے تھے تاکہ کسان کی حوصلہ افزائی ہو اور وہ ہر دفعہ یہ crop کاشت کرے۔ یہ essential ہے کیونکہ لوگوں کو روٹی چاہئے اور گندم چاہئے ورنہ لوگ کسی اور crop کی طرف چلے جائیں گے جس میں ان کو زیادہ benefit نظر آ رہا ہو گا۔ اگر آپ یہ نہیں کرتے تو ultimately قحط ہو جائے گی اور جس طرف یہ پالیسی لے کر جا رہی ہے اللہ نہ کرے next year آپ کے ہاں بحران پیدا ہو جائے اور لوگ گندم کو اگانا چھوڑ دیں تو میری گزارش ہے کہ جو گزرنا تھا وہ گزر گیا۔ کہتے رہے اور نہیں سمجھ آئی جو بھی ان کے معاملات تھے جو بھی financial issues تھے انہوں نے کچھ نہیں کیا یا ان کی پالیسی decision تھا مگر اب گزارش یہ ہے کہ یہاں ایک دفعہ سستی روٹی کے نام پر ایک ارب روپیہ تندوروں میں جھونک دیا اس طرح نہ کریں۔ جس کا پتا ہی نہ ہو اور جس کا آڈٹ ہی نہ ہو سکے۔ آپ نے یہاں بتایا کہ آپ پانچ ارب روپے کا package دینے جا رہے ہیں۔ اگر آپ نے package دینا ہے۔ آپ کے پاس جو کسانوں کی detail بنی ہوئی تھی جو آپ لوگوں کے نیچے پٹواری اور تحصیلداروں نے بنائی ہوئی تھی آپ directly farmers کو subsidies کریں۔ اگر آپ ان کو کوئی کارڈ دیتے ہیں یا کوئی ایسا mechanism بنائیں جس میں آپ ان کے electricity bill 6 ماہ یا سال کے لئے defer کر دیں یا ان کے electricity bill معاف کر دیں۔ آپ ان سے جو پانی کا آبیانہ لیتے ہیں وہ معاف کر دیں، اکثر چھوٹے کسان ڈیزل کسی پمپ سے ادھار لیتے ہیں تو آپ ان کو PSO کا کوئی کارڈ

ایساissue کر دیں کہ اتنا ڈیزل ان کو فری دے رہے ہیں یعنی جو سبسڈی دیں تو اس کا track بھی ہو سکے۔ یہ نہ ہو کہ آپ کل کو سبسڈی دے دیں اور آخر میں پتا لگے کہ بابو بیورو کریٹ پیسا کھا گیا ہے بدنامی گورنمنٹ کی بھی ہو گی مگر جو کسان ہے اس کاdirectly کوئی فائدہ نہیں ہو سکا کیونکہ اس کا ایک سائیکل چلے گا۔ اگر آج farmer مر رہا ہے تو کل کوindustrialist مرے گا اور کل کو فلور ملز والوں کے پاسshortage ہو جائے گی۔ یہ آپ کی ساری گندمexport نہیں ہو گی یہ سمگل ہو گی ملک سے باہر جائے گی یا یہاں پر لوگ hold کر کے بیٹھ جائیں گے جن کے پاس capacity ہے ultimately آپ کی عوام مہنگی روٹی کھائے گی اور یہاں پر قحط کا ایکfabricated سا نظام پیدا کیا جائے گا اور پتا چلے گا کہ قحط آ گیا ہے اورultimately وہی ہو گا کہ جو جناب امتیاز صاحب نے بات کی ہے کہ ہم باہر سےwheat import کر رہے ہوں گے۔ میری یہ گزارش ہے اور اس میں چند چیزیں اور ہیں، آپ نے انسانیت کے ناطے بھی کیونکہ پاکستان اسلامی فلاحی ریاست ہے اسلامی فلاحی ریاست کاconcept کیا ہے؟ آپ نے کمزور طبقے کی فلاح و بہبود کا خیال رکھنا ہے۔ یہ کسان آپ کا کمزور ترین طبقہ ہے جو ہر دفعہ پس رہا ہے۔ پچھلے 75 سال سے پس رہا ہے مگر وہ پھر بھی ہم لوگوں کے لئے روٹی کا بندوبست کر رہا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس دفعہ آپ نے 3900 روپے فی من گندم کا ریٹannounce کیا لیکن گندم نہیں خریدی۔ یہ گورنمنٹ اور کسان کے درمیان ایک distrust کرا دے گا۔next year کون آپ کی زبان پر اعتبار کرے گا اور۔۔۔۔

جناب سپیکر: حافظ صاحب! آپwind up کریں۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ اگلے سال لوگ گندم نہیں بیچ رہے ہوں گے آپ کو اس کو forecast آج کرنا ہے، آپ نے ان کو آج subsidies کرنا ہے، آپ نے آج ان کی داد رسی کرنی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ نے ان کی گندم نہیں لی، اب نہ لیجیئے گا کیونکہ یہ نہ ہو کہ جو بڑے بڑے گروہ تھے اور مافیا تھے انہوں نے گندم سٹاک کر لی ہے اب آپ جا کر ان سے گندم خرید رہے ہوں۔ اگر گندم لینی تھی تو کسان سے لینی چاہیئے تھی جو کہ نہیں لی گئی۔ اب گزارش یہ ہے کہ اگلی دفعہ کے لئے کیا سوچیں، اب وزیر صاحب بیٹھے ہیں ہمیں یہ نہ کہیں کہ ہم نے نہیں لینی، ٹھیک ہےinterest تھا سارا کچھ تھا مگر ہم نے نہیں لی۔ مگر آپ ہمیں یہ

بتائیں کہ اب آپ کون سا ایسا کام کرنے جا رہے ہیں جس سے کسان آپ پر اعتماد کرے گا اور اگلی دفعہ وہ گندم بھی بیج رہا ہو گا اور باقی crops بھی بیج رہا ہو گا۔ اگر آپ یہ نہیں کریں گے تو آپ یاد رکھیں کہ کوئی کپاس نہیں لگائے گا جب کپاس نہیں لگائے گا تو آپ کی ٹیکسٹائل بند ہو جائے گی ultimately ٹیکسٹائل export کرتے تھے اب آپ کا trade deficit بڑھتا جائے گا اور ہم پھر کشکول لے کر ایک ارب ڈالر کے لئے اور دو ارب ڈالر کے لئے ملک ملک پھر رہے ہوں گے اور پاکستان بھکاری قوم بن جائے گی۔

جناب سپیکر: حافظ صاحب! Thank you. I have requested the minister to wind up. دیکھیں کہ ہم نے آج آپ کی requisition پر دوبارہ گندم کا issue take up کیا جو آپ کا one point agenda تھا، یہاں پر بڑی زبردست debate ہوئی اور as a matter of fact یہ ایک trajectory ہے اور وہ trajectory needs serious introspection for all of us آپ کی طرف سے میری طرف سے اور منسٹر صاحب کی طرف سے کہ جب یہ flash floods تھے whole of the Sindh southern part of the Punjab D.G.Khan and Rajan Pur and mainly Balochistan, a mostly wheat growing area of the Punjab that was effected. A flag was raised کہ import کے بغیر بات نہیں بنے گی۔ Then a large number was imported and then our own crop. تو یہ trajectory رہی ہے بہرحال آپ کی باتیں بالکل ٹھیک ہیں جو آپ نے باتیں کی وہ ٹیکسٹ بک باتیں ہیں۔ یہاں سے جو دوست باتیں کر رہے ہیں تو problem گورنمنٹ کی ہے اس وقت situation prevolent at hands ہیں having said all this ہم جتنی بھی بات کر رہے ہیں لیکن somehow this is a segmental crisis for the farmer and that is alraming منسٹر صاحب! آپ پلیز windup کریں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو آج آپ نے ایک نیا precedent set کیا ہے کہ پانچویں دن تک debates جاری رہی اور درجنوں کی تعداد میں اپوزیشن کو اپنے خیالات کے اظہار کرنے کا موقع ملا تو a healthy sign میں نے اس

ہاؤس میں ایسا بھی دیکھا ہے کہ یہ چیئر اپوزیشن کی طرف back کر کے، جو اپوزیشن کی ڈیمانڈ ہوتی تھیں یا ان کی جو legal asking ہوتی تھیں ان کو رگیدتی چلی جاتی تھی، میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ یہاں پر ایوان میں جو کروڑوں لوگوں کی نمائندگی کرتا ہے اور اس کا ایک constitutional right ہے کہ اس کو پانچ سال پورا کیا جاتا لیکن ایک سال پہلے اپنے political agenda کے تحت اس کو رگید کر، اور کسی ممبر کی بات نہیں سنی جاتی تھی back دکھا کر اپنا کام کر کے چلتے بنتے تھے۔ آج خوشی ہے کہ یہ چیز بھی دیکھی ہے کہ اپوزیشن کو پانچویں دن اور کئی گھنٹوں جو چاہا اس کو بولنے کا موقع دیا گیا اللہ تعالیٰ اسی روایت کو دونوں سائڈ سے بڑھانے کی توفیق دے بہت اچھا ہے۔ ایک اور چیز یہ میں اپنے لئے نہیں کر رہا کہ گورنمنٹ نے بھی ایک نیا precedent set کیا ہے کہ اُس کا ایک وزیر بیٹھ کر گھنٹوں دونوں سائڈ سے جس کا جو دل چاہے وہ نشتر چلاتا جائے اور وہ خندہ پیشانی کے ساتھ بیٹھ کر سنے اس طرح بھی ہم نے نہیں دیکھا ہے۔

جناب سپیکر! مجھے ایسے لگتا ہے میری opinion ہے، یہ میری personal feelings ہیں میں غلط بھی ہو سکتا ہوں کہ دونوں sides کے جو ذی شعور ممبران تھے وہ سب convince ہیں کہ پنجاب گورنمنٹ کا، فوڈ ڈیپارٹمنٹ کا اس سارے crisis میں کوئی لینا دینا نہیں ہے مگر ان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنی consistency کو دیکھانا ہے کہ میں نے ایوان میں گندم کی بات کی ہے پھر point scoring بھی ہے تو کاش ایسا ہوتا کہ ہم سارے اس ایشو پر ایک آواز ہوتے اور اپنا کیس فیڈرل گورنمنٹ میں بھیجتے میری سوچ کے مطابق اس کا زیادہ وزن ہوتا۔ قائد حزب اختلاف کا بہت زیادہ احترام ہے انہوں نے ساری dates quote کیں جو میں نے لکھی ہوئی ہیں کہ جی، 13۔ جولائی کو یہ ہوا، 8۔ اگست کو یہ ہوا، پہلا جہاز 20 تاریخ کو آگیا اُس کے approval کا notification اُس کے دو تین دن بعد ہوا۔ یہ ساری چیزیں پنجاب فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے میڈیا کے لوگوں کے ساتھ شیئر کیں، میں نے خود پبلک کیں ہیں اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو ہمیں وحی کی صورت میں نازل ہوئی ہو یہ ساری چیزیں ریکارڈ پر تھیں۔ میں ایک چیز ضرور کہوں گا کہ پنجاب گورنمنٹ کو رگیدا گیا تو ریکارڈ پر لانے کے لئے کہ یہ پنجاب گورنمنٹ ہی تھی جس نے سب سے پہلے flag raise کیا کہ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ یہ بھی ریکارڈ درست کر لیں دسمبر میں پنجاب فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے flag raise کیا تھا کہ اس import کو بند ہونا

چاہئے کسان کا استحصال ہے، پھر مجھے یہ سننے کو ملا کہ منسٹر نے یہاں کہا تھا کہ ہم 40 لاکھ میٹرک ٹن لے رہے ہیں۔ میں decades سے یہاں پر آرہا ہوں ایک دو ممبران کے علاوہ باقی سارے ممبرز ابھی آئے ہیں۔ ایک دو ممبران میں نے دیکھے ہیں جو 20,20 سال پہلے بھی ہمارے ساتھ colleague تھے رائے حسن کھرل صاحب تھے، یہ 20 سال پہلے ہمارے ساتھ تھے۔

جناب سپیکر! ریکارڈ نکال کر دیکھیں میں نے آج تک، ابھی تک کسی بھی جگہ نہیں کہا کہ 20 لاکھ میٹرک ٹن لے رہے ہوش کے ساتھ بات کرتا ہوں۔ میں صوفی حالت میں نہیں ہوتا، میں نے یہ قطعی نہیں کہا خوامخواہ کوئی یہ بات کرے کہ منسٹر نے کہا تھا، جھوٹ بول دیا، یہ کیا ہے۔ یہاں پر پھر یہ کہا کہ 6 ایکڑ کی ہی خریداری کر لیں تو وہ بھی ریکارڈ نکالیں کہ جب گورنمنٹ نے پالیسی دی تھی تو 6 ایکڑ پر سب سے زیادہ criticism ادھر سے ہی آیا تھا۔ ہمیں کہتے ہیں کہ ہماری زبان کا کس طرح یقین کریں، ہمیں پتا ہے کس طرح یقین کریں گے۔ ان کی زبان کا کس طرح سے یقین کریں گے یہ بھی تو سوچیں کہ کیا کہہ رہے ہیں پہلے 6 ایکڑ پر criticise کر رہے ہیں آج کہہ رہے ہیں 6 ایکڑ خرید لیں۔ دوست کہتے ہیں 60۔ ارب روپے کسی ہیڈ سے نکال دیں، بھائی میں کہہ کہہ کر تھک گیا ہوں کہ 60۔ ارب روپے کی بات نہیں ہے ہیلی کاپٹر کو کبھی گنوا دیتے ہیں میں نے تو کہا ہے کہ یہ political point scoring ہے۔ میری گورنمنٹ، میری چیف منسٹر صاحبہ مجھے یہ کہتی ہے کہ کتنے پیسے لگتے ہیں اس سے double لگانے کو تیار ہیں مگر وہ درمیان والا آدمی جس کو مڈل مین کہتے ہیں، جس کو ٹریڈر کہتے ہیں اُس کو سبسڈی نہیں دینی direct farmer تک پہنچنا ہے، direct کسان کو پیسے دینے ہیں۔

جناب سپیکر! فیڈرل گورنمنٹ نے اجازت دی ہے private sector نے اُس کی خریداری کی ہے اور اُس کی quality Food Department check کرے۔ یہ بھی عجیب بات ہے میں اس منطق کو نہیں سمجھ سکا بہر حال یہ اُن کا حق ہے تو یہاں پر گندم کے جہاز کی سپیڈ کی بات ہوئی کہ جہاز کی سپیڈ یہ تھی، سپیشل جہاز تھا تو سوال یہ ہے کہ اس جہاز کی سپیڈ کو measure کرنے کا فوڈ ڈیپارٹمنٹ سے کیا تعلق ہے؟ میں اس چیز کو نہیں سمجھ سکا۔ یہاں پر آرام سے کہہ دیتے ہیں 2500,2600 میں نے تو وزیر ہونے کے ناتے آج تک اس پر نہیں کہا مجھے actual price کا پتا ہے میں اُدھر سے بھی پوچھ کر آتا ہوں ادھر سے بھی پوچھتا ہوں میں نے تو

آج تک مارکیٹ کی پرائس quote نہیں کی کہ price کیا ہے کہ یہ میری ذمہ داری ہے میں اپنے منہ سے on the floor of the House کس طرح کہہ دوں کہ جو میرے کہنے سے price اور زیادہ نیچے آ جائے۔ یہ صرف اور صرف point scoring کے چکر میں لگے ہوتے ہیں پھر میں نے باتیں سنی کہ جی ویلے دی واگ سجنا تو یار بڑی ویلے دی واگیں دیکھی ہیں، بڑے معاملات دیکھے ہیں، ساری ویلے کی واگیں اپنے سامنے دیکھی ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے priorities کی بات کی ہے کہ یہاں پر کہا جاتا ہے کہ چیف منسٹر مریم نواز شریف صاحبہ اگر اتنے ارب روپے کا جہاز لے سکتی ہیں تو اس procurementwheat پر پیسے کیوں نہیں inject کر سکتی؟ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ ہمیں اندازہ ہے کہ ڈیڑھ مہینے میں یہ ہم پر بہت بڑا issue بنا۔ آپ بھی اُس کا حصہ رہے ہیں جو کمیٹی ایک دفعہ گئی ہے ہماری پانچ سے چھ دفعہ اس کے حوالے سے sittings ہو چکی ہیں اُس میں ہماری highest level پر leadership موجود ہوتی تھی اُن کو ایک ایک چیز in picture کی ہے۔ مگر یہاں پر یہ الزام لگتا ہے کہ آپ نے 20 لاکھ میٹرک ٹن کے arrangements کہاں کئے تھے تو میں یہ on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ 20 لاکھ میٹرک ٹن کا بار دانہ ہم نے arrange کیا، 400 centers پر ہم نے اُس کو spread کر وایا ، ہماری جو cash credit limit کی فیڈرل گورنمنٹ سے approval لی banks، کے ساتھ arrangements کئے یہ سارا کچھ تھا۔ اب اس پر میرے پاس ایسا کوئی سسٹم نہیں ہے کہ میں ان کو یقین دلا دوں کہ ہم اس کو نیک نیتی پر کر رہے تھے اللہ کی طرف سے تھا کہ جس وقت moisture level اتنا high تھا کہ ہم نہیں خرید سکتے تھے۔ یہ ساری باتیں ہم بار بار کہہ چکے ہیں ان کو الگ سے، privately بھی کہہ چکے ہیں، on the floor of the House بھی کہہ چکے ہیں مگر ان کی ایک ہی چیز ہے کہ نہیں اس میں آپ کی نیت نہیں تھی یہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات جانتی ہے۔ پتا نہیں کس کس طرح کی مجھے تو خود سمجھ نہیں آتی، کبھی کہتے ہیں کہ اربوں روپے کی hundred billion dollar کی آپ نے export کر دی۔

جناب سپیکر! میں وہ باتیں نہیں کرنا چاہتا، مجھے وہ باتیں آتی ہیں میں اس ایشو کے بعد کیوں کہ مجھے عزت ہے اس side کے لوگوں کی جب اس ایشو کے بعد ہم گندم کے crisis سے نکلیں گے تو مجھے پتا ہے کہ ہم نے ان ساری چیزوں پر ان کے ساتھ دو دو ہاتھ کرنے ہیں۔ جس

طرح یہ بات کریں گے ہم نے کرنی ہے مگر میں ابھی نہیں کہنا چاہتا مجھے اندازہ ہے یہ قیدی کو یاد کر رہے ہیں کہ وہ باہر آئے گا قیدی کے دور میں پہلے چینی ملک سے باہر پھینکی نہیں گئی پھر واپس چینی آئی نہیں؟ یہ ساری باتیں ہمیں پتا ہے ہماری memory میں ہیں مگر ہمارا focus صرف اور صرف گندم پر ہے۔ ان کی طرف سے ہم سہیں جب باری آئے گی اُس وقت ہم ان کو بتائیں گے کہ ہمیں ساری چیزوں کا پتا ہے کوئی فکر کی بات نہیں ہے چیزیں بہر حال بہتر ہو جائیں گی تو ان کو خود سامنے نظر آ جائے گا۔ ابھی ایک صاحب نے کہا کہ 27 لاکھ میٹرک ٹن اور 22 لاکھ میٹرک ٹن میرا یقین کریں میں آخری بات کرتا ہوں میں اپنی بات کو conclude کرتا ہوں 27 لاکھ میرے بھائی سے slip of tongue سے صحیح نہیں کہا گیا تو گھنٹوں بیٹھ کر پتا نہیں کتنے points لکھ کر لاتے ہیں اس میں ان کی کوئی غلطی نہیں یہ human nature ہے slip of tongue ہو جاتی ہے تو 27 لاکھ میٹرک ٹن کہنے جا رہے تھے ریکارڈ نکلوائیں اُن سے نہیں کہا گیا تو میں اُن پر کوئی الزام نہیں لگا رہا کہ اُن کی ability یا وہ اس capable نہیں ہیں میں یہ نہیں کہہ رہا میں نے کبھی بھی نہیں کہا کہ 27 لاکھ یا 22 لاکھ کہہ رہے ہیں آپ جھوٹ بول رہے ہیں یہ چٹکی بجاتے ہوئے اتنی بڑی گالی نکال دیتے ہیں ان کو پتا بھی نہیں چلتا کہ اچھے خاصے بندے کو منہ پر کہہ دیتے ہیں کہ جھوٹ بول رہا ہے۔

جناب سپیکر! please میری درخواست ہے کہ کم از کم ان کو سمجھائیں اور آپ سے بھی میری بڑے ادب سے درخواست ہے کہ ان چیزوں کا نوٹس لیا کریں کہ ایک بندہ چاہے میں کسی کو کہوں کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے اور اس کو بغیر تصدیق کے کہہ دیتے ہیں کہ ایک figure خود منہ سے نکلتے ہوئے دو دفعہ ان کی slip of tongue ہوئی ہے اور میں نے اگر کوئی بات کہہ دی کہ اُس کا point of view سمجھ آ رہا ہوتا ہے اور اُس کو آپ کہتے ہیں کہ یہ منسٹر جھوٹ بول رہا، یہ چھوٹی statement نہیں ہے کسی بھی honorable بندے کے لئے straight away کہہ دینا کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے گالی لگتی ہے تو ہمیں اس culture سے باہر نکلنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں نے اس پر conclude کرنا ہے کہ جی ہمیں ان کی رائے جو Leader of Opposition نے دی تھی جنہوں نے اب میری بات سنی بھی نہیں۔ انہوں نے دو باتیں quote کی ہیں کہ 35 من فی ایکڑ procurement کریں۔ ابھی تو ہم اس position میں نہیں ہیں

کہ ہم 6 ایکڑ کی procurement کر سکیں۔ ہم مڈل مین کو دے دیں اور دوسری proposal میں نے note کی تھی کہ inputs سستی کریں تو کون سا ایسا سسٹم ہے کہ یہاں پر ایوان میں بیٹھے ہوئے 15 دن میں discussions 5 ہو گئی ہیں اور میں inputs کا آپ کو 15 دن میں بتا دوں کہ ہم نے inputs سستی کر دی ہیں۔ یہ مجھے پتا ہے کہ ڈی اے پی آج بھی ڈیڑھ ہزار روپیہ سستی ہوئی ہے مگر inputs اس طرح تو سستی نہیں ہوتی کہ 15 دن میں ڈیڑھ مہینے میں یا چار مہینے میں inputs بھی سستی کر دیں یہ چیزیں گورنمنٹ کی priority پر ہیں میں آپ کو کہہ چکا ہوں آپ میرے سے بہتر جانتے ہیں کہ ہم 400۔ ارب روپے کا کسان کارڈ جس میں in one go کا package دے رہے ہیں، اُس میں ہم fertilizer بھی سستی کریں گے، ان کی pesticides بھی سستی کریں گے، ان کی ڈی اے پی کھاد بھی سستی کریں گے، ان کو solarization کی طرف بھی لے کر جائیں گے۔ ہمارے پاس planes ہیں اُس پر implementation پر مہینہ لگے دو مہینے لگیں یا چار مہینے لگیں انشاء اللہ کسان کو ہم اکیلا نہیں چھوڑتے۔ ہم نے کسانوں پر پورا focus کیا ہوا ہے کہ ہمیں پتا ہے کہ کسان hit ہوا ہے compensate کریں گے۔ مگر ساری بات میں جو ایک positive side ہے اُس کا ایک لفظ بھی نہیں بولا گیا، میں نے ہی اپنی opening speech میں کہا اور یہاں پر درجنوں لوگوں نے بات کی لیکن کسی ایک بندے نے وہ بات نہیں کی، یہ لوگوں کی نمائندگی نہیں ہے کہ روٹی 20 روپے سے 15 روپے کی ہو گئی ہے اور یہ کہہ رہے ہیں جی کہ یہ روٹی کسی اکا دکا تندور پر سستی مل رہی ہے، میں آپ کو ابھی کی بات بتا رہا ہوں کہ پنجاب کے تمام بڑے شہروں میں 80 فیصد سے زائد تندوروں پر implementation موجود ہے اس کا ایک impact ہے کہ جو آٹے کا بیگ ہے اس کی قیمت گیارہ سو سے بارہ سو روپے 20 کلو فی بیگ reduce ہوئی ہے، یہ fact ہے اس پر ایک لفظ نہیں بولا گیا۔ میری درخواست ہو گی کہ جس طرح آپ نے wheat پر discussion رکھوائی ہے تو آئندہ ذرا اس پر بھی discussion رکھوائیں کہ سستی روٹی کی اس وقت کیا پوزیشن ہے تاکہ ہم آپ کے سامنے اس ہاؤس کو بتا سکیں اور ہاؤس کو بھی اس پر بات کرنے کا موقع ملے کہ سستی روٹی کی implementation کتنے فیصد ہوئی ہے، اس روٹی کی قیمت کے حوالے سے کتنے DC's,AC's, Commissioners and minister نے inspections کی ہیں، یہ بھی ایک سائیڈ موجود ہے اور یہاں پر کہا گیا ہے کہ 65 فیصد ہے تو یہ 65 فیصد نہیں ہوتی۔

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب سے کہیں کہ یہ کسان کے حوالے سے کوئی اچھی خبر سنادیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! نہیں، no cross talk, please

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! یہ ان کی بات مناسب نہیں ہے، ان سے کہیں کہ بات سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔

جناب سپیکر: سردار محمد علی خان! Please, no cross talk منسٹر صاحب کو اپنی speech wind up کرنے دیں۔ I am sitting tight from last four hours now. منسٹر صاحب! آپ اپنی speech wind up کریں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ان سے ایک وزیر برداشت نہیں ہوتا جو کہ ان کے ساتھ عزت سے بات کرتا ہے، ان کا ہر دوسرا بندہ منہ اٹھا کر کہہ دیتا ہے کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اپنی speech wind up کریں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ان کو ذرا سکھائیں کہ جب آپ کا لیڈر آف دی اپوزیشن یا دوسرے ممبران بات کرتے ہیں ہم زبان سے زبان نہیں اٹھاتے، ہمیں پتا ہوتا ہے کہ یہ غلط بیانی کر رہے ہیں، ہمیں۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اپنی speech wind up کریں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ہمیں پتا ہے کہ ان کو facts کا بھی نہیں پتا لیکن اس کے باوجود ہم ان کی باتیں سنتے ہیں اس لئے ان کو بھی اپنا ذرا culture develop کرنا چاہئے ۔ مجھے اپنی بات کو یہاں پر conclude کرنا ہے کہ ہم نے ان کی ساری باتیں سنی اور میں نے ان کو status بتادیا ہے کہ اس وقت کیا صورت حال ہے؟ میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ مجھے میری لیڈر شپ نے واضح طور پر کہا تھا جو کہ میں آج آپ کے ریکارڈ پر لارہا ہوں کہ ہم full swing procurement with کی پوزیشن میں نہیں ہیں ہمیں یہ نہیں کہا گیا تھا کہ آپ

نےprocurement نہیں کرنی بلکہ ہمیں یہ کہا گیا تھا کہ آپ اپنے arrangements مکمل رکھیں، میں نے آپ کو اس حوالے سے witness دے دی ہے کہ آپ چیک کرسکتے ہیں میں یہاں پر ذمہ داری کے ساتھ statement دے رہا ہوں تو یہ بات ہم لوگوں سے جھوٹ بولنے کے لئے تھوڑی کہہ رہے ہیں کہ ہم نے CCL arrange کی، ہم نے اس کے bags arrange کئے، ہم نے سینٹرز کو functional کیا، اب قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا کہ اس مہینے میں بارش ہوئی جس مہینے میں کبھی بارش نہیں ہوتی۔ میں آخری بات کر رہا ہوں کہ دوسری طرف دیکھ لیں کہ پاسکو نے زیادہ moisture کے ساتھ procurement کی اور جو سسٹم بدقسمتی کے ساتھ چلتا ہے کہ جی تین کلو، چار کلو زیادہ دے دیں اس کا کیا رزلٹ نکلا؟ اس کا رزلٹ یہ نکلا کہ اس۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اپنی speech wind up کریں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! اس پر چاروں کے چاروں ایم ڈی، ایڈیشنل سیکرٹری، اور بھی کئی لوگ suspend ہوگئے۔ میری روزانہ دو سے تین مرتبہ اسلام آباد میں فوڈ سکیورٹی، فیڈرل منسٹر سے بات ہوتی ہے وہ یہی کہتے ہیں کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ ہم moisture کے ساتھ گندم نہیں خرید سکتے تو ہم ان کی بات پھر کس طرح سے مان لیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اپنی speech wind up کریں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور مجھے یہی بات ریکارڈ پر لانا تھی کہ گورنمنٹ کی گندم خریدنے کی پوری نیت تھی لیکن اس وقت تک کی پوزیشن یہ ہے کہ یہ بتادیں کہ ہم اگر اس وقت procurement کرتے ہیں تو کیا اس کا کسان کو benefit ہے، تو گورنمنٹ convince ہے کہ اس وقت کسان کو فائدہ نہیں ہے، اس وقت تو traders فائدہ لے جائیں گے؟ ہماری پالیسی یہ ہے کہ ہم جائیں گے اور جو چھوٹا کسان ہے جو ہماری طرف بڑی آس اور امید کے ساتھ دیکھ رہا ہے اس کو compensate کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! اس کی compensation میں اس کا ساتھ دیں گے اور آئندہ crop میں انشاءاللہ اس کا ہاتھ تھامیں گے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ اب اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز بدھ مورخہ 15۔ مئی 2024 دوپہر 2 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔